

Total DamageBook

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188591

UNIVERSAL
LIBRARY

۱۳۳۵۱ — ۱۳۵۴۲
سولس — مدرسہ

سولس کی آر — سی

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۵۱ Accession No. ۱۳۵۲۷

Author - بادشاہ حسین سہولیس -

Title سہولیس کی آرزو -

This book should be returned on or before the date last marked below.

مسیوی کی آہنی

مترجمہ

سید شاہ حسین حیدر آبادی

مصنف، اردو میں ڈراما نگاری، مولف ”میشا ہیہ سرہند“
مرتب دیوان تاباں، مترجم ”ناخواندہ جہان اور دوسرے افسانے“

ناشر

ادارہ اشاعت اردو حیدر آباد

اکتوبر ۱۹۳۹ء عیسوی

قیمت (عمیم)

باراول (۱۰۰۰)

فہرست

صفحہ	۱۔ پیش لفظ	از رچرڈ وائش برن پائلڈ (سابق امریکی سفیر متعینہ اطالیہ)
۱۱	۲۔ پہلا باب	توجہ جانی
۲۲	۳۔ دوسرا باب	جنگ اور اس کے اثرات
۵۷	۴۔ تیسرا باب	راکھ اور چنگاریاں
۸۱	۵۔ چوتھا باب	فرسودہ جمہوریت کی کشمکش
۱۰۸	۶۔ پانچواں باب	گلشن قسطنطینیت
۱۳۰	۷۔ چھٹا باب	حصول اقتدار
۱۵۰	۸۔ ساتواں باب	فتح روما
۱۷۲	۹۔ آٹھواں باب	حکومت کے پانچ سال
۲۰۳	۱۰۔ نوواں باب	نئی راہیں
۲۲۴	۱۱۔ دسواں باب	قسطنطینی ریاست اور اس کا مستقبل
۲۴۹	۱۲۔ گیارہواں باب	منزل کے راستہ پر
۲۵۲	۱۳۔ خاتمہ کتاب	از ”مترجم“

انتساب

عالمی نواب اکمال یار جنگ بہادر

نام نامی سے اس کتاب کو معنون کرنے کی عزت
کے
حاصل کی جاتی ہے

پیش لفظ

یہ بات میرے مقصد سے بہت دور ہے کہ میں اس کتاب کے مواد کو پھیلا کر بیان کروں یا اس کی ترجمانی کروں یا اس میں کوئی اضافہ کروں۔

اس میں بہت ڈرامائیت ہے اور چونکہ میں اُن دنوں امریکہ کا سفیر تھا اس لئے بے تکلفانہ مانوس تھا جس غیر معمولی شخصیت کو یہاں منظر عام پر لایا گیا ہے وہ ایک عرصہ پہلے ہی میری آنکھوں کے آگے بے نقاب تھی کیونکہ میں اس شخص کو خوب جانتا تھا جس نے اب آخر کار اپنے حالات خود ہی سیدھے سادے اور مخصوص طرز میں قلمبند کئے ہیں اور جس سے مجھے گہری محبت ہے۔

آپ بتی لکھوانے نمایں ذمہ دار ہوں۔ مسولینی کی زندگی کے متعلق دوسروں جو کچھ بھی لکھا ہے، اس کی دلچسپیاں طرح طرح کی ہیں۔ لیکن اس کتاب کو کوئی نہیں پہنچ سکے گی جس کو آپ خود دکھیں گے۔ میں نے اُس سے کہا۔

”میں خود لکھوں؟“ اُس نے میز پر جھک کر حیرت سے میرے الفاظ دہرائے۔ وہ دنیا کا سب سے زیادہ مصروف شخص ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کو صدمہ پہنچا ہے کیونکہ ایک دوست نے اس کو سمجھنے میں غلطی کی تھی۔

”ہاں“ میں نے کہا اور اُن عنوانات کی ایک فہرست دکھلائی جو میں نے کاغذوں پر نوٹ کر رکھی تھی۔

”بہت اچھا“ اس نے انگریزی زبان میں کہا ”میں لکھوں گا۔“

موسیقی کی آپ بیتی کی طبیعت کے مطابق تھی۔ وہ فیصلہ جلد اور اٹل کرتا ہے۔ پیش لفظ

اس طرح وہ آمادہ ہوا اور لکھوانا شروع کیا میں نے اسی طریقہ کار کا مشورہ دیا تھا کیونکہ جب وہ خود لکھنا شروع کرتا ہے تو مسودوں کو بار بار درست کرتا ہے اور یہ اس لئے بہت زیادہ تکلیف دہ ہو جاتا۔ اس لئے اس نے لکھوانا شروع کیا۔ مسودہ واپس لیا۔ اور اس نے خود اپنے قلم سے اس کو درست کیا۔ کہیں سرخ پنسل کی لکیریں اور کہیں روشنائی کی ندی بہتی نظر آنے لگی۔

جب مسودہ میرے ہاں آنا شروع ہوا تو دقت یہ ہونے لگی کہ لفظی ترجمہ میں شخصی تحریر کا سارا زور ٹوٹ جاتا تھا۔

”میں کس طرح اس کو مرتب کر سکتا ہوں؟ میں نے پوچھا۔

”جس طرح تم چاہو“ اس نے جواب دیا ”تم اطالیہ سے واقف ہو، فسطا

کو سمجھتے ہو، اور مجھے جانتے ہو بالکل اس طرح جس طرح کہ کوئی دوسرا جان سکتا ہے۔“ لیکن ترتیب کی زیادہ ضرورت نہیں پڑی کیونکہ مسودہ اسی طرح تھا جس طرح کہ آپ آئندہ صفحوں پر دیکھیں گے۔ بس یہی سب کچھ تھا اور ہماری کتنی خوش قسمتی تھی کہ وہ اس کی اہمیت سے غافل تھا چاہے کوئی اس کو پسند کرے یا نہ کرے لیکن اس کتاب کا ہر پڑھنے والا موسیقی کو ضرور جان سکے گا یا کم از کم اگر کسی کا طبع نظر دھندلا ہو تو وہ اس کو بہتر روشنی میں دیکھ سکے گا کتاب پسند ہو یا نہ ہو آنا ضرور ہے کہ اس میں ایک سطحی خلوص سے بھٹی ہوئی نہیں ہے، کم از کم مجھے تو نہیں ملی۔

یقیناً بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو اپنے حالات لکھنے والا خود نہیں دیکھ سکتا یا اپنے متعلق بعض باتیں خود نہیں کہنا چاہتا۔ تاریخ کے پردہ پر اپنے ہی برابر والے کا ذکر وہ کرنا نہیں چاہے گا۔

خاتمہ پسند اور ناپسند نظری اور عملی، موافقت اور مخالفت کی بحث اٹھائی جا

۳۲
موسیقی کی اپنی ہی غیر جانبدارانہ نقطہ نظر سے کسی کی بزرگی کا صحیح معیار ذیل کے سوال کا جواب ہو سکتا ہے۔
”کسی شخص کا اثر زیادہ سے زیادہ انسانوں پر ان کے قلوب، ان کے خیالات، ان کی مادی بہتری، اور ان کے دنیاوی تعلقات پر کتنا گہرا اور دیر پا ہو سکتا ہے؟“
اس زمانہ میں پیشینگوئی کی جاسکتی ہے کہ کوئی دوسری شخصیت پائیدار بزرگی میں کی برابری نہیں کر سکے گی۔

آپ اس کی شخصیت کو پسند کریں یا نہ کریں، اس کے فلسفیانہ نظریوں کو تسلیم کریں یا نہ کریں، اس کی کامیابیوں کو مستقل مائیں یا نہ مائیں، اس کو مافوق البشر سمجھیں یا نہ سمجھیں، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس نے انسانی زندگی کے لائحہ عمل کو اس طرح آزمایا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی اور وہ بھی مختلف پہلوؤں سے مثلاً روحانی، قاعدی، نظری اور اصولی، اس نے شیشے کے اندر کے عرق کو زیادہ اہمیت دی نسبت لیبل کے۔ وہ نہ صرف عوام کی قیادت کرنے میں کامیاب ہوا بلکہ اس نے نئے نظریہ کے مطابق نئی ریاست کی تعمیر کی۔ اس نے نہ صرف انسانوں کی زندگیاں بدل دیں بلکہ ان کے خیالات، ان کے دل اور ان کے مقاصد بھی بدل دیئے۔ اس نے نہ صرف ایک ریاست پر حکومت کی بلکہ ایک ریاست نئی ہی بنا ڈالی اس نے نہ صرف کاغذی گھوڑے دوڑائے یا زبانی جمع خرچ کیا بلکہ عملی قدم بھی اٹھایا۔

ریاست کا نظم و نسق مستعجلاً ایک خوبی ہے اور جس میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہو وہ بدرجہ اتم لیکن ایک ریاست کو بنانا دوسری خوبی ہے۔ مسیحی نے ایک نئی ریاست بنائی اور یہ اس کا غیر معمولی تدبیر ہے۔

میں اس کو اس وقت سے جانتا ہوں جبکہ اطالیہ کے باہر کی دنیا نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا تھا، میں اس کو اس وقت بھی جانتا تھا جبکہ وہ آمر نہیں تھا اور آمریت کی غنائیں ہاتھ میں لینے کے بعد سے بھی جانتا ہوں، میں اس وقت بھی اس سے واقف تھا

مسولینی کی آپ بیتی
جبکہ وہ تین سنا اٹالیہ کی تشویش ناک اور منتشر فضا کو پرسکون کر رہا تھا۔
پیش لفظ

پھر بھی کوئی شخص رسولینی کو جاننے کا دعویٰ نہیں کر سکتا ایک اطالوی اخبار نے ایک انعام
اس مضمون کے لئے مقرر کیا تھا جس میں اس بیتی کے اندرونی رازوں کو ظاہر کیا گیا ہو۔ کہا جاتا
ہے کہ رسولینی نے خود ہی اس مسابقت کو موقوف کر دیا۔ اس نے اخبار کو لکھا کہ اس قسم کی
مسابقت لغو ہے کیونکہ وہ خود بھی اس بارے میں کوئی قطعی رائے نہیں دے سکتا۔

اٹل اور جلفیہ مضبوط ارادہ اور ہر پہلو پر غور و فکر کے نتیجہ پر پہنچا ہوا ایسا عمل جو ہر وقت
کے لئے موزوں ہو غرض ان سب کے باوجود بھی رسولینی کی شخصیت ہمیشہ رد و بدل کے لئے
تیار رہتی ہے اور ایسے ماحول میں رہنمائی کرتی ہے جو تبدیلیوں سے پُر ہے۔

ان حالات کو بدل و چون کی مناسبت سے رسولینی نے اپنے لئے راہ عمل تجویز کی تھی یہاں
ہی وہ بھی اپنا طرز عمل اس تبدیلی کے مطابق بدل دے گا۔ اسی طرح واقعات بدل دو وہ فوراً
ہی نتیجہ بدل دے گا۔

غالباً بزرگی کی یہ وہی علامت ہے جو بہت کم تسلیم کی جاتی ہے۔ مدبرین اُس دن
کی توقع میں رہتے ہیں جب وہ کہہ سکیں ”ہاں“ اب ہو گیا“ اور جب وہ ہو چکتا ہے تو معلوم
ہوتا ہے کہ کچھ بھی تو نہیں ہوا انہوں نے جو بنی بنائے تھے وہ اب بے کار ہو گئے کیونکہ دریاؤں
نے اپنا رخ بدلیا اور انسانیت نئے پلوں کے لئے چنچ رہی ہے۔ رسولینی کہتا ہے کہ یہ کوئی
ناخوش کن خیال نہیں ہے۔ ایک مکمل دنیا بے وقوفوں کی بستی ہوگی ایسی کہ اس کو برداشت کرنا
مشکل ہو جائے گا۔

مذہبوں کے تختہ پلید میں دنیا منہج ہے لیکن عظیم المرتبت شخصیتوں کے تخیل میں دنیا حرکتی ہے
مسولینی دنیا کو حرکتی تصور کرتا ہے اور وہ اس کی ہر حرکت کا ساتھ دینے کے لئے تیار رہے
اور اسے اس کی پروا نہیں کہ اس حرکت سے اس کی بنائی ہوئی عمارتیں گر پڑیں، اس کے سارے
نظر یہی کالعدم ہو جائیں، ماضی تیرہ و تار ہو جائے اور مستقبل پر روشنی کی کرنیں جھلکائیں۔

مسوینی کی آپ بیتی
 زمانہ سازوں کی پیشانی پر یہ کلنگ کا ٹیکہ لگا ہے کہ وہ خود غرض ہوتے ہیں لیکن مسوینی زمانہ
 ہونے کے باوجود بھی اس بدنامی سے محفوظ ہے، کیونکہ وہ باور کرتا ہے کہ انسانوں کو تبدیلی
 ہونے والے ماحول میں رہنا چاہیئے نہ کہ مجذباتوں میں جکڑے ہوئے اور کوئی مضائقہ نہیں
 اگر کتنی ہی امیدوں اور کسی ہی آرزوں کا دامن مستقل نظریوں اور نظام اہل کے دامن سے
 بندھا ہوا ہو۔

وہ ہزاروں کو ساتھ لیکر بلندیوں پر پہنچا ہے اور پھر وہاں سے مراجعت بھی کی ہے۔
 یہ عجیب مخلوق، عجیب زندگی، عجیب خیالات اور اس والہانہ جوش و خروش کے ساتھ جو
 پاؤں لیا میں ہوتا ہے یا پھر بد معاشوں میں، نیولین، جون آف آرک یا ٹالسٹائے کی
 قسم کی ہستیوں میں ہوتا ہے یا مذہبی پیشواؤں میں، اشتراکیت، بین الاقوامی، انحراری
 اور قدامت کی پہاڑیوں پر چڑھ اور اتر چکی ہے۔ وہ کہتا ہے ”کسی فعل کا تقدس اس
 فعل کی ذات میں نہیں ہے۔ کام کرنے کی قوت اور اس میں عملی طور پر کامیاب ہونے کے
 سوا اس میں کوئی تقدس نہیں ہے۔ ماضی قریب میں کامیابی ہو سکتی ہے اور مستقبل قریب
 میں ناکامی، اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ایک دن پہلے ناکامی ہو اور ایک دن بعد
 کامیابی۔“

..... بہر حال سب سے پہلے مشین کا چالو ہونا ضروری ہے۔
 میں نے اس ہستی کی نمایاں خصوصیتوں کی خواہ وہ جسمانی ہوں، خواہ دماغی، اشتیاق
 بھری نظروں سے نگراں کی ہے۔ وہ بعض لمحوں میں آرام طلب نظر آتا ہے لیکن اس کی شخصیت
 کے نامعلوم جذبے دائمی طور پر کام کرتے ہیں۔ اس کی آنکھوں میں یا اس کے جسم کی ایک
 تیز حرکت میں یا اس کی زبان سے نکلے ہوئے کسی بے ساختہ جملے میں اُن جذبات کا
 اثر بالکل اسی طرح نظر آتا ہے جس طرح کہ پانی کی سطح پر ہوا کا جھونکا۔
 اس کی رفتار، شکاری جانوروں کی رفتار سے ملتی جلتی ہے اور ہلکی چال کا کیا

موسلموں کا آپ بیتی
 خفیہ سائبہ ہو سکتا ہے۔ وہ بیویوں کو پسند کرتا ہے، اُن کی آزادی کو، اُن کے فیصلہ کو، اُن کے جذبہ انصاف کو، اور اُن کے تقدس انفرادیت کے احترام کو، وہ بیرون اور بیرونوں کو بھی چھتا ہے اور اُن سے آٹنا کھٹاتا ہے کہ اُس کی جان کے محافظ اُس میں جوں پر مقرر ہوتے ہیں۔ اسکا خاص پالتو جانور ایرانی بلی ہے جو اچھی نسل سے تعلق رکھنے کی وجہ سے نہ صرف اپنے نسلی سلسلہ پر اُکرتی ہے بلکہ اس اعزاز پر بھی فخر کرتی ہے کہ وہ موسولینی کی بلی ہے۔ اپنی خاص چال کے باوجود جب سواری کے جوتوں میں چست اور قدم قدم پر اُچھلنے کودنے کے لئے تیار نظر آتا ہے اُس میں بلی کی چست بہت کم ہوتی ہے، پھر بھی اس میں ایک خاصیت ضرور ہے۔ اور وہ بالکل ہی الگ تھلک رہنے کا خیال ہے، کوئی شخص محسوس کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ تنہائی پسند رہا ہوگا۔ بچہ کی طرح، نوجوان انقلابی کی طرح، جانباز کی طرح، عاشق کی طرح، فردِ دور کی طرح اور مفکر کی طرح۔

موسولینی کی جگہ کام کرنے کے لئے کوئی دوسری ہستی موجود نہیں ہے۔ کوئی مرد، عورت، یا بچہ ایسا نہیں ہے جو اُس کی شخصیت کے اندرونی حلقہ کے قریب بھی پہنچ سکے۔ صرف اُس کی بیٹی، ایذا، اس سے مستثنیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ اُس کے تعلقات، رشتہ اور اخلاقی دوستی کی سب کہانیاں من گھڑت ہیں حقیقت میں اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے۔

اس کے متول کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اطالیہ کے صنعتی اور حرفتی ادارے اس کی مالی امداد کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ واقف حال ہیں اُن کے لئے یہ گمان مضحکہ خیز ہے، اس کی خواہ بہت ہی کم ہے۔ اس کا اپنا خاندان، بیوی بچوں سمیت، غریب ہے۔

اب رہی سیاست سو اس کے متعلق وہ کس کارہیمنت ہو سکتا ہے؟ اُس نے سبوں کو بنایا اور اگرچہ آتو بجا گمراہی ہو سکتا ہے۔ وہ اطالیہ کے تمام عہدہ داروں کو خدمت اور موزونیت کے معیار پر آزمانے کے لئے آزاد ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی سیاسی فرض اس کے ذمہ نہیں ہے پھلا فرض اس نے بے باق کرنے کی کوشش کی مجھے یقین ہے کہ اُس کے تلون کا سبب اُن چند لوگوں کی ناکامی ہے جو اس کی آرایش میں پورے نہیں اُتر سکے۔

مسولینی کی آپ بیتی
لیکن میں سب کی ذمہ داری لیتا ہوں؛ وہ ملی الاطلاق جبروں کو بھیج کر کہتا ہے اور خلوت میں
آنکھوں کو کس قدر غمگین بنا کر۔

وہ ہر بات کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لیتا ہے، خواہ مضبوط ہو خواہ اعتبار ہو کہ ذرا
بے احتیاطی میں جا برا نہ اور ظالمانہ نظر آتے ہیں۔ اسی ذمہ داری کے احساس میں وہ جان کھیل جاتا ہے
یہ ایک قابل تعریف بہادری ہے۔ اگر میں چاہوں تو بہت سی ایسی مثالیں گنا سکھا ہوں جہاں اس
حکومت کی ساری ذمہ داری لے رکھی ہے حالانکہ بعض جگہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔
”میں ذمہ دار ہوں؛ وہ کہتا ہے۔

میری پہلی ملاقات کے بعد سے اُسے جو کچھ بھی اپنے تصورات میں ناکامی ہوئی اس کے باوجود
اس نے اپنی ہنسی باقی رکھی۔ اکثر دفعہ حقارت آمیز مہنمی۔ اس کے سوا اس کا یہ اعتقاد باقی ہے کہ
حکومت کو چلانے کی وہ ایک نئی مشین بنائے گا جو مضبوط ہوگی۔ یہ نیا نظریہ کسی خاص شخص
خیال پر مبنی نہیں ہے بلکہ رسولینی خود اس کو رُو بہ عمل لائے گا۔ جلد ضرورتوں کی شراب وہ بوتلوں میں
پہلے بھرے گا اور دوسرے عصری نظریوں کے برخلاف شیشوں پر چھٹیاں بعد چسپاں کرے گا۔
مسولینی اپنے متعلق تو ہم آئینہ اخفا دکھاتا ہے۔ اس نے خود اسی طرح کہا ہے اپنے آپ
ایسا اعتقاد نہیں رکھتا کہ جس میں کوئی شخصی فائدہ ہو۔ کسی قاتل کی گولی اس کا کام تمام کر کے
اس کے خاندان کو مفلسی کے عالم میں چھوڑ سکتی ہے۔ اس کا ایمان ایسی قیمت پر ہے جو زندگی
آخری باب ختم کرنے سے پہلے اس کو اتنا موقع دے گی کہ وہ نئی ریاست کی تعمیر مکمل کر سکے گا
یہ نیا نظریہ ریاست رُو بہ عمل آسکے گا اور اس میں جان ہوگی۔

پہلی مرتبہ میں نے اس کو اس وقت دیکھا جبکہ وہ میری رہائش گاہ پر رُو پر چڑھائی
کرنے سے پہلے آیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تھا کہ اطالیہ کے متعلق اس کا کیا نظام العمل ہوگا
اس کا فوری جواب تھا ”عمل اور ضبط“۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے اُس وقت خیال کیا تھا کہ اس فقرہ میں مذہبی اور دواغذا رنگ

مسلوینی کی آسپتھی لیکن ایک محض لفظ رہنا اس کو پسند نہیں کرے گا۔ ولسن کی آوازیں حقوق، امن اور آزادی کے بارے میں کہیں زیادہ ہر دل غریزہ میں اور بہت آسانی کے ساتھ عوام میں جا لو ہو سکتی ہیں بہ نسبت سخت فقروں کے۔ یہی آسان ہے کہ ایک تپا داعی اپنے تابعین کے لئے آرام دہ منزل کی نشان دہی کرے لیکن میدان عمل میں کمر بستہ رہنے کے اصول پر عوام میں یہ جان پیدا کرنا بہت مشکل ہے۔ مسلوینی کی بزرگی کے تجزیہ اور وزن میں اس اعتراف کو ضرور شامل کرنا چاہیے کہ اس نے ایک قوم کے سارے افراد میں اور شاید دوسرے لوگوں میں بھی فرد کی اخلاقی پابندیوں کا ایک معیار متعین کر دیا جو نہ صرف دباؤ کے تحت قبول کیا جائے بلکہ رضا کارانہ طور پر تسلیم کر لیا جائے گا۔ یہی نہیں بلکہ جوش و خروش و روحانی وارتگی کی حد تک پہنچ جائے گا جو ایک عرصہ دراز سے اطالیہ میں مفقود ہے اور جب کہ تمام دنیا کے نام نہاد آزار خیل اس پر گڑھ کی طرح منڈلا رہے ہیں یہ سمجھ کر کہ اگر ابھی یہ چیز مری نہیں ہے تو کوئی دم میں مرا ہی چاہتی ہے۔

لوگوں کی رہنمائی کرنا مشکل ہے، ان کو خود انہماکی سے دُور رکھنا مشکل تر، اور ان کی اس طرح قیادت کرنا گویا کہ نئی پود اور سارے نوجوان نئی رُوح کے ساتھ نئی نشوونما پائیں۔ مشکل ترین ریاست پر حکومت کرنا مشکل ہے۔ ایک ساکت دنیا کے جامد نظام العمل کو اچھی طرح طاقت سے چلانا مشکل تر اور ایک نئی ریاست بنانا اور اس کی حرکی دنیا کے حرکی نظام العمل کو اچھی طرح طاقت سے چلانا مشکل ترین۔

یہ شخص جو میری طرف مخصوص انداز میں سر کو حرکت دے کر اور بہوؤں کو ابھار کر میری طرف دیکھ رہا ہے اسی نے یہ سب کچھ کیا۔ دنیا کی تاریخ میں ایسی مثالیں کم ملیں گی۔ میں نے ”عمل اور ضبط“ کی آواز کو بجا تبلیغ کیا۔ خالی بوتل کا یہ ایک اچھا لیبیل ہے۔ چھ سال کے اندر ہی اندر اس شخص نے ان بھونکنے کی آوازوں کی پروا نہ کر کے جو ابتدا میں اس کے قریب آ رہی تھیں اور بعد میں دُور ہٹ کر بیرون ملک سے آ رہی تھیں لیبیل کو اچھا ثابت کیا، بوتلوں کو برقرار کیا۔

اور تصور کو حقیقت میں بدل دیا۔

مخالفین کے یہ کہنے کا امکان ہے کہ اطالیہ کی نئی روح جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عوام میں مقبول ہے محض مسوینی کے اپنے دماغ کی حد تک محدود ہے اور یہ کہ وہ عوام کے دماغوں کی پیداوار نہیں ہے لیکن جو لوگ حقیقت سے آگاہ ہیں خوب جانتے ہیں کہ یہ گمان بالکل غلط ہے۔ وہ اپنے موٹے بھرے ہوئے اور چھوٹی انگلیوں والے ہاتھوں کو مضبوطی کے ساتھ مگر بھوت کی مانند پھیلاتا ہے اور جب کوئی نہیں چھو تا ہے تو ہنس پڑتا ہے۔ بالکل روزوں کی طرح۔ اس کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کے بعد کوئی شخص یہ خیال کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ رہنما دو قسم کے ہیں ایک وہ جو عوام کی کھلی قیادت کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو اندرونی طور پر راستہ بتاتے ہیں۔ دوسری قسم کی بہ نسبت پہلی قسم اپنی طاقت کی وجہ سے زیادہ کشش رکھنے والی زیادہ پائیدار اور زیادہ پسند کئے جانے کے قابل ہے۔

روزوں کی طرح مسوینی کی طاقت شیشہ میں سما نہیں سکتی اور وہ جوش و خروش کے ساتھ دائمی طور پر ابل پڑتی ہے۔ ایسے لمحوں میں اس کا اولین بچانا، تلوار چلانا، اس کی خوش مذاقی، جرات کا اظہار، جانوروں سے لگاؤ، روٹی کی جدوجہد کرنے والے کاشتکاروں، محنت میں لگنے رہنے والے مزدوروں اور دریا کے سینہ کے جزر و مد سے کھیلنے والے ملاحوں کے لئے گیتوں کا مرتب کرنا یا داتا ہے۔ تدبر کے طالب علم کی حیثیت سے جبے متانت کے ساتھ گتھیاں سلجھاتا ہے یا جب جذبات کی شیرینی سے کھیلتا ہے تو خوشی کا امکان کم ہوتا ہے لیکن غیر معمولی خوشی اس وقت ہوتی ہے جب مسوینی قیادت کرتا ہے۔ جنگ ایک کھیل ہو کر رہ جاتی، اور کھیل مسابقت! یہ کہنا لغو ہے کہ اطالیہ ضبط کے دباؤ سے کراہ رہا ہے بلکہ وہ غمزدگ سرسرت بلند کر رہا ہے کیونکہ وہ اس کی فتح ہے۔

وہ مثل اسپارٹن کے جری ہے۔ غالباً آج کل کی دنیا میں ہیں ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے خصوصاً ایسے فرد کی جس کو سب سے زیادہ طاقت کی نشوونما اور ایک قوم کی بہبود کی دلچسپی

بیہل باب

نوجوانی

میں اس کو زندگی کی پہلی سیڑھیاں ”کہنا پسند کروں گا۔
جتنی کتابیں میرے متعلق شائع ہوئی ہیں ان سب میں پہلے صفحہ پر میرے متعلق جو کچھ درج ہوا ہے
اس کو میری پیدائش کا صداقت نامہ کہا جاسکتا ہے۔ وہ بالعموم میری ہی یادداشتوں سے
ماخوذ ہوتا ہے۔

اسی کا ذکر یہاں بھی ہے۔ میں ۲۹ جولائی ۱۸۸۲ء کو درانوڈی کا شہر، میں پیدا
ہوا۔ یہ ایک پرانی بستی ہے اور پہاڑ پر آباد ہے۔ مکانات پتھر کے ہیں اور دھوپ چھاؤ
کے اثر سے ان کی دیواریں اور چھتیں رنگ برنگ کی نظر آتی ہیں جو مجھے ابھی تک اچھی طرح
یاد ہے۔ اس بستی کے نیچے ہی جس کی آب و ہوا صاف ستھری اور جن کا منظر دلکش ہے
مڈوویا نامی ایک گاؤں ہے جو شمال مشرقی اطالیہ کے ضلع ’پری ڈاپیو‘ میں واقع ہے۔
اتوار کو دن کے دو بجے میں اس دنیا میں آیا۔ اتفاقاً وہ ’سکیمینیٹ‘ کے پرانے
گر جا کے ولی کے نہوار کا دن تھا۔ اس عمارت میں ایک منہدم لاٹ، غرور اور متانت
سے سراونچا کئے نشیب کے میدان ’فاری‘ کی طرف دیکھ رہا ہے۔ یہ میدان اپنی نائز
سے بندریج ڈھلوان ہوتا ہے جس کی چوٹیاں جاڑوں میں برف سے ڈھکی ہوتی ہیں اور
جو راول ڈنیو کے نشیب تک پہنچ جاتا ہے جہاں گرمیوں کی راتوں میں کمر جمع ہوتی ہے۔
مجھے اپنے محبوب ملک کے ماحول میں ضلع ’پری ڈاپیو‘ کا دوبارہ ذکر کر کے کچھ

۱۲
 مسولینی کی آپسیتی دیکھیے۔ تیرھویں صدی میں یہ مقام کافی مشہور تھا کیونکہ کئی نامور خاندان خاٹہ
 کے دور میں یہاں گزرے تھے۔ اس کی زمین گندھکی ہے جہاں سے پکے انگوروں کی تلخ
 اور خوشبودار شراب کشید کی جاتی ہے۔ یہاں آئوڈین وائرس کے کئی چیمے ہیں۔ میدان
 میں جہاں پہاڑ کا سلسلہ ختم ہوتا ہے ازمنہ وسطیٰ کے ایک پرانے قلعہ کے کھنڈرات
 ہیں جس کی بھوری اور زرد دیواریں ہلکے نیلے رنگ کے آسمان سے ملکر گزرے
 ہوئے زمانہ کی تصدیق کرتی ہیں۔

ایسے ملک سے مجھے محبت تھی کیونکہ وہ میرا تھا قوم اور ملک ہم سب پر گہرے اثرات
 ڈالتے ہیں۔

رہا میری قوم اور میری نسل، سو اس کے متعلق بہت سے لوگوں نے اس پر غور و فکر
 اور اس کا تجزیہ کیا ہے۔ میرے خاندانی سلسلہ کا پتہ چلانا مشکل نہیں ہے کیونکہ میرے گاؤں
 کی یادداشتوں سے یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچتی ہے کہ میرا تعلق ایماڈار خاندان سے تھا۔ وہ
 کائنات کا شکار تھے اور چونکہ زمین کافی زرخیز تھی اس لئے اپنے حصہ کا آرام اور چین پاتے تھے۔
 عہد ماضی پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسولینی خاندان تیرھویں صدی عیسوی
 میں شہر بلونا میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ ۱۲۷۷ء میں ’مچووائی مسولینی‘ اس جنگ جو اور
 حملہ آور ضلع کا لیڈر تھا۔ اس کا شریک کار بلونا کی حکومت کی حد تک ’فل سی ایری پاؤلوکی‘
 تھا۔ یہ زمانہ مسلح باگوں کا تھا۔ ’فل سی ایری پاؤلوکی‘ ضلع ’پری ڈاپو‘ ہی کے ایک
 خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ آج بھی یہ خاندان مغر زشتار کیا جاتا ہے۔

’بلونا‘ کی چارھوں میں اقتدار کے لئے دائمی خانہ جنگی شروع ہوئی اور آخر کار
 یہی سبب ہوئی مسولینی خاندان کی شہر بدری کا۔ یہ خاندان ’آرگیلوٹو‘ میں پناہ گزین ہوا
 اور وہاں سے ہمایہ صوبوں میں پھیل گیا۔ یہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ اس دور میں ان کی
 مصوبتیں مختلف نوعیتوں کی تھیں اور بعض اوقات تو ان پر قسمت کی گردش کے سبب

۱۳
 مسولینی کی آپ بیتی
 بڑے وقت بھی پڑے۔ سترہویں صدی میں مجھے اپنے خاندانی سلسلہ کا پتہ نہیں چلا۔ اٹھارویں
 صدی میں البتہ لندن میں ایک مسولینی تھا۔ اطالوی اپنی محنتوں اور اپنی دماغی صلاحیتوں کے
 بل بوتہ پر بیرون ملک نکل جانے میں شوقین نہیں کرتے۔ لندن کا مسولینی موسیقی میں کافی
 دخل رکھتا تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ مجھے واگن سے محبت ورثہ میں ملی ہے۔ آج بھی
 میرے ہاتھ میں یہ باجہ وجہ نسکین ہوتا ہے اور اُداسی کو دور کر کے بجالی کے آئینار
 پیدا کرتا ہے۔

انیسویں صدی میں میرے خاندانی رشتہ کی زیادہ وضاحت ہوئی۔ میرا حتمی رشتہ
 وینس کا رڈ، کائنات تھا۔

میرے والد ہوا کرتے۔ وہ موٹے تازے تھے اور اُن کے ہاتھ مضبوط اور
 لمبے تھے۔ ہمسایہ انھیں اسی سانڈرو کہتا تھا۔ اُن کا دل و دماغ ہمیشہ اشتراکی نظریوں
 سے معمور رہتا تھا۔ اصولی نظریوں اور اُن کے اسباب سے انھیں گہری دلچسپی تھی جب وہ
 شام میں کٹھن میں بیٹھے تو دوستوں میں اُن کا تذکرہ کرتے۔ اس وقت اُن کی آنکھوں میں
 روشنی چمکتی ہوئی تھی۔ بین الاقوامی تحریک ان کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور وہ اینڈر باکس
 بال ڈیوٹی، ایل کیرے، سب ریانی، اور گیوانی، وغیرہ جیسے ناموں سے دلچسپی
 رہے تھے۔ ان لوگوں کی شہرت اس زمانہ کے سماجی کام کرنے والے اطالیوں میں
 کافی ہو چکی تھی۔ اس طرح کے اچھے کاموں کی تحمیل میں اُن کے دل و دماغ لگے ہوئے تھے
 ان کو ہر کانفرنس دنیا کی قسمتوں سے متعلق نظر آتی تھی اور اس کی ہر تحریک تحریک آزادی
 اور ہر نظریہ میں انھیں ابدیت کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔

مسولینی خاندان نے مستقل نشانات چھوڑے۔ ویلونا، میں ابھی تک ایک گلی اس
 نام سے موسوم ہے اور ماضی قریب ہی میں ایک لاٹ اور محلہ بھی اسی نام سے مشہور
 پرانی یادداشتوں میں مسولینی کوٹ آف آرس کا حوالہ بھی موجود ہے۔ اس کا نقشہ

موسلمانی کی آپ بیتی
خوش نما اور شاندار ہے۔ زرد زمین پر چھ سیاہ نشان، بہادری، طاقت اور جرأت کے ہیں۔
بچپن کی ایک موہوم یاد ابھی تک باقی ہے جب کہ موسم بہار کی برسات میں زمین کی خوشبو
منام جان کو تازہ کرتی تھی یا قدموں کی خوشگوار چاپ گدگد کاہ میں سنائی دیتی تھی بچہ کے اُن نینو
کی یاد بھی تازہ ہے جن پر ایک بچہ دوپہر میں کھیل کرتا تھا۔

لیکن میرے حافظہ میں کوئی ایسی یاد باقی نہیں ہے جس سے میری ایجنسیاں وضوح پاتی
جو میرے والدین کی خوشی کا باعث ہوں یا یہ سمجھنے کا کہ میں ان کا نام روشن کروں گا۔ میں کوئی
اچھا لڑکا نہیں تھا۔ نہ مجھ میں خاندانی اعزاز کو چمکانے کا جوہر تھا اور نہ جماعت کے دوسرے
لڑکوں سے مسابقت کر کے ان کو بچا دکھانے کی قابلیت۔

میں اس وقت ایک بے چین پتلا تھا۔ اور اب بھی ہوں۔

اس وقت یہ بات میری سمجھ میں نہ آتی تھی کہ کام کرنے کے لئے کبھی وقت دیکار
ہوتا ہے۔ آسودگی کے لئے آرام کی ضرورت کا احساس اس وقت بھی اتنا ہی نہیں ہوا جتنا کہ
میں باور کرتا ہوں کہ لڑکپن کے اُن دنوں میں میرا دن ارادہ سے شروع اور ارادہ
پر ختم ہوتا تھا اور ارادہ عمل سے بدل جاتا تھا۔ آج بھی ایسا ہی ہوتا ہے!

ماضی پر غور کرتا ہوں تو میرا بچپن نہ تو کوئی خاص تعریف و توصیف کا مستحق نظر آتا ہے اور
نہ کسی حسرت سے غیر معمولی۔ مجھے یاد ہے کہ میرے باپ کے بال گہرے رنگ کے تھے،
وہ نیک طینت انسان تھا، ہنسنے میں پیچھے نہیں رہتا تھا اور اس کا ناک نقشہ مضبوط اور
آنکھیں مستعد تھیں۔ میرے گھر کے پاس ہی جہاں میں پیدا ہوا ایک نالہ تھا اور اُس سے کچھ
ہی دور ایک ندی بھی تھی۔ دونوں میں زیادہ پانی نہ رہتا تھا لیکن موسم خزاں اور بعض دیگر
موسموں میں جب کہ بارش شدت سے ہوتی تھی وہ دونوں محسوس نظر آتے اور ان کا بہاؤ مجھے
دعوت مسابقت دیتا تھا۔ میرے کھیل کود کی یہ پہلی جگہ تھی۔ میں اپنے بھائی 'ارنا لدو'،
کے ساتھ جو اس وقت روزنامہ 'پوپولو ڈی انالیہ' کا ناشر ہے بہاؤ کو روکنے کے لئے

بہر حال اس کی کوششیں کیا کرتا تھا۔ اس موسم میں جبکہ پرند اپنے گھونسلوں میں رہتے ہیں مجھے شکار کا شوق ہوتا تھا اور ان کے چھپے ہوئے گھونسلوں، انڈوں اور بچوں کا پتہ چلاتا تھا۔ ان حرکتوں سے فطری ترقیوں کا مہووم سا پتہ چلتا ہے اور ایک دائمی تعجب خیز قبدل دنیا کی جھلک دکھائی دیتی ہے یا میں نوجوان زندگی سے دیوانہ وار محبت کرتا تھا اور اس کی حفاظت کرنا اس وقت بھی چاہتا تھا اور اب بھی۔

مجھے اپنی ماں سے بہت زیادہ محبت تھی۔ وہ بہت ہی خاموش اور بہت ہی نرم دل ہونے کے باوجود بہت ہی مضبوط تھی۔ اس کا نام 'روزا' تھا۔ وہ نہ صرف ہماری دیکھ بھال کرتی تھی بلکہ ایک محتافوی مدرسہ میں پڑھاتی بھی تھی۔ انسانیت سے ابتدائی دھچکپوں کے زمانہ میں بھی اکثر سوچتا تھا کہ اس کے کام میں کس قدر خلوص اور استقلال تھا۔ اس کو ناخوش کرنے سے میں ڈرتا تھا۔ اس لئے اس سے اپنی شوخیوں اور شرارتوں کے نتائج پوشیدہ رکھنے کے لئے میں اپنی دادی یا ایسے کسی ہمسایہ کو ملا لیتا تھا جو میری ان حرکتوں سے واقف ہوتے تھے تاکہ میری ماں کے کاروبار میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

دنیاوی معاملات میں حروف تہجی میری پہلی مشق تھی اور میں نے انھیں اُمنڈتے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ یاد کیا۔ بغیر سبب جانے ہوئے میں مدرسہ میں شریک ہونے کا خواہشمند تھا۔ کوئی بیس سیل کے فاصلہ پر یہ مدرسہ 'پری ڈاپو' میں تھا۔ یہاں کا مدرسہ 'مارانی' میرے باپ کا دوست تھا۔ میں مدرسہ جاتا آتا تھا اور یہ دیکھ کر بھی ناخوش نہیں تھا کہ 'پری ڈاپو' کے لڑکے ایک اجنبی لڑکے کو دوسرے گاؤں سے آنا دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتے تھے۔ وہ مجھ پر پتھر پھینکتے اور میں بھی اُن کا ترکی بہ ترکی جواب دیتا۔ میں اتن نہایتا اور مخالفین زیادہ۔ اسی لئے اکثر دفعہ بیٹ جاتا تھا لیکن میں اسے خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتا تھا۔ بچے عام طور پر اپنے ماحول سے لڑ بھڑ کر مانوس ہوتے ہیں۔ جو کچھ مجھ پر گزرتی میں صبر کے ساتھ سہہ تولیتا تھا لیکن جہم پر اس کے داغ نمایاں رہتے۔ میں اپنی ماں سے ان واقعات کو ہمیشہ چھپائے رکھتا

سولہوی کی آپ بیتی کیونکہ میراجیال تھا کہ وہ اس دنیا میں اجنبی تھی۔ اس خوف سے کہ کہیں میری کلائی کا زخم ظاہر نہ ہو جائے میں اکثر شام کے کھانے پر روٹی مانگنے کے لئے بھی ہاتھ نہیں بڑھاتا تھا۔

کچھ دنوں بعد یہ دور ختم ہو گیا۔ لڑائی جھگڑا اور ظاہری دشمنی سب موقوف ہو گئے اور بہت سے ہم سنوں سے میرے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ گزری ہوئی زندگی کی یاد بڑی گہری ہوتی ہے۔ چند ہی سال قبل مجھے اس کا احساس ہوا جبکہ ایک بر فانی پہاڑ نے پری ڈاپیو کے باشندوں کی جانوں کو خطرہ میں ڈال دیا تھا۔ میں نے پری ڈاپیو نوو کے نام سے ایک نیا پری ڈاپیو، بسا نے کی کوشش کی۔ میری فطرت نے گھر کے لئے ہمدردی کا جذبہ ابھارا۔ مجھے یاد ہے کہ بچپن میں کبھی گھار میں اس میدان کی طرف دیکھتا تھا جہاں رابی ندی منڈولا کی چڑھائی سے گزرتی ہے۔ یہاں میں ایک آبادی کا تصور کیا کرتا تھا۔ اور آج شہر پری ڈاپیو نوو ترقی کے پورے منازل طے کر رہا ہے۔ اس کے پھاٹک پر فطائیت کا نشان اور الفاظ کھدے ہوئے ہیں جو میرے مسلک کو خوب واضح کرتے ہیں۔ جب میں نے تختانوی مدرسہ میں تعلیم ختم کر لی تو مجھے ایک دارالاقامہ میں بھیجا گیا جو قنبر میں تھا۔ پندرہویں صدی میں یہ مقام مٹی کے برتنوں کے لئے مشہور تھا۔ یہ مدرسہ مسلمانوں کے پادریوں کے زیر نگرانی تھا۔ میں زندگی کے اس دور میں داخل ہوا تھا جبکہ مضبوط انسانی اجتماع کا طریقہ کار سکھا جاتا ہے۔ میں پڑھتا تھا، خوب سوتا تھا اور نشوونما پاتا تھا۔ میں صبح سویرے اٹھتا اور سوتا اس وقت جبکہ رات کی تاریکی پھیل جاتی اور چمکا دیوانے لگتے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ میں اپنے گاؤں کے حدود سے باہر کی دنیا سے واقف ہو رہا تھا۔ میں نے سیر و سیاحت شروع کی تھی۔ میں نے اس دوری کو بڑھانا شروع کر دیا تھا جو گھر اور گاؤں کی چار دیواری سے مجھے بانڈھتی تھی۔

میں نے موضع 'فارلی' دیکھا۔ چاہیے تھا کہ یہ موضع مجھ پر کوئی خاص اثر پیدا کرتا لیکن ایسا نہیں ہوا 'دیوانا' میں میری ماں کے کچھ عزیز رہتے تھے اور ایک دفعہ گرمیوں

مسلحہ کی آپ بیتی
دوستی کا بعض دفعہ ہربانی اور مدد کا اور بعض دفعہ قوت اور ہشیاری کا اظہار کرتی ہے۔ باب پہلا

لیکن میرے باپ کی دکان میں وہ اور میں صرف اپنی ذاتی محنت مزدوری کی حد تک ہی مشترک نہ تھے۔ بلکہ مجھے ان سیاسی اور معاشرتی خیالات کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنی ہوتی تھی جو ہمسایوں سے گفتگو کے دوران میں ظاہر ہوتے تھے۔ اور جن کو میں اپنی کم عمری کے سبب الفاظ کی ایک لغو دنیا سمجھتا تھا۔ نہ میں ان کی منطق کو سمجھ سکتا تھا اور نہ ان کی لمبی بحثوں سے دلچسپی لے سکتا تھا۔ اس کے سوا یہ بھی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس بارے میں اقلیات کیوں برتی جاتی ہے اور پولیس کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے۔ لیکن اب یہ ایک دھندلی فکری شکل میں نظر آتا ہے کہ اس قسم کے واقعات کا تعلق سب ہی بڑے آدمیوں کی زندگیوں سے ہوتا ہے جو نہ صرف اپنی بلکہ اپنے ساتھیوں کی زندگیوں پر بھی چھا جاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ میں نئے سیاسی نظریوں کی طرف مائل ہو رہا تھا جو وقت آنے پر میری قسمت پر اثر انداز ہونے والے تھے۔

میں دیکھ رہا تھا کہ میرے اس پاس کی دنیا ضروریات کی گرفت میں اپنے آپ کو جکڑ رہی ہوئی محسوس کر رہی تھی۔ ایک گہری اور خفیہ شکایت عوام کے دلوں کو بھاری کر رہی تھی۔ شرفاء کا طبقہ جس کی معاشی استعداد اوسط درجہ کی تھی اور جس کی دماغی صلاحیتیں بھی محدود تھیں خیر منفعانہ طور پر مراعات کا وزن حاصل کر چکا تھا۔ یہ تاریک زمانہ نہ صرف میرے معمولات تک ہی محدود تھا بلکہ اطالیہ کے دوسرے صوبوں کی بھی ایسی حالت تھی۔ میرے ذہن میں ابھی تک وہ نشانات محفوظ ہیں جو میرے باپ سے بحث مباحثہ کرنے والے اس وقت میرے دل میں پیدا کرتے تھے۔ بعض تلخ حقیقتوں پر احتجاج کرتے تھے اور بعض ان کی اصلاح کی طرف مائل نظر آتے تھے۔

میں ابھی نوجوان ہی تھا کہ میرے والدین نے خاندان کے دوسرے افراد سے بنجیدہ مشورہ دفعۃً میری قسمتوں کا فیصلہ کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ میری جسمانی محنت نہ تو ان کی توقعات کے مطابق تھی اور نہ میری استعداد کے موافق۔ میری ماں نے اس موقع پر جو جملہ کہا تھا وہ ابھی تک میرے

کانوں میں گونج رہا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ ”اس سے کچھ توقعات وابستہ ہو رہی ہیں۔“
اس وقت میں اس سے نتیجہ اخذ کرنے کا زیادہ خواہش مند نہ تھا۔ مدرسہ کی جدوجہد میں کوشش کرنے کا بھی خاص خیال نہ تھا اور نارمل اسکول میں شریک ہونے اور اپنے آپ کو استاد بنانے کی گنجائش کوئی آرزو نہ تھی لیکن میرے خاندان کا اندازہ میرے متعلق صحیح تھا۔ طالب علم کی حیثیت سے میں نے

بعض صلاحیتوں میں اضافہ کیا تھا اور ان میں مزید ترقی کے امکانات بھی موجود تھے۔
میں فارم پوپی کے نارمل اسکول میں شریک ہو گیا۔ مجھے اس چھوٹے سے شہر میں اپنا پہلا اور یاد ہے۔ یہاں کے شہری اسودہ حال اور جفاکش تھے اور تجارت میں بھی اچھی ہمارت رکھتے تھے اس مدرسہ کا ایک خاص اعزاز یہ بھی تھا کہ اس کا نگران وال فریڈوکا رڈوکی تھا۔ یہ نامور طبیب و جگہ سوسکا رڈوکی کا بھائی تھا جو رومی ادبیات سے متاثر تھا اور اپنی لمب پادینا عری کی وجہ سے شہرت حاصل کر رہا تھا۔

مجھے ایک لمبے تعلیمی دور سے گذرنا تھا۔ معلم بننے کے لئے ڈپلوما کی ضرورت تھی جو چھ سال میں حاصل ہوتا تھا۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں کچھ زیادہ مستقل مزاج نہیں تھا۔ استاد بننے کی نصیحتیں جھیلنے کے لئے میں صرف اس لئے تیار ہوا کہ میں تعلیمی نظام میں اصلاح چاہتا تھا۔ اس کے سوا بھی عوام کی نفسیات کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو چکا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ مجھ میں ضبط و نظم نہ تھا اور بعض دفعہ نلون کا بھی اظہار ہوتا تھا۔ نوجوانی بے اور غلطیوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح میری یہ کمزوریاں نظر انداز کر دی گئیں۔ میرے اساتذہ معاملہ فہم اور رحمدل تھے۔ لیکن مجھے کبھی اس کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا کہ یہ رعایتیں کتنی اس وجہ سے تھیں کہ آگے چل کر میں ان کی توقعات کو پورا کر سکوں گا اور کتنی اس وجہ سے کہ میرے والد کی املاتی اور سیاسی شہرت پھیل چکی تھی۔

آخر کار وہ دن بھی آیا جب کہ مجھے ڈپلوما عطا کیا گیا۔ میں اب معلم تھا۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت سیہ جنہوں نے اپنی زندگی معلم کی حیثیت سے شروع کی اور جو بعد میں سیاسی معاملات میں

۲۰
 رسوئی کی آڑ میں لیکن اس وقت مجھے ملازمت کے لئے در بدر کی ٹھوکریں کھانی پڑیں اور سفارشی
 حلو ط حاصل کرنے اور اثرات وغیرہ کو کام میں لانا پڑا۔

صوبہ رگیاویلی لیا، کے ایک مقام نگال ٹیری میں سعلی کی ایک جائداد کے لئے جو مسابقت
 ہوئی اس میں میں کامیاب رہا۔ مجھے اس پیشہ سے دلچسپی تھی اور میں ایک سال تک لڑکوں کو پڑھاتا
 رہا۔ سال کے آخری دن میں نے ایک مضمون لکھوایا جو مستقل مزاجی سے متعلق تھا اور اس کو میرے
 عہدہ داروں نے بہت سراہا۔

مدرسہ بند ہو گیا تھا لیکن میں گھر واپس جانا نہ چاہتا تھا۔ وہاں میری دنیا تنگ تھی اور گو
 یہ دنیا محبت سے معمور تھی مگر کچھ لمبی محدود تھی۔ پری ڈاپیو، میں آزادی کے ساتھ نہ تو حرکت
 کرنے کے مواقع تھے اور نہ سوچ بچار کے۔ مجھ میں شعور پیدا ہو چکا تھا اور مجھے اپنے مستقبل کی
 فکر تھی۔ مجھے اس سے بچھڑکار حاصل کرنے کا احساس ہونے لگا تھا۔

روپیہ میرے پاس نہ تھا۔ اور جو کچھ تھا بھی تو وہ بہت ہی تھوڑا۔ مجھے صرف بہت
 پر بھروسہ تھا۔ میں نے جلا وطنی اختیار کی سرحد کو عبور کیا اور سوئٹزرلینڈ میں پہنچ گیا۔

اسی بادیرہ جانی میں مجھے مشکلوں سے سابقہ پڑا، مصیبتیں جھیلنی پڑیں اور بے اطمینانی سے
 دوچار ہونا پڑا۔ دراصل ان ہی کی بدولت میں نے بہت کچھ حاصل کیا اور یہی وہ نشانات ہیں
 جن سے مجھے منزل کا پتہ ملا۔ میں نے اس نئے دور میں سیاست دان کی حیثیت سے قدم رکھا۔
 مجھے اپنی خود اعتمادی سے مدد ملی۔ میں نے اپنی پسند شخصیت کو فطری رجحان کی رہبری میں چھوڑ دیا
 اور بہت جلد میری پوری دماغی صلاحیتیں چمک اٹھیں۔

آج تک بھی میں اپنی گذشتہ مشکلات کا ممنون ہوں۔ ان کی تعداد آرام کے لمحوں سے بہت
 زیادہ تھی لیکن آسودگی سے مجھے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ زندگی کی مشکلوں نے مجھے سخت جان کر دیا
 اور مجھے سکھایا کہ ”کس طرح زندہ رہنا چاہیئے“
 آئندہ زندگی میں جو منزلیں مجھے طے کرنی تھیں ان کے لحاظ سے میرے لئے بہت ہی

۲۱
 مسیحا کی آپ بیتی
 اگر میں مستقل طور پر ملازمت کی پرسکون بندتوں میں ہمیشہ کے لئے جکڑا رہتا۔ میں اپنے آپ کو اس زندگی کے پہلا بانی سمجھتا ہوں۔
 کس طرح تیار کر سکتا۔ جس کی فضا آرام و چین سے معمور تھی! میں ترقیوں کے محدود دائرہ کو اور اس خیال کو جس میں مدت العمر ملازمت کے بعد وظیفہ حاصل کرنا شامل ہو کس طرح برداشت کر سکتا تھا؟ کوئی بھی آرام دہ فضا میری قوتوں کو زنگ آکود کر دیے کا باعث ہو سکتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ میری یہ قوتیں دشواریوں اور تکلیفوں سے جلا پاکچی ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ یہ کششوں کا ہی نتیجہ ہیں نہ کہ آرام و آسائش کا۔

’سوشل رینڈم‘ میں میرا قیام کشکول سے معمور تھا۔ گو کہ یہ مختصر سا تھا لیکن قدم قدم پر تکلیفوں کا سامنا تھا۔ مجھے بڑی محنت کرنی تھی۔ اطالوی سے فرانسیسی اور فرانسیسی سے اطالوی زبان میں مجھے ترجمہ کرنا پڑتا تھا اور اس کے سوا جو بھی ہو سکتا کر گذرتا۔ میں اپنے دوستوں کو دلچسپی، محنت اور لطف کی نظروں سے دیکھتا تھا۔

میں نے اپنے آپ کو پوری طرح سیاسیات کی نذر کر دیا، خصوصاً مہاجرین اور جلا وطن کشمیریوں کی گتھیوں کو سلجھانے میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ سیاسیات میں مجھے ایک کوڑی کا بھی مالی فائدہ نہیں ہوا۔ میں انہیں پسند نہیں کرتا تھا جو سماجی کشش میں پیٹ پالنے کے لئے حصہ لیتے ہیں اور مجھے ان سے بھی نفرت ہے جو سیاسیات کی دنیا میں دولت جمع کرتے ہیں۔

مجھے اُن دنوں بھوک، بلکہ فاقوں سے سابقہ ڈرتا تھا لیکن میں نے کبھی قرض مانگنے کا خیال بھی نہیں کیا اور نہ کبھی اُن لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کی جو میرے ارد گرد رہتے تھے اور سیاست کے میدان میں میرا ساتھ دیتے تھے۔ میں نے اپنی ضروریات کو امکانی حد تک گھٹا دیا تھا اور بعض دفعہ گھر سے جو کچھ آتا تھا وہ اس سے بھی کم ہوتا تھا۔

سماجی علوم کی میں نے جوش کے ساتھ تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ ’پارٹیو، کنونو، لوزان‘ میں سیاسیات پر تقریریں کر رہے تھے۔ جمہانی محنت سے ہٹ کر دماغی محنت ایک نئے تبدیلی تھی اسی لئے میں نے فوراً ہی اس طرف توجہ کی اور مجھے لطف آنے لگا۔ ایک معلم اب

مستقبل کے بنیادی معاشی فلسفہ کا خاکہ تیار کر رہا تھا۔

ایک درس اور دوسرے درس کے درمیان جو ٹھنکٹ ہوتی تھی اس میں میں سیاسی اجتماع میں حصہ لیتا تھا اور تقریر کرتا تھا۔ میری تقریروں کے بعض الفاظ مقامی عہدہ داروں کو ناگوار گذرے اور انھوں نے مجھے 'جنیوا' اور 'لوزان' سے جلا وطن کر دیا۔ یونیورسٹی کا نصاب ختم ہو چکا تھا اور مجھے نئے ماحول سے سابقہ پڑا۔ اس کے بعد ایک عرصہ دراز تک میں 'لوزان' نہیں جاسکا البتہ ۱۹۲۲ء میں اطالیہ کے وزیر اعظم کی حیثیت سے 'لوزان کانفرنس' میں شریک ہونے کے لئے آیا تو ماضی کی رنگین یادنازہ ہوئی۔

'سوئٹزرلینڈ' میں رہنا ناممکن ہو گیا تھا۔ گھر کی یاد ستا رہی تھی اور یہ احساس ہر اطالوی کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جبری فوجی خدمت مجھے کھینچ رہی تھی۔ اس لئے میں واپس ہوا اور ساتھ ہی اسی قسم کے خیر مقدم کی یورش اور سوالات کی بوجھار جو ایک ہم پسند کی واپسی پر پیش آتی ہے میری بھی منظر تھی۔ میں فوراً ہی فوج میں بھرتی ہو گیا اس رجمنٹ میں جو 'ورونا' کے تاریخی شہر میں تھی۔ اس برساک لیری، رجمنٹ کی وردی سبز تھی اور ٹوپوں پر مرغ کے پرول کے طرے تھے۔ اس کے سپاہی اپنی تیز رفتاری، ضبط اور جوش کے لئے مشہور تھے۔ مجھے سپاہی کی زندگی پسند تھی۔ جان بوجھ کر اختیار کی ہوئی ماتحتی میری طبیعت کے موافق تھی۔ مجھ سے پہلے میری شہرت ایک بے چین، جوشیلے، اور انقلاب پسند کی حیثیت سے پہنچ چکی تھی۔ اس وقت کے تعجب کا خیال کچھ جیکب میرا کچان، میجر اور کرنل سب کے سب میری تعریف کرنے پر مجبور تھے۔ اب میری باری تھی کہ میں جوش میں سنجیدگی اور کردار میں قوت کا مظاہرہ کروں۔

'ورونا' جہاں میری رجمنٹ تھی ایک خوبصورت شہر تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ میں اپنی طبیعت میں ایک ابدی آواز کی گونج محسوس کرتا تھا۔ ایک سپاہی کی حیثیت سے میں نے ورزش جسمانی کے سارے کامنچ ملے کئے۔ مجھے اجتماع سے ایک دلچسپی ہی ہونے لگی،

مَسْبُوتِی کی آپ بیتی
اس اجتماع سے جو افراد کے مجموعہ کا نام ہے — اس کی جدوجہد سے، اس کی باب پہلا
کا گزاریوں سے اور اس کی حلقہ اور دفاع کی کوششوں سے !

میری حیثیت ایک سپاہی کی تھی لیکن میں اپنے عہدہ داروں کے کردار، ان کی قابلیت اور ان کی شخصیت کا اندازہ کیا کرتا تھا۔ تمام اطالوی سپاہی ایک حد تک یہی کیا کرتے ہیں اسی سلسلہ میں مجھے معلوم ہوا کہ ایک عہدہ دار کے لئے کتنا ضروری ہے کہ وہ فوجی معاملات کا گہرا علم رکھے، سخت لاطینی ضبط قائم رکھے اور اس کے اثرات سے محفوظ ہو۔

میں کہہ سکتا ہوں کہ ہر اعتبار سے میں ایک بہترین سپاہی تھا۔ میں ایک چھوٹا فوجی عہدہ دا بھی ہو سکتا تھا لیکن میری قسمت میں تو یہ لکھا تھا کہ اپنے باپ کے ساتھ کچھ دنوں کو رہ کر مدرسہ میں بچوں کو پڑھاؤں، پھر جلا وطن رہوں، اس کے بعد فوجی منضبط زندگی میں کچھ دن بسر کروں اور آخر کار پیشہ وراثہ سپاہی رہنے سے بھی انکار کروں۔

مجھے چھٹی لینی پڑی، میری ماں کا انتقال ہوا اور میرے لئے یہ سب سے بڑی مصیبت تھی۔ ایک دن میرا کپتان مجھے علیحدہ لے گیا۔ اس کے اس رویہ سے مجھے پہلے ہی معلوم ہوا کہ کوئی آفت آئی ہے۔ اس نے مجھے ایک تار پڑھنے کو کہا۔ وہ تار میرے باپ کے ہاتھ سے آیا تھا۔ میری ماں حیر رہی تھی اور اس نے مجھے واپس آجانے کو لکھا تھا۔

میں فوراً ہی پہلی گاڑی سے واپس ہوا لیکن پھر بھی دیر میں پہنچا۔ میری ماں دم توڑ رہی تھی لیکن اس کے سر کی ایک غیر معمولی جنبش سے میں سمجھ گیا کہ اُسے میری موجودگی کا علم ہو چکا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ مسکرائے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کا منہ آہستہ سے ڈھل گیا اور اُس کی رُوح پرواز کر گئی۔

میری پوری روحانی طاقت، میری فراست، میرا فلسفہ، حتیٰ کہ میرے گہرے جذباتی اعتقادات بھی میرے اس رنج کو دوردہ نہ کر سکے۔ مجھے کسی طرح تسکین نہ ہوئی تھی نہ ہوئی کئی دنوں تک میں کھو یا کھویا سا رہا۔ مجھ سے وہ مہنی چھین لی گئی تھی جو مجھے بہت ہی غریب

مسلوئی کا آپ بیتی
پُر سے کے الفاظ ، دوستوں کے خطوط اور غزلیوں کا دلاسانہ تو ذرہ برابر بھی میرے دل کا بوجھ
لگا کر رکھا اور نہ میری اُو اسی کو دُور کر سکا۔

کئی حیثیتوں سے میری ماں میری وجہ سے مصیبتوں میں مبتلا رہی۔ میری بادیہ پائی
اور غیر مستقل زندگی کی وجہ سے وہ بہت بے چین رہی۔ اس نے میری ترقی کی پیشین گوئی کی
تھی۔ اس کو مجھ سے بڑی امیدیں تھیں۔ ۲۸ سال سے پہلے ہی اس کی زندگی ختم ہو گئی۔ اپنے
طور پر وہ غیر معمولی محنت کرتی رہی تھی۔

ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت زندہ ہو اور میری سیاسی کامیابی کو دیکھ کر اس کی
مادرانہ محبت کا جذبہ جوش میں آیا ہو اور وہ اس سے پوری طرح محظوظ ہوئی ہو۔ لیکن ایسا
نہیں ہوا۔ پھر بھی اس خیال سے مجھے تسکین ہوتی ہے کہ اب بھی وہ مجھے دیکھ سکتی ہے اور اپنی
بے مثل محبت سے میرے کاموں میں مدد کر سکتی ہے۔

میں جمنٹ کو تنہا واپس ہوا اور فوجی خدمت کے آخری پہینے میں نے ختم کئے۔ اس کے
میرے زندگی اور میرا مستقبل دونوں پھر مشتبہ ہو گئے۔

میں اُوپک لیا گیا اور پھر ایک بار درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا یہ جانتے ہوئے
بھی کہ یہ پیشہ میرے لئے موزوں نہیں ہے۔ اس دفعہ میں ایک مڈل اسکول کا معلم تھا۔ کچھ عرصہ
بعد میں اسی زارے ہائٹی کے ساتھ ہو گیا جو پوپلو کا مدیر اعلیٰ تھا۔ بعد میں یہ ہمارا ایک
بڑا قومی ہیرو بننے والا تھا اور پھر ہمارے دشمن آسٹریا کے باشندوں کے ہاتھوں مارا
جانے والا تھا۔ ان دنوں وہ آسٹریا کے جنگل سے صوبہ ٹرنیٹو کو آزاد کرانے کی فکر میں تھا۔
اس کی معزز شخصیت میرے حافظہ میں ہمیشہ موجود ہے۔ اشتراکیت کے طرفدار کی حیثیت سے
میں اسے سید پسند کرتا تھا۔

ایک دن میں نے ایک مضمون میں لکھا کہ ’آلا‘ اطالوی سرحد نہیں ہے۔ یہ چھوٹا سا
شہر اس وقت ہماری سلطنت اور آسٹریا کے درمیان پرانی سرحد پر واقع تھا۔ اسی

سولہویں کی آپ بیتی خیال کی بناء پر دینا، کی حکومت نے مجھے آسٹریا سے نکال دیا۔ میں اب جلا وطنی کا مادی پوچھتا تھا۔ قسمت میں گردش کبھی تھی اور پھر میں فارسی کو واپس ہوا۔

صحافت کا مادہ مجھ میں تھا۔ ایک مقامی اشتراکی اخبار کی ادارت کا موقع ملا میں سمجھ چکا تھا کہ اطالیہ کی سیاسی زندگی کی گرہ صرف ایک ہنگامہ ہی سے کھولی جاسکتی ہے۔ اس لئے میں نے علی الاعلان آواز بلند کی۔ وقت آچکا تھا کہ لوگوں کے جذبات کو اُبھارا جائے اور انھیں سوچنے اور کام کرنے کے لئے اگسایا جائے۔ بہت جلد میں اشتراکی عجات کے نمائندہ کی حیثیت سے مشہور ہو گیا۔ جنگ عظیم کے شروع ہونے سے دو سال پہلے یعنی ۱۹۱۲ء میں جب رگیو ایملیا کے مقام پر مجھے دوانتی کا ناظم نامزد کیا گیا تو میں اس وقت ۲۹ سال کا تھا یہ وہی ایک اشتراکی روزنامہ تھا جو میلان سے شائع ہوتا تھا۔

نئے عہدہ کا جائزہ لینے سے کچھ ہی پہلے میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کی عمر صرف ۷۵ سال تھی۔ اس میں سے تقریباً چالیس سال انھوں نے سیاست میں گزارے تھے وہ حاضر و ماضی، ہوشیار اور رحل تھے۔ انھوں نے پہلے بین الاقوامی رہنماؤں اور فلسفیوں کی آنکھیں کھلی تھی۔ اپنے خیالات کی وجہ سے وہ جیل بھی بھگت چکے تھے۔ روماگنا کا مقام سارے اطالیہ میں آزادی کی جنگ میں حصہ لینے کی وجہ سے مشہور تھا اور یہیں میرے باپ نے کار نمایاں کئے تھے۔ برسوں تک ان کی کوششوں کا سلسلہ لاقبائے رہا تھا جو کچھ ان کی خاندانی دولت تھی وہ سب انھوں نے یہیں اپنے سیاسی شہکار کی مدد میں صرف کر دی تھی۔ جو بھی ایک بار ان سے ملتا ہمیشہ ان کی قدر کرنے لگتا۔ اس زمانہ کے بہترین سیاست دان بھی ان کو پسند کرتے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ ان کا انتقال مفلسی کے عالم میں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ اپنی زندگی میں رائے عامہ کو وہ لینے بیٹوں کے موافق دیکھیں۔ آخر عمر میں انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ روایتی طاقتوں کو مستقل طور پر

مسوینی کی آپ بیتی
سیاسی مشورثوں سے توڑا نہیں جاسکتا۔ اس لئے انھوں نے افراد کی بہتری کی طرف توجہ کی۔ وہ
انسانوں کے دلوں میں سچائی اور اخوت کا جذبہ ابھارنا چاہتے تھے۔ مرنے کے بعد ان کے متعلق
بہت سی تقریریں ہوئیں اور مضامین شائع ہوئے۔ میت میں تین ہزار لوگ شریک تھے۔

باپ کے بعد ہمارے خاندان کا شیرازہ بکھر گیا۔ میلان، میں جب میں اوانتی کا گھرانہ
مقرر ہوا تو مجھے سیاسیات میں مہلک ہونا پڑا ایسے بھائی نے آرنالڈو اپنی حرفتی تعلیم جاری رکھی
اور میری بہن اڈویج کو ایک گھرانے میں شادی کا موقع مل گیا اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ
’دوماگ نا‘ کے ایک مقام پر ملی کیور کو چلی گئی۔ گو ہمارے خاندان کے افراد سب الگ الگ
ہو گئے تھے لیکن پھر بھی ایک ہی رشتہ میں پروئے ہوئے تھے۔ آگسٹ ۱۹۱۲ء تک ہم مل جل
نہیں سکے اور جو ملے تو جنگ عظیم کی سیاست پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے ملے۔ جنگ شروع
ہو چکی تھی، وہ جنگ جوتبا ہیوں اور پریشانیوں کا پیش خمیہ تھی۔

اس وقت تک میں اوانتی کی اشاعت میں اضافہ کرنے، اثر اور وقعت بڑھانے
کی کوشش میں تھا۔ کچھ ہی مہینوں میں خریداروں کی تعداد ایک لاکھ سے بھی بڑھ گئی۔ اپنی جماعت
میں میری شخصیت نمایاں تھی لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ لفاظی رہنمائی کا میں قائل نہ تھا۔ نہ میں نے
کبھی مجمع کی خوشامد کی اور نہ کسی کی چاپلوسی۔ میں نے ہمیشہ کہا کہ فتوحات قربانی پیش کرنے،
پسینہ بچکانے اور خون بہانے کی قیمتوں پر خریدی جاسکتی ہیں۔

میں اپنے خاندان کے ساتھ بہت ہی سادہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ میری بیوی راجیل،
عقل مند اور بہت ہی اچھی عورت تھی۔ وہ میری زندگی کی ساری وسعتوں میں استقامت اور
خلوص کے ساتھ شریک رہی تھی۔ میری لڑکی ’ایڈا‘ اس وقت ہمارے گھر کا چراغ تھی
ہیں کسی اور چیز کی خواہش نہ تھی۔ میں اپنے آپ کو خوف ناک جدوجہد میں پایا۔ لیکن میرے
خاندان نے ہمیشہ اطمینان اور تسکین کی نماندگی کی۔

جنگ سے پہلے سیاسیات پیچیدہ ہو رہی تھی۔ اطالوی زندگی پر سکون نہیں تھی۔

مہولی کی آپ بیتی
عوام کے لئے بہت سی مسئلوں کا سامنا تھا۔ ٹری پولی ٹائنا کی فتح نے جان و مال کا خراج ہمارا
توقع سے بہت زیادہ وصول کیا تھا۔ ہماری سیاسی نا سبھی ہر ہفتہ ایک ہنگامہ کا باعث ہوتی
تھی۔ مجھے یاد ہے کہ نگیلوٹی کی ایک ہی وزارت میں کوئی تینتیس ہنگامے ہوئے۔ ان میں کئی
جانیں تلف ہوئیں، کئی لوگ زخمی ہوئے اور کئی دل مجروح۔ مزدوروں میں، وادی دپو کے
کسانوں میں اور جنوبی حصہ کے باشندوں میں غرض یہ کہ ہر جگہ فسادات ہوئے حتیٰ کہ ہمارے
جزیروں میں تک پھوٹ پڑ گئی۔ اس ہنگامہ دار و گیر کے درمیان سیاسی جماعتوں میں طاقت
حاصل کرنے کے لئے ٹھکنش ہونے لگی۔

میرا خیال اس وقت بھی یہی تھا اور اب بھی ہے کہ اطالوی قوم کے مساوی حقوق اور
فرائض کے تعین کے لئے جانی قربانی ضروری ہے۔ انقلاب کی کوشش جو سرخ ہفتہ سے
موسوم ہوئی حقیقت میں انقلاب سے زیادہ ہنگامہ تھی۔ نہ کوئی رہنما تھا اور نہ کوئی صحیح راستہ۔
متوسط طبقہ نے بس ایک بے تکے جوش کا مظاہرہ کیا۔

جون کا ہینہ تھا اور ہم اپنے معاملات سے بٹ ہی رہے تھے کہ یکایک مہراجیو کے
قتل کی اطلاع ملی۔ اس کے بعد ہی جولائی میں جنگ شروع ہو گئی۔

اس وقت تک میری ترقی اور نشوونما کی استعدادیں کسی قدر تنوع تھا۔ کسی کی پھیلی
زندگی کا اندازہ کرتے وقت ان تمام حالات کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ جو زندگی کو متاثر
کرتے ہیں۔ یہ عام طور پر باور کیا جاتا ہے کہ صحبت کا اثر شخصیت کو بدل دیتا ہے۔ شاید
یہ صحیح ہو لیکن ان لوگوں کی حد تک جن کی طبیعتیں کمزور ہوں اور جن کی زندگی کی غنائیں دوسروں
کے ہاتھوں میں ہوں۔ میری تمام زندگی میں خواہ وہ مدرسہ کے ہم جماعت ہوں، خواہ
میدان جنگ کے ساتھی، خواہ سیاسی جماعت کے ہم خیال، کسی نے بھی مجھے ذرہ برابر
متاثر نہیں کیا۔ یہ صحیح ہے کہ میں نے ان کی باتوں، تجویزوں اور بعض دفعہ مشوروں
کو غور سے سنا لیکن جب کبھی فیصلہ کا وقت آیا ہے تو میں نے ہمیشہ اپنے شعور اور ضمیر کی

مسنوفی کی آپ بیتی
آواز پر عمل کیا۔ میں کتابوں کے اثرات کا بھی قائل نہیں ہوں۔ میں ان اثرات کو بھی نہیں مانتا جو
سوانحی ادب میں لوگوں کی زندگیوں اور کرداروں کے مطالعہ سے ہوتے ہیں میری حد تک میں
صرف ایک ہی کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور ایک ہی اتاد سے درس حاصل کیا ہے۔ وہ کتاب
میری اپنی زندگی ہے جو میں نے خود بسر کی اور وہ استاد میرا روزمرہ کا تجربہ ہے۔ ان تمام
نظریوں اور فلسفیانہ خیالات سے جو دنیا کی زبانوں اور کتابوں کے صفوئی ہوں ذاتی تجربہ
بدرجہا بہتر ہے۔

جب دوسرے لوگ معمولی یا غیر معمولی حالات کے ماتحت واقعات اور حقیقتوں کا انداز
کر رہے ہوں تو میں کبھی آنکھ بند کر کے ان کے خیالات کو قبول نہیں کرتا۔ اپنے یقین کو مستحکم کرنے
کے لئے میں نے ملک کے ماضی اور حال کی تاریخ چھان ڈالی اور ان کی نظیریں دوسری
تاریخوں میں تلاش کیں تاکہ مقابلہ کی مدد سے اپنی قوم کی صحیح صلاحیتیں معلوم کر سکوں۔
میرا مقصد اعلیٰ اعوام سے دلچسپی تھا۔ جب میں زندگی سے تعلق کچھ کہتا تو میرا مطلب اپنے
خاندان کی یادوستوں کی زندگی تک ہی محدود نہ ہوتا بلکہ میرا مدعا سارے اطالویوں کی
زندگی سے حیثیت مجموعی متعلق ہوتا۔ میں غلط فہمی پیدا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میں دوستی کو اہمیت
دیتا ہوں لیکن یہ اہمیت جذباتی نقطہ نظر سے ہوتی ہے نہ کہ منطقی ضرورت کا نتیجہ۔ دوسروں
کی نسبت مجھے اپنے مدرسہ کے دوست غالباً زیادہ یاد ہیں۔ میں نے زندگی کے مختلف
شعبوں میں ان کی دوڑ دھوپ کا چھچکا کیا۔ میرے حافظہ میں میدان جنگ کے دوست احباب
محفوظ ہیں۔ اسی طرح مدرسوں، مدگارسوں اور عہدہ داروں کی یاد باقی ہے۔ دوستی نہ
فوجی عہدہ داروں سے ہو خواہ کاشنکاروں سے بہر حال اس میں بہت کم فرق ہے
خندقوں کی سخت اور دل ملا دینے والی لڑائی نے میری طرح میرے دوستوں کو بھی بہت
متاثر کیا۔ گہری دوستی مدرسہ کی نشستوں یا سیاسی اجتماع میں نہیں ہوتی۔ بلکہ جب زبردست
خطرہ کا امکان سامنے ہو اور جب جنگ کی پریشانیوں اور تکلیفوں میں ایک عرصہ تک

مَسْئِلَہ کی آپ بیتی
اکٹھے رہ چکے ہوں اسی وقت دوستی کے رشتہ کی استواری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سیاسیات میں اطالوی زندگی لوگوں کی ایک تصویر مالا ہے۔ ان میں کا ہر شخص ایک دوسرے کو جانتا ہے۔ میں انہیں اپنی جگہ دیکھ دوں اختر کی جدوجہد میں میرے ساتھ تھے۔ ان کی دوستی باقی ہے بشرطیکہ وہ بہت سی غلطیوں کو درست کرنے کی ضرورت کا اعتراف کریں اور یہ سمجھ سکیں کہ میری سیاسی ترقی میری مسلسل وسعتوں کی تلاش، زندگی کی حقیقتوں سے قربت اور سخت اور ناقابل تبدیل عمرانی اصولوں اور نظریوں سے دوری کا سبب ہے۔

میرے فسطائی دوستوں کی یا دہشتہ نازہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں نوجوان کی ایک خاص جگہ ہے کیونکہ انہیں کے دم قدم سے اس کا نظام چالو تھا۔ اس میں نوجوانی کی روح تھی اس لئے نوجوان اس کی تائید میں اکٹھے ہوئے۔ ایک نوخیز باغ کی طرح اس نے مستقبل ایک عرصہ دراز تک کے لئے زرخیز ہے۔

گو کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی مجبوریوں مجھ پر عاید ہو چکی ہیں لیکن میں انہیں نہیں بھولتا جو کبھی میرے ساتھ تھے اور جن کی قیادتانہ، بے غرضانہ اور پُر خلوص کوششوں نے فسطائی اطالیہ کی تعبیر کی۔ میں قدم بہ قدم ان کی شخصی اور ملکی کامیابیوں پر نظر رکھتا ہوں۔ بعض لوگوں کو یہ معلوم کرنے کی تشویش ہے کہ میرے مطالعہ کا میدان کتنا وسیع ہے میں اپنے آپ کو کسی خاص مکتب خیال سے وابستہ نہیں کیا کیونکہ میں ہمیشہ سے یقین کرتا ہوں کہ کتابیں زندگی کے منفی ٹھوس اور کارآمد معلومات ہی نہیں کرتیں میں نے قدیم و جدید اطالوی مصنفین، مفکرین، سیاست دانوں اور مصوروں کی کتابیں پڑھی ہیں۔ مجھے ہمیشہ نشاۃِ جدیدہ کے مختلف پہلوؤں میں دلچسپی محسوس ہوئی ہے۔ انیسویں صدی میں ایک طرف فنون لطیفہ اور روحانیات کے مقابلے اور دوسری طرف کلاسیک اور رومانیت کا تقابل میری دلچسپیوں کا باعث ہوتا تھا۔ میں نے ہماری تاریخ کے اس دور کا گہرا مطالعہ کیا ہے جس کو اخلاقی اور سیاسی اہمیت کی وجہ سے عزیز ارگینیٹو کہا جاتا ہے۔ ۱۸۴۸ء کے بعد سے آج تک کی ہماری فرس زندگی

۳۰
 سولہویں کی آپ بیتی
 اس کی تدریجی ترقی کا میں نے بڑی احتیاط کے ساتھ تجزیہ کیا ہے۔ ان کے مطالعہ میں میری زندگی
 کے بہت سے مخمضہ دن بسر ہوئے ہیں۔

غیر ملکی مصنفین میں جرمنی کے فنکارین پر میں نے زیادہ وقت صرف کیا ہے۔ فرانسیسیوں کو بھی
 پسند کیا ہے۔ ایک کتاب جو مجھے بہت دلچسپ معلوم ہوئی وہ گیتولیان کی کتاب 'جمع کی نفسیات'
 تھی۔ اینگلو سیکسن کی فربانہ زندگی خاص طور پر پسند تھی کیونکہ اس میں ثقافت کی منظم خصوصیت
 اور عالمانہ رنگ کی جھلک موجود تھی۔ لیکن جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں یا پڑھ رہا ہوں وہ صرف
 ایک تصویر ہے اور اس کا کوئی گہرا نقش میرے دل و دماغ پر نہیں پڑتا۔ میں اس سے صرف
 اس حد تک استفادہ کرتا ہوں جس حد تک کہ وہ مجھے دوسری قوموں کی اہمیتوں کے مقابلے میں
 مدد دیتی ہے۔

میں بالکل ہی اطالوی ہوں اور لاطینی طریقہ کار پر یقین رکھتا ہوں۔ میں اس نتیجہ پر جرم
 اینگلو سیکسن اور سلاوانی اور دنیا کی تاریخ پر ایک گہری اور تنقیدی نظر ڈالنے کے بعد پہنچا ہوں
 دوسرے برعظیموں کی تاریخ کو بھی میں نے نظر انداز نہیں کیا۔ امریکی انخاص زندگی کے نقضین
 اور مستعد لائحہ عمل کی وجہ سے میرے احساسات کو متاثر کیا۔ چونکہ میں حکومت اور جماعت
 کا آدمی ہوں اس لئے ان لوگوں کو پسند کرتا ہوں جو فتنہ اور فساد سے نہیں بلکہ قابلیت اور
 فراست سے زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں۔ میں ان لوگوں کا مؤید ہوں جو اصولوں کو مکمل کرنے
 کی کوشش کرتے ہیں تاکہ عوام کے مستقبل کی بنیادوں کو مضبوط کریں۔ میں ان کی عزت نہیں کرتا
 بلکہ ان سے نفرت کرتا ہوں جو دوسروں کی کھائی ہوئی دولت کا اہ حصہ بھی غصب کرتے ہیں۔
 امریکی قوم میں پیدا کرنے کی بھی صلاحیت ہے اور اس کے خیالات سلجھے ہوئے بھی
 ہوتے ہیں۔ جب میں ممالک متحدہ کے باشندوں کا ذکر کرتا ہوں تو میرے پیش نظر ان کو اپنی طرف
 راغب کرنا نہیں ہوتا۔ امریکی خاصیت صاف و شفاف ہے۔ امریکہ کو اپنی طرف کرنے کے
 بڑی احتیاط کے ساتھ اس کے اقدام کا جواب دینے کے لئے منتظر رہنا پڑتا ہے اور صرف

مسئلی کی آپ بیتی
 الفاظ کی چالبازی سے کام نہیں چلتا۔ چونکہ براعظموں کی دولت شمالی امریکہ میں پہنچ گئی ہے۔
 اس لئے یہ صحیح ہے کہ دنیا کی توجہ اس قوم کی کارگزاریوں پر مرکوز ہے جس میں بڑی قابلیت کے
 افراد، ماہرین معاشیات، اور علماء کی ایک ایسی تعداد موجود ہے جو نئے علوم اور نئی ثقافت
 کی بنیاد ہیں۔ میں اہل امریکہ کے ضبط اور نظم کو پسند کرتا ہوں۔ یقیناً ہر قوم کا ایک دور ہوتا ہے
 ممالک متحدہ کا یہ عہد زریں ہے۔ امریکہ کی خاطر نہیں بلکہ دنیا کی خاطر ان رجحانات اور نتائج
 کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

امریکہ جہاں بے شمار افراد ہمارے پاس سے منتقل ہوتے ہیں ابھی تک نوجوانوں کی
 نئی تحریک کو دعوت دیتا ہے جس طرح سے کہ فسطائی ریاست کی ترقی کے لئے اطلاعی
 نوجوانوں سے امیدیں وابستہ رکھتا ہوں بالکل اسی طرح امریکہ کے مستقبل کے لئے میری نظریں
 اس کے نوجوانوں پر پڑتی ہیں جن کے ہاتھوں میں اس کے مقاصد کی تکمیل ہے۔

نوجوانوں کی اہمیت کو ہمیشہ یاد رکھنا آسان نہیں ہے اور نہ یہ آسان ہے کہ نوجوانی
 کی روح کو باقی رکھا جائے۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ ’کارسو‘ کی خندقوں میں جو سب سے
 خونی اور خوفناک جنگی محاذ کا حصہ تھا اور کشمکش حیات کے تلخ تجربوں میں میں نے نوجوانوں کے
 خیال کو پیچھے نہیں چھوڑا۔

باب دوم

جنگ اور اس کے اثرات

میں اب جنگ کے متعلق اپنے تجربات لکھوں گا، غلط تصورات کا بھی ذکر کروں گا اور اپنے معتقدات بھی قلمبند کروں گا۔ میں جنگ کے دو پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا، ایک وہ جو سیاست عالم سے متعلق ہے اور دوسرے وہ جو خدقوں کی حقیقت سے متعلق ہے جن میں میں رہا ہوں اور جہاں میں نے دردِ مصیبت اٹھائی ہے۔

جنگ کے اثرات میں اس وقت تک اچھی طرح نہیں بیان کر سکوں گا جب تک کہ یہ نہ بیان کروں کہ میری قوم نے جنگ میں کس طرح شرکت کی، کن حالات کے تحت کی اور اس سے کس درجہ متاثر ہوئی کیونکہ میری نفسیات اطالوی نفسیات ہے اور میں ایک لمحہ کے لئے بھی اسے دبا نہیں سکتا۔

یہ سمجھنا ایک صریح غلطی ہے کہ جنگ بغیر اعلان کے آئی اور یہ کہ وہ ایک نیا تجربہ تھا۔ معاشی اور اخلاقی امن کے زمانہ میں جنگ عظیم جو ۱۹۱۴ء میں چھڑ گئی دراصل تہذیب کی بربریت کی طرف واپسی نہیں تھی جیسا کہ بہت سے رجائی اشتراکی اور جمہوریت کے قائل خیال کرتے تھے اور آج تک بھی چاہتے ہیں کہ لوگ اس خیال کو باور کر لیں۔ یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ۱۹۰۵ء میں روس نے جاپان سے ایک فیصلہ کن جنگ کی، ۱۹۱۱ء میں چین، جنگ ہوئی ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۳ء میں بلقان کی دو لڑائیوں نے یورپ کو ان اقوام کی قسموں کی طرف

۳۳
 مسوینی کی آپ بیتی
 متوجہ رکھا۔ ان لڑائیوں میں ایک غیر معمولی ڈرامائی خصوصیت تھی جیسا کہ دلوے برگانسس، ناب دوم کے واقعہ اور اڈریانوئل، کو محصور کرنے سے ظاہر ہوئی۔

یہ ایک حقیقت تھی کہ یورپ کے گوشہ گوشہ میں جنگی روح کا فرما تھی۔ ہر تنفس جگمگانا میں سانس لے رہا تھا اور ہم اس دور کے سرے پر تھے جہاں سے انسانیت کی داستان الم شروع ہوتی تھی اور جنگ عظیم کا ٹھوس تاریخی واقعہ پس شروع ہونے ہی کو تھا۔ اقوام اور برعظم اس کی طرف کھینچے جاتے تھے۔ اس نے کڑوڑوں انسانوں کو حقوق میں رہنے کے لئے اور کئی سال تک خونی لڑائیاں لڑنے کے لئے مجبور کیا۔ کڑوڑوں آدمیوں کا قتل، زخمیوں کی کثیر تعداد، قح و شکست، اخلاق اور بد اخلاقی، محبت و نفرت، دوستی اور دشمنی، حق یہ کہ اس فتنہ کے تمام پریشان کن اور جذباتی واقعات جن سے جنگ کے دوران میں دوچار ہونا پڑا مشکل ہی سے سمجھائے جاسکتے ہیں اور ایک خود نوشت سوانح حیات میں لکھے جاسکتے ہیں۔ جب کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ دوسرے اقوام کی متعدد دکتا بوں کے علاوہ صرف جرمنی نے ہی جنگ کے مغلی ساٹھ سرکاری کتابیں شائع کی ہیں تو وہ تصورات کی دنیا کا کھویا سا جاتا ہے۔ اس بڑے ہنگامہ نے معکوب اقوام کی ذہنیات میں ایک پھل سی مچا دی جس کی وجہ سے حقایق کا فلسفہ وجود میں آیا۔

اس لئے میں اپنی یاد پر بھروسہ کر کے آگے بڑھوں گا۔ میں اپنے حافظہ پر بار ڈالوں گا کہ وہ میرے خیالات اور افعال کے برابر برابر اس رنگین تصویر کو اور ان بے ایک دوسرے سے ملے ہوئے واقعات کو پیش کرے جو انسانیت کے سب سے بڑے دور میں واقع ہوئے اور جن سے میں بہت گھلا ملا ہوا تھا۔

آسٹریا ہنگری کے تخت کے وارث آرچ ڈیوک فرڈیننڈ اور ان کی بیوی کے قتل کی المیہ اردات نے مارے یورپ میں ایک انتشار کی ہر دوڑادی۔ یہ یاد رہے کہ میں اس وقت ایک بین الاقوامی اشتراکی روزنامہ کا مدیر تھا جس چیز نے مختلف اقوام کے جذبات

۳۴
 مسکوئی کی آپ بیتی
 مجروح کیا وہ اس المیہ کی سرعت تھی۔ آسٹریا ہنگری کی پولیس کی غیر معمولی خفاظنی نڈا برسر کے
 باوجود جو انتظام فرقہ مخالف نے آرج ڈیوک کے قتل کا کیا تھا وہ مجھے پوری صحت کے
 ساتھ نظر آ رہا تھا۔ قدیم پیسبرگ کی شاہی کے خلاف سر بیامیں جو بے چینی تھی اس سے
 یورپ کو ہمدردی تھی اور مجھے اس کا احساس تھا۔ آسٹریا نے جب بوسینا پر زنگو نیا
 کو خصب کر لیا تو اس حصہ کو ایک منٹ کے لئے بھی پھر چین نصیب نہ ہوا۔ سربیا کی وہ
 ذہنیت جو اس کے خفیہ اداروں سے اس وقت بھی ظاہر ہوئی تھی اور اب ظاہر ہوتی ہے
 آسٹریا ہنگری کو وقتاً فوقتاً متعجب کر رہی تھی اور وہ بڑی مملکت اس سے پریشان تھی۔
 لیکن یہ پریشانی بہت معمولی سی تھی۔

سراجیو کی المیہ واردات مجھے اس سلسلہ کی آخری کڑی دکھائی دیتی تھی۔ شخص
 جانتا تھا کہ آسٹریا میدان عمل میں کود پڑے گا اور بہت سخت کارروائی کرے گا۔ تمام
 سفراء اور یورپ کی مختلف سیاسی جماعتیں واقعہ کی اہمیت اور اس کے ہولناک نتائج کا
 اندازہ کر چکی تھیں وہ دیوانہ وار اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کر رہی تھیں اور ہم نتیجہ کے
 منتظر تھے۔

اطالیہ میں سراجیو کے قتل نے صرف ایک تجسس کی لہر دوڑادی اور لوگ مزید
 خبروں کے لئے بے چین تھے۔ حتیٰ کہ جب آرج ڈیوک اور اُن کی بیوی کے جانے
 خلیج ٹرٹی کو لیجائے گئے تو بھی اطالیوں کے جذبات غیر مشتعل ہی رہے اور ایسا
 معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس منظر سے اتنا ہی متاثر ہوئے تھے جتنا کہ تھیسٹر کی ایک المیہ کے خاتمہ
 سے ہو سکتے تھے۔

فرانس فرڈیننڈ اطالیہ کا دشمن تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ ہماری قوم کی منزلت کو
 ہمیشہ گھٹانا تھا۔ وہ اُن لوگوں کے دل کی گہرائیوں سے واقف نہ تھا جن کی رگوں
 میں اطالوی خون تھا اور جو ابھی تک اس کے پرچم تلے تھے۔ اسے قوم کی بیداری کا

۲۵
 مسکونی کا آپ بیتی
 اِخساس نہ تھا اور وہ تینوں قوموں کو اپنی شہنشاہیت کے زیرِ نگیں کرنے کا خوش آئند خواب
 دیکھ رہا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ قوموں کی آمیزش کتنی مشکل ہے۔ فرانس فرڈیننڈ کو اطالیہ
 مطلب کی دوستی تھی۔ وہ صرف اس لئے دُحسپ لے رہا تھا کہ کسی نہ کسی صورت سے پاپائے
 روما کی مذہبی طاقت کا مکملہ تصفیہ ہو جائے۔ کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے خفیہ دربار میں اور
 مدبری مشیروں کے ساتھ روما میں ایک ایسا مذہبی شہر بنانے کی فکر میں تھا جس کا ایک راستہ
 سمندر کی طرف بھی ہو۔

گو وہ میری طرح متعصب کتھالک تھا لیکن عیسائیت کے ان ہی ٹھوس اور مانوس
 مطلق العنانی نظریوں کو قبول کرتا تھا جو پرانی مطلق العنانی طرز حکومت کی بنیاد تھے۔
 وہ نفسیاتی ہر وہی میں سمجھتا تھا کہ رعایا پر حکومت کرنے کے لئے خاص طور پر خدا
 اسے متعین کیا ہے۔ اپنے اطراف و اکناف کی چھوٹی قوموں کے دلوں پر وہ رعب جمانا
 تھا۔ اس کی موت سے تعجب تو ہوا لیکن ہیں رنج نہیں پہنچا۔ البتہ گرانڈ ڈچس کے دل پر لاش
 والے خاتمے نہیں زیادہ متاثر کیا۔ اطالیوں کے دلوں میں جواہی ہمدردی کا جذبہ ہوتا تھا
 مقتول کی دکھ بھری اولاد کے نام قیصر کا تعزیتی تار بھارے خیالات کے مطابق
 تھا۔ میں نے دیکھا کہ جرمنی آسٹریا کی مدد کے لئے ہر طرح تیار تھا اور سر بیا کے خلاف
 ہر کارروائی میں اس کا ہاتھ بٹانے پر آمادہ تھا۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ 'وینا' ایک سخی
 شہنشاہیت بلکہ بیڈ سے کرے گا لیکن اس کی کسی کو بھی خبر نہ تھی کہ واقعات ایک ایسے
 البیہیدہ کی شکل اختیار کریں گے جو اس کے احساسات، اس کی عزت اور خود اس کی فوج
 آزادی کو مجروح کرے گا۔ مجھے ان تمام حالات پر 'وانتی' کے ایک فوجی
 مدیر کی حیثیت سے نظر رکھنی تھی۔

انٹیم کی آمرانہ نوعیت نے اور اس طرز نے جس میں وہ لکھا گیا تھا دنیا
 کو ایک صدمہ کے ساتھ یہ محسوس کرا دیا کہ جنگ سر پر آگئی ہے۔ اطالیہ میں یہی یہ

سوی کا آسپتی
دریافت کرتا تھا کہ آیا بین الاقوامیت کامیاب ہو رہی ہے یا وہ محض ایک سراب ہے۔
میں نے حیرت کے ساتھ غور کیا اور ایک نتیجہ پر پہنچا۔

ستار تیس دیوانہ وار کام کرنے لگیں۔ سیاسی جماعتوں نے ڈپلومیٹک سرگرمیوں پر
اپنا دباؤ ڈالا۔ فوج میں طلبی اور جمع ہونے والی افواج کے شور نے اشتراکی اور بین الاقوامی
طاقتوں کے نظری احتجاجوں کو پس پشت ڈال دیا۔

اطالیہ میں ہم سب نے جنہیں زبانی نظریوں سے زیادہ ٹھوس حقائق کا سامنا تھا،
اپنے ملک کا لغزہ سنا۔ عزت کا لغزہ۔ فریب نظری قتلے کی طرح پھوٹ گئی۔ فرانسیسی اور جرمن
اشتراکیوں کی جماعت اور پریس میں جاوے، کا قتل تک ثانوی اہمیت کے واقعات تھے
مجھے وہ اس زیر دست اور ڈرامائی چپقلش کے خمیے معلوم ہوئے جس کی طرف قسمت مختلف
اقوام کو روز بروز کیٹینج لے جا رہی تھی۔

مجھے اس امر کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ جنگ عظیم سے چند ماہ قبل میں نے فرانسیسی پارلیمنٹ
میں ایک آواز بلند ہوتی سنی تھی۔ اس نے اقتصادِ جنگ، اور مداخلت و اقدام کے عصر
ذرائع کی کمی کے دونوں نقطہ نظر سے فرانسیسی فوج کی ناقابلیت قوت ملی رنگ میں ظاہر کی تھی۔
کلیمنٹسو اس سببستہ میں موجود تھے اور ان کے منہ سے کٹت جا رہی تھی۔ انھوں نے بعد میں کہا تھا
کہ انھوں نے اپنی سیاسی زندگی میں سببستہ کے بعد سے ایسا ڈرامائی منظر کبھی نہیں دیکھا تھا۔
جس نے فرانسیسی قوم کو اپنی فوج کے ناکافی ہونے کا پورا پورا احساس کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔
اس کے پاس وہ ذرائع ہی نہ تھے جن کی ایک جنگ عظیم کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ وہ کیا
سبق تھا۔ ہم اُسے نہیں بھولے۔

جنگ سر پر لگئی تھی۔ پاپائے رومہ اور انخادویوں کے حلقہ کے باہر کی مرنے والی اقوام کی
سست اور کمزور، غلامیہ اور خنیہ مداخلت سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وہ واقعات کی رو کو نہیں
روک سکتے تھے۔ جنگ یکم اگست ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی۔ گرما پور سے بہا رہا تھا۔ باد

مسئولہ کی آپ بیتی
گہرے سایہ میں قدیم یورپ کے باشندے بہت آمیز حیرت و محبت کے عالم میں کھڑے رہے۔
ایک ایسے عالم میں جو کسی پرسانپ کو دیکھ کر طاری ہوتا ہے۔

اطالیہ چند سال قبل سے دہلی معاہدہ کی تجدید کر چکا تھا۔ وہ ایک عقد تھا بے احترام اور بے اعتماد۔ اس کی تکمیل سیاسی ضرورت سے زیادہ فوجی قوت کا توازن برقرار رکھنے کے لئے کی گئی تھی۔ ضمانت اور فوجی اتحاد میں بہت کم فرق ہے۔

بہر حال آسٹریا اور جرمنی کے ساتھ اتحاد نے اطالیہ کو نقل و حرکت کی کسی قدر آزادی

دی۔ صدر وزارت خارجہ مارچس آف سان جیولیانو، کو سرہانے نام آسٹریا کے الٹی میٹم اور بہر قیمت جنگ کرانے کی چالوں کا سامنا تھا۔ انھیں اطالیہ کو غیر جانبدار رکھنے کے لئے تیز کام کرنا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ معاہدہ یہ تھا کہ اگر سہ دہلی اتحاد کی ایک یا ایک سے زیادہ اقوام پر کوئی غیر ملک حملہ کرے تو کارروائی کی جائے گی۔ یہی تاریکی میں رکھا جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ یہ چیز اس معاہدے کو توڑنے کے لئے اس اتحاد کے مزید واجبات سے ہیں آزاد کرنے کے لئے کافی تھی۔

ایک پہلی جرأت آمیز کارروائی، جس کے ذریعہ اطالیہ نے اپنی آزادی اور طاقت کا مظاہرہ کیا، اس بات کا احساس تھا۔ اس اثنا میں روس نے سربیا کی جانب سے مداخلت کی۔ اس کی وجہ سے فرانس بھی آسٹریا ہنگری کے دوست جرمنی کے خلاف صف آرا ہو گیا۔

میں انگلستان کو دیکھتا رہا۔ وہ اس پر بہت غور و فکر کر رہا تھا کہ قدم کونسا اٹھا اور پھر اپنی بزرگی کو برقرار رکھنے نیز اپنے فخر و ناز اور انسانیت کی خاطر اس نے اپنی جنگی مشینری کو حرکت دی، اور جرمنی کے پنجہ سے قدیم براعظم کو چھڑانے کے لئے نئی افواج کی تنظیم تیز کر دی۔

جنگ میں جرمنی کو مشرقی فرانس پر حملہ آور دیکھ کر اطالیہ میں رائے عامہ بہت

مناظر ہوئی۔ جرمن طبقوں کے بیانات خوفناک تفصیلات کے ساتھ سننے میں آئے۔ اور سب سے بڑھ کر انصاف اور انسانیت کے جذبات کے باوجود ہم پر حملہ کا حال معلوم ہوا۔ فرانسیسی فوج بے بارود ہو گئی رہی ہوئی۔ ایک بلکہ کئی اقوام کا متقبل ترازو کے پلے میں رکھا ہوا تھا۔ مجھے اپنے کمرہء دارت میں ہمیشہ اس کا احساس رہتا تھا۔ اس مشترکہ تہذیب کا بھی احساس رہتا تھا جو کم کو سابقہ اور موجودہ جنگوں کو بھول جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ میں یہ خیال برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ میرا ملک ممکن ہے ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے جو جنگ اور بے بلائی آفت کے بوجھ تلے دبے جا رہے تھے۔

جرمنی نے اطالوی رائے عامہ کو پرو دگنڈے کے ایسے طبقوں سے متاثر کرنا شروع کیا جو ہماری ذکی کس نسل کو اکساتے تھے۔ اس پر مجھے سخت غصہ آیا۔ اس پرو دگنڈے کو روبرو لانے کے لئے ایک بڑا سیاسی پرنس فان بولو، بھیجا گیا۔ وہ اطالوی اور رومن دنیا سے بخوبی واقف تھا۔ اس کے آنے کی غرض یہ تھی کہ ہر لحاظ سے اطالیہ کی غیر جانبداری کا یقین حاصل کیا جاسکے۔ لیکن ہماری قوم جنگ کی طرف مائل تھی۔ میں مدد کر رہا تھا۔ اشتراکی جماعت جو اس زمانہ میں اطالوی زندگی میں کئی قدر وزن رکھتی تھی — خود اپنی طاقت سے زیادہ دوسری سیاسی جماعتوں کی کمزوری کی بدولت — تذبذب کے عالم میں تھی کہ اس کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اس مقام پر اس کے قدم ڈگسکائے۔ اس جماعت کی اکثریت کامل غیر جانبداری کی تائید میں تھی — غیر جانبداری وقت، قول یا وفاداری حد کے بغیر۔ اس جماعت میں اکثر افراد ایسے تھے جو کھلے بندوں جرمنی کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔ میں نے ہمدردی نہیں کی۔

مٹھی بھر بھر اور قوت ارادی رکھنے والے آدمی دل میں سوچنے لگے، کہ کیا شاہ پرتیا کے سیاسی مقاصد کی مدد کرنا اہل اطالیہ کے لئے واقعی مناسب ہوگا، اور کیا اس سے اطالیہ اور دنیا کے مستقبل کو فائدہ پہنچے گا۔ خود میں نے یہی سوال اخبار ”اوانتی“ میں کیا۔ ظاہر ہے کہ اس کو ہر طبقہ نے لپٹائی ہوئی نظروں سے گزرھا۔ وہ سوال پیش کرنا میری صحافتی زندگی کی سب سے

سٹی کی آیت بنتی مختار کو شش تھی۔ باب دوم

پرسوال کافی تھارائے عامہ کے ایک حصہ کو اس امکان کی طرف مائل کرنے کے لئے، کہ جنگ میں ہم فرانس اور انگلستان کے دوش بدوش کھڑے رہیں، ہم بھڑکی نہیں بھول سکتے تھے، اور نہ بھولنا چاہتا تھا، کہ عملی اسباب کے ساتھ ساتھ بعض خاص جذباتی اسباب بھی تھے، جو اس جنگ عظیم میں ہماری اس مشرقی سرحد والے پرانے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا مشورہ دیتے تھے، جو ۱۸۸۶ء کی ہماری اور آسٹریا کی جنگ کے بعد کھلی رہ گئی تھی۔

میں رات کو اپنے گھر جاتا تھا تو میرے دماغ میں پختہ خیالات گھومتے تھے، شدت پکڑنے غم کے ساتھ، فیصلے کے ساتھ سب سے بڑھ کر میرا ملک تھا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ بین الاقوامیت کی عمارت گر رہی ہے۔ وفاداری کی وحدت بہت بڑی تھی۔ میں نے ایک مقالہ افتتاحیہ بھی لکھا تھا کہ کس قدر احمقانہ ہے یہ خیال کہ اگر انشتر کی ریاست قائم کی جائے تو بھی نسل اور تاریخی نزاعوں کی قدیم رکاوٹیں جنگ پیدا کرتی نہ رہیں گی۔

مشرق کی جانب اطالیہ کی سرحدیں جڈریو، ہنگری، یوگوسلاویہ، لیکن علاقہ "ٹرنینٹینو" جس پر اطالیہ کا ناجائز قبضہ تھا، "لبارڈی" اور "وینس" کے صوبہ جات کے درمیان ایک سد بن کر رہ گیا تھا۔ آسٹریا ہنگری کی سلطنت سے ہمارا سودا چھلنا باقی تھا، اس لئے کہ جن سرحدوں کی ڈاٹے نے پیشین گوئی کی تھی کہ وہ ہر اطالوی کو دل سے عزیز تھیں۔

اس نئی صورت حال کو سامنے دیکھ کر تمام سیاسی اشخاص جن میں میں بھی شامل تھا، اپنے اپنے ضمیر کو ٹٹولنے لگے۔ اس مسئلہ کا ذریعہ قومی شعور کے پوشیدہ طریق کو واضح کرنے کے لئے کافی تھا۔ میرا خیال بالکل بدل گیا۔

"ابھی یا ابھی کبھی نہیں" یہ نعرہ جنگ تھا سیریز بیٹھی، کا، جس کے جذبہ نیک نے اور آسٹریا قتل کے ذریعہ جس کی شہادت نے اطالوی قلوب کے نزدیک اس کو غیر فانی بنا دیا تھا۔ اس کے علاوہ فلوکو گوری ڈونی، کی انقلابی روح کی پیامبرانہ تصویر بھی نظروں کے سامنے تھی۔ ان سے

مسلطی کی آپ بیتی
 اثر نگار میں چند اشتر کیوں کو جنگ کی تائید میں گھسیٹنے لگا۔ میرے ساتھ کئی مکاتیب خیال کے باغی
 تھے جو آخو کارہاری نسل کی ناقابل شکست طاقت پر بھروسہ کریں گے۔

اشتر کی سینڈریم نے یہ دیکھ کر کہ میں کدھر جا رہا ہوں اخبار ”اوانٹی“ کو میرے قبضہ سے
 نکال لیا۔ میں اس کے بعد اس ذریعہ سے جنگ میں اطالیہ کی مداخلت کی تائید نہیں کر سکتا تھا۔
 ہمارے حلقوں میں اشتر کیوں کا میں نے مقابلہ کیا۔ مجھے خارج کر دیا گیا۔ میں نے عام جلسے منعقد
 میں نے فسطائی جماعت بنائی۔ جو افراد جو انوں کی ایک جماعت جس کا ایقان تھا کہ
 مداخلت باجبر کی جاسکتی ہے۔ یہ شبہ نہ کیجئے کہ ان کے اعمال و افعال نے ہماری سیاسی عمارت کی
 بنیادیں ہلا دیں، جو اطالیہ کی خود مختاری کے زمانہ سے ۱۹۱۴ء تک موجود تھی۔ میں ان کا بیدار تھا
 آج یہ خیر فحشپ ہے۔ جمہوریت کو چیلنج دیکر یہ یاد دلایا جاتا ہے کہ اعتماد پسند جمہوری فسطائی
 جماعت جس کا صدر پارلیمنٹ میں بڑا اثر رکھنے والا آدمی اور سیاسی تجویزوں کا ہوشیار منتظم محمودانی
 گیولٹی تھا، ایک ایسا فارمولہ معلوم کرنے کی کوشش میں تھی جو اطالیہ کی سرحدوں کو درست کرنے کا
 مسئلہ حل کرے لیکن جو ہمارے ملک کو جنگ کے لائے ہوئے بوجھ، قربانی اور نقصان جان سے
 بچائے رکھے۔ گیولٹی نے وعدہ کیا کہ جنگ کے بغیر بھی اطالیہ ایک ”اچھا سو دا“ کر سکتا ہے۔
 اس ”بچے سودے“ نے اطالویوں کے قیاس دلوں میں طنز کے احساس کو بیدار کیا۔ فطری طور پر وہ
 حقیقت پسند ہوتے ہیں اور سیاسی لین دین کی ہر شکل کے دشمن۔

اہل اطالیہ کی نظریں ان پر امن مراعات اور سرحدوں کی اس حقیر درستی سے آگے جا
 تھیں۔ ان کو اس چالبازی کے خلوص کا اعتقاد نہیں تھا۔ میں نے اس کو کمزور تدبیر سمجھا۔
 سمجھوتہ کا تدبیر۔ ایسے بھی ولی موجود تھے جن کو یورپ کی جنگ میں نہ صرف قومی فائدے بلکہ
 کے اقتدار کا امکان بھی نظر آتا تھا۔ زمانہ کے چکر میں پھر ایک ایسا ڈرامائی وقت آیا تھا جس کی
 وجہ سے اطالیہ کے لئے ٹھکنے ہو رہا تھا کہ اپنی فوج کی بدولت دنیا کی سربراہانہ قوتوں کے ساتھ
 برابر کی حیثیت سے سودا کرے۔

مسوئی کی آپ بیتی وہ ہمارا موقع تھا۔ میں اس کو جانے نہ دینا چاہتا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال جڑ چکا تھا۔

جنگ عظیم ۲۰ جولائی ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی۔ ۶۰ دن کے اندر میں سرکاری طور پر اشتراکی جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔ اس سے قبل ”اوانتی“ کی ادارت ترک کر چکا تھا۔

میرا دل ہلکا ہو گیا۔ میں آزاد تھا! میں اپنی لڑائیاں لڑنے کے لئے اُس وقت کے مقابل میں اب زیادہ تیار تھا۔ جب میں کسی سیاسی نظام کے اصولوں کی زنجیر میں جکڑا ہوا تھا۔ لیکن میں سمجھتا تھا کہ میں اپنے عقائد کو موثر طاقت کے ساتھ استعمال نہ کر سکوں گا اگر میرے پاس وہ عصری ہتھیار نہ ہو جو تمام امکانات کا اہل ہو تاکہ طاقت پہنچانے اور مدد کرنے کے لئے تیار رہتے ہو اور اقدام اور مداخلت دونوں میں سودمند ہوتا ہے۔ اخبار۔

مجھے ایک روز نامہ کی ضرورت تھی۔ میں اس کو ترسے لگا۔ میں نے اپنے چند سیاسی دوستوں کو جمع کیا۔ انھوں نے گذشتہ سخت جدوجہد میں میری پیروی کی تھی۔ ہم نے ”مجلس“ منعقد کی۔ جب معاملہ فقط روپیہ کا ہو، تو میں جادوگر کے سوا سب کچھ ہوں۔ جب سوال کسی پراجیکٹ کے آغاز کے لئے ذرائع یا روپیہ کا یا اخبار کے مالی پہلو کا ہو، تو میں اس چیز کی صرف سیاسی قدر و قیمت اور روحانی جوہر کو دیکھتا ہوں۔ میرے نزدیک روپیہ قابل نفرت چیز ہے۔ جو کچھ وہ کر سکتا ہے بعض وقت خوبصورت ہوتا ہے اور بعض وقت عورت۔ چند دوستوں کو جو پر جوش خیالات رکھتے تھے فوراً تہ خانہ نما چھوٹے کمرے میں پالو دیا چانو بیو کی تنگ گلی میں مل گئے۔ قریب ہی دارالطباعت تھا۔ اس کا مالک ہمارا اخبار کو کم اجرت پر چھاپنے پر راضی ہو گیا۔ میں اٹالیہ اور اہل اٹالیہ کے سامنے حقیقت۔ ان کا موقع۔ پیش کرنے کے لئے دیوانہ ہو رہا تھا!

میں بڑے ذرائع کی ضرورت نہ تھی۔ ہم ایک ایسا اخبار چاہتے تھے، جو شہر میلان کو ایک قلعہ کی مانند بنادے۔ اس کے اداریوں کی قدر و قیمت ایسی ہو کہ ہر اٹالیوی اخبار ان کو نقل کرے۔

۴۲
 مسویتی کی آپ بیتی — اور کس قدر ڈرامائی طور پر! — ہمارے قارئین کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ میری آرزو تھی۔ ہمارے دفتر کو ایک میز اور چند کرسیوں سے جلد سجا یا گیا۔ میں ان صحافتی خندقوں سے محبت کرنا کبھی نہیں چھوڑ سکتا، جہاں سے میں نے اپنی لڑائی شروع کی۔ دارالطباعہ سے ایک معاہدہ ہو گیا، ایک ایسا معاہدہ جس کو ہر ہفتہ ٹوٹ جانے کا خطرہ لاحق تھا اگر ہمارے مامانہ اخراجات کے چند ہزار لیر اکم پڑیں لیکن ہماری نشوونما ایک خیال پر ہو رہی تھی۔ ۱۹۱۲ء کو ”پوپولوڈی اٹالیہ“ کا پہلا نمبر نکلا۔ اب بھی میں اس نئے اخبار کو اپنا سب سے چھتیا بچہ کہتا ہوں۔ اگرچہ اس کی ابتدا معمولی ہوئی لیکن اسی کے ذریعہ سے میں اپنی سبکی زندگی کی تمام لڑائیاں جیت سکا۔ اب بھی میں اس کا ڈاکٹر کٹر ہوں۔

میں اس اخبار کی ہزاروں قابل یاد کارچیزیں لکھ سکتا ہوں جو ۱۹۱۲ء میں عالم وجود میں آیا اور ۱۹۲۲ء تک میرا پلیٹ فارم بنا رہا۔ وہ میرے عروج کا آئینہ تھا۔ ”پوپولوڈی اٹالیہ“ کا نام بار بار آئے گا۔ اس کا قصہ ہر صورت میں میری شخصیت کے ذریعہ سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ شخصیت بحیثیت سیاسی آدمی کے، بحیثیت اخباری آدمی کے، بحیثیت اس جنگ کے معتقد کے، بحیثیت ایک سپاہی کے بحیثیت ایک اطالوی کے — اور بحیثیت ایک فسطائی کے۔ ”پوپولوڈی اٹالیہ“ میں میرے پہلے مضمون سے رائے عامہ کا ایک بڑا حصہ جنگ میں فرانس اور انگلستان کے دوش بدوش اطالیہ کی مداخلت کا حامی ہو گیا۔

فسطائی نوجوان میرے بست و بازو بن کر اخباری آدمی کی حیثیت سے میرے کام میں مدد کرنے لگے۔ وہ مشعل تھے انقلابی روجوں پر جو مداخلت پر اکتفا رکھتی تھیں۔ وہ نوجوان تھے — یونیورسٹیوں کے طلبہ صنعت کی انٹر کی تعلیم کے اراکین، وہ اپنے تصورات سے کارل مارکس کے اعتقاد کو ملیا میٹ کر رہے تھے۔ وہ پیشہ ور آدمی بھی تھے، اور فردوربی حوٹک کی حقیقی آواز پر کان دھر سکتے تھے۔

اور اب جبکہ اطالیہ جنگ سے الگ رہا ہمارے رضاکاروں کی پہلی بھجن منظم ہو کر

مسلوینی کی آپہنتی لڑنے کے لئے فرانس گئی۔ ارگون، میں رچھوٹی گریبالڈی کے دولر کے زرو نو، اور جاسٹینی، سہم آئے۔ وہ اس گریبالڈی کے جھپٹتے تھے جس نے دیونا ٹیڈ ٹلی نارنڈ سسلی، اور غیلر کو فتح کیا تھا۔ ان دو جانبازوں کا جلوس جنازہ روم میں نکلا اور اطالیہ کے طول و عرض میں اس کی خزانہ گونج سنائی دی۔ پھر سرخ قمیضیے جو اطالیہ کے نجات دہندوں کی حیثیت سے ممتاز تھے، لیٹینی کے ناقابل شکست ہونے کا ثبوت ہم پہنچایا۔

ہجرہ روم کی پرانی لڑائیوں کی یاد مٹ چکی تھی۔ جنگ دیلیبا، میں ہمارے تعلق جو فرانس سے کشیدہ ہو گئے تھے وہ بھی نظر انداز کر دیئے گئے۔ کسی کو یہ واقعہ یاد نہیں تھا کہ مانوبا اور کارٹیج نامی فرانسیسی جہازوں نے ترکوں کے لئے امداد فراہم کی تھی۔ حالانکہ ترک ہمارے خلاف جنوری ۱۹۱۲ء میں لڑ رہے تھے۔ غرض یہ کہ ہر چیز بھلا دی گئی تھی۔ فرانس پر برا وقت پڑا تھا، بلجیم کی اہلیہ واردات کے بعد اس پر حملہ ہو چکا تھا۔ میں یہی کہہ کر علی اقدام کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ فرانس خطرہ میں ہے!

جنیوا کے قریب کواردو ڈی ملی کے مقام پر گبرلی ڈی ان زیو نے ہمرئی کو تقریر کی۔ یہاں سے گیری بالڈی، اور اس کے ایک ہزار شمالی علاقہ کے رہنے والوں نے ہم آغاز کی۔ یہ سسلی گئے تاکہ جنوبی اطالیہ کو بوربونز کی غلامی کے خنجر سے رہا کریں۔ اس نے اپنی بہترین خطابت سے اطالیہ کو جنگ میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کیا۔

ملک تیار تھا، گیلوٹی، کی مخالفت نے جلد فیصلہ کر دیا۔ تاج پارلیمانی طریقہ کار اور شیروں کے مشورے سے مجبور ہو کر دستور کی لفظی اور سخت پابندی کو ناچا تھا تھا۔ اس نے قبیر کے شخصی سائیدہ سے کہا کہ اطالیہ کو ایک قدیم حلیف کی حیثیت سے لاعلم رکھ کر دھوکا دیا گیا۔

میلان، کا جنگ کی تائید میں کھڑا ہونا، روم، پاڈودا، جنیوا اور غیلر کا جھگڑنا بھی اسی طرف ہونا ایسے واقعات تھے جنہوں نے ہر جیسی وکٹریا میں یوں سوم کو آمادہ کیا

مسوینی کی آپ بیتی
 وہ وزیر اعظم بھگوانی گیوٹی، کو مستعفی ہونے کے لئے کہیں۔ پھر اھوں نے دسالنڈرا، کونسی وزارت کا
 قائم کرنے کے لئے کہا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ جنگ جیتنے میں میرا بھی کچھ حصہ تھا۔ ابھی میں نوجوان ہی تھا
 اور میرا تجربہ بچہ نہ ہوا تھا لیکن آزادی اور طاقت کے حصول کی انتہائی کوشش کر چکا تھا۔
 نئی وزارت جنگ کے لئے آمادہ تھی۔ ہر کسینسی گیوٹی کا استغنیٰ بڑی چیز تھا۔ اب
 سوال یہ تھا کہ میدان جنگ میں کو دپڑنے کے لئے صحیح موقع تلاش کیا جائے۔ ہمارے دل حشر
 رہے تھے اور ہم موقع کے منتظر تھے جو ۲۴ مئی ۱۹۵۱ء کو حاصل ہوا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس
 کامیابی کے لمحہ میں میرے کیا جذبات تھے؟

میں ایک باب میں اُن سارے واقعات کی تفصیل نہیں بیان کر سکتا جو اطالوی محاذ پر
 ہوئے۔ جنگ نے مجھے بہت کچھ بدل دیا اور میں اس ڈرامائی ماحول میں صرف ایک جنگجو سپاہی ہو کر
 رہ گیا۔ میں ان واقعات کو بیان کروں گا جنہوں نے کینت ایک سپاہی کے بلا واسطہ اور بحیثیت ایک
 سیاسی کے بلا واسطہ مجھے زیادہ متاثر کیا جس دن سے میں نے 'برساگ لیری' جینٹ کی شہانہ
 بھوری سبزوادی دوبارہ اپنی اسی دن سے میں نے یہ تہیہ کر لیا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے بہترین سپاہی
 رہوں گا۔ یہ جینٹ اطالیہ کی بہترین جینٹ تھی اور میں اپنی جبری فوجی خدمت کے سلسلہ میں
 یہیں بھرتی ہوا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ ایک اطاعت گزار اور پابند ضبط سپاہی رہوں اور اپنی
 مفوضہ خدمت کو پوری طرح انجام دوں۔

میں نے محسوس کیا کہ مجھے کامیابی ہوئی۔ میری سیاسی جنیت نے میرے لئے بہت سی سہولتیں
 اور پھر چھپانے کے مواقع فراہم کئے لیکن میں نے اُن سب کو ٹھکرا دیا۔
 میں چاہتا تھا کہ ایک مکمل اور غیر تبدیل مطمح نظر کا پابند رہوں۔ اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ
 نہیں تھا، بلکہ میں باور کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہوں کہ جب کوئی شخص ایک مطمح نظر پیش کرتا ہے یا
 ایک نئے کتب خیال کی بنا ڈالتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس پر مضبوطی کے ساتھ اڑا رہے اور
 دن رات اسی کے لئے جدوجہد کرتا رہے تاکہ آخر کار اس کو کامیابی حاصل ہو جائے!

۴۵
 مسیحا کی آپ بیتی
 وقت نے بہت سی چیزوں کو محو کر دیا اور بھول جانے کے آرام طلب جذبہ نے بھی بہت سی باتوں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ اکتالیس مہینوں کی سخت لڑائی کے بعد جو فتح حاصل ہوئی اسے احساسات کو بہت زخمی کیا۔

اعلان جنگ ہوتے ہی میں نے فوجی عہدہ داروں سے کہا کہ وہ میری رضا کا رانہ خدمات قبول کریں۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں رضا کار کی حیثیت سے بھرتی نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک اہم تھی۔ ان کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ فوجی قانون کی ایک دفعہ کے لحاظ سے رضا کار روپیہ شخص ہو تھا جو جسمانی کمزوریوں یا کسی اور وجہ سے جبری فوجی خدمت سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے میں رضا کار نہیں مقرر کیا جاسکتا تھا۔ مجھے اپنی جبری فوجی خدمت کی باری کا انتظار کرنا تھا ان حالات کی وجہ سے میں غیر مطمئن تھا۔

خوش قسمتی سے میری باری جلد آگئی۔ اطالیہ کے جنگ میں حصہ لینے کے صرف تین ہی مہینے بعد پہلی ستمبر کو میں نے زیر ساگ لیری کے سپاہی کی وردی پہن لی۔ مجھے ڈرل کرنے کے لئے، 'لمبارڈی' کے قریب برس چایا بھیجا گیا جہاں سے ہوائی جہازوں کا دھاوا زیادہ دُور نہیں تھا۔ تقریباً فوراً ہی مجھے 'آپس' کی اونچی پہاڑیوں پر لڑنے کے لئے بھیجا گیا جس سے مجھے ایک گونہ تسفی ہوئی۔ کچھ مہینوں تک پہاڑیوں کی خندقوں میں میں نے زندگی کی صبر آزمات لیں۔ برداشت کیلئے خندقوں میں اور نہ پناہ گاہوں میں ہیں کسی قسم کا سکون میسر نہ تھا۔ ہم پریشان تھے۔ ہمارے ہاں ہر چیز کی کمی تھی لیکن برابر ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ پہلے چند مہینوں میں سردی، بارش، کیڑے اور بھوک کی تکلیفیں تھیں۔ لیکن ان سبوں نے ملکر بھی میرے جوش کو ٹھنڈا نہیں کیا۔ میرے خیالات میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔

مجھے ہیڈ کوارٹرس میں رہنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا لیکن میں نے صاف انکار کر دیا اور اس کی بجائے خطرناک جہات میں حصہ لینے کے لئے بخوشی آمادہ ہو گیا۔ یہی میرا ارادہ تھا اور یہی میری خواہش اور مجھے اسی سے فائدہ ہوا۔ چند ہی مہینوں میں جنگی خدمات کی وجہ سے میری ترقی ہوئی۔

مسلوینی کی آپ بیتی میرے متعلق لکھا گیا کہ ”مسلوینی ہمیشہ جرات اور بہادری کے میدان میں پیش پیش ہے!“

پچھلی سیاسی کارگزاریوں نے میرے متعلق جو شبہات پیدا کر دئے تھے وہ بدستور باقی رہے اور ان ہی کی وجہ سے مجھے ورنی زوے کے ٹریننگ اسکول میں نہیں بھیجا گیا جہاں فوجی عہدہ داروں کی تعلیم ہوتی ہے۔ ایک ہفتہ کی چھٹی کے بعد میں خندقوں کو واپس ہوا جہاں ہمیںوں رہا۔ پھر وہی خطرناک اور اندیشوں سے بھری ہوئی زندگی بسر کرنے لگا تا آنکہ ”ٹائی ٹائیڈ“ میں مبتلا ہو کر دیسوی کے دو خانہ میں پہنچا دیا گیا۔ جب میری صحت بہتر ہو گئی تو ”فریرا“ کو بھیجا گیا۔ یہاں سے پھر ”آپس“ کی اونچی چوٹیوں پر پہنچا۔ یہاں سے جب کوئی آسمان کی طرف نظر کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو گنبد گردوں کے بہت ہی قریب پاتا ہے۔

میرے فوجی دستہ کو ”کارسو“ پر جارحانہ کارروائی کرنے کے لئے متعین کیا گیا تھا۔ میں اس کمپنی میں تھاجس کے سپاہی ہاتھ سے بم پھینکنے میں مہارت رکھتے تھے۔ ہم دشمنوں سے چند ہی درجن گز کے فاصلہ پر بم کے جان لیوا ماحول میں تھے۔

تھوڑے دنوں کی سختیوں کے بعد میں خندقوں کی زندگی سے مانوس ہو گیا۔ میں اپنے ”اجبا“ پولو پولو میٹالیہ کا پُر شوق بے چینی سے مطالعہ کرتا تھا۔ میں نے اسے اپنے بعض دوستوں کے ہاتھوں میں چھوڑا تھا۔ اس کی جڈائی میرے لئے ایسی ہی شاق تھی جیسی کہ کسی عزیز کی ہوسکتی میں نے ہایت کی بھی کہ اطالیہ کے اس چراغ کو بجھنے نہ دیں۔ میرا حکم تھا ”جنگ کے ختم تک اس میں شرکت کی بار دعوت دیتے رہیں۔“ میں اکثر اپنے دوستوں کو بھی لکھتا تھا۔ میں نے کبھی اپنے صحیح جذبات اور احساسات کی ترجمانی نہیں کی کیونکہ میں سب سے پہلے ایک سپاہی تھا اور سپاہی کا کام اطاعت ہے۔ خندقوں میں میں اپنے عہدہ داروں اور ساتھیوں کی نفسیات کا مطالعہ کرتا رہتا تھا اور بعد میں یہی عادت میرے بہت کام آئی۔

میرے دل میں اطالیہ کے بھی سپاہیوں کی عزت تھی۔ بہت سے جو مشرقی محاذ بھیجے گئے تھے جنگ کی تاریخی بنیاد کے قائل نہ تھے۔ پھر بھی اپنے عہدہ داروں کے احکام کی

۴۷
مسیوینی کی آب پتی
تعمیل بے مثال ضبط سے کرتے تھے۔ ان عہدہ داروں میں سے اکثر مہاراجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء
تھے۔ ان کی وہ کوششیں دیکھ کر خوشی ہوتی تھی جن سے پتہ چلتا تھا کہ نئی پود میں بھی اطالیہ کی پُرانی حُریت
موجود ہے۔

حقیقت یہ تھی کہ جنگ نے جو مالی اور جانی محامل وصول کئے تھے وہ ہمارے لئے تعجب خیز
تھے کیونکہ 'گیرمی باڈی' کے نقطہ نظر سے یہ تصور بہت اجنبی تھا۔ ہم مجبور ہوئے کہ بڑی تیزی سے اپنے
خیالات میں مناسب تبدیلی کریں اور طریقہ جنگ بدل دیں۔ یہ دیکھ دیکھ کر میرا دل باغ باغ
ہوا جاتا تھا کہ ہماری قوم میں موزوں تبدیلیوں کو جلد قبول کر لینے کی صلاحیت موجود ہے۔
ہرید کواریس اور دوسری فوجی ملک خصوصاً بلی امداد پہنچانے والوں نے جو کام کیا وہ میں کبھی
نہیں بھول سکتا۔ لیکن جب فوجوں سے ہٹ کر سیاسی حالات پر غور کرتا تھا تو بہت سے شبہات
پیدا ہوتے تھے۔ روم میں جن لوگوں کے ہاتھوں میں سیاسی تنظیم تھی ان کی حرکتوں سے مجھے ڈر لگتا
تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پارلیمانی دنیا اپنی پُرانی غلطیوں سے چھپکارا نہیں پاسکے گی۔
غیر جانبداری کی زہریلی فضا ہم کو جنگ میں حصہ لینے سے روک رہی تھی اور اس قوت کو
آسانی سے شکست دینا بھی ممکن نہ تھا جس جانتا تھا کہ وہ ہماری جنگی طاقت کو حتی الامکان کم کرنے
کی کوشش کر رہی تھی۔

چاندانوں کی پھیلائی ہوئی خونخوار گیس اور ان خاندانوں کی خضب ناک کی نے جن کی اولاد
میدان جنگ میں تھی ہماری مدافعتی ہتھوں کو بھی پست کر دیا۔ ایک سیدھے سادے سپاہی کی
حیثیت سے میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ 'رومینا' اپنے چند نمونہ گنوں کے ساتھ کس طرح میدان
جنگ میں گھسیٹ لیا گیا؟ کس طرح یونان نے ترکوں پر دھاوا بول دیا محض اس ناچ کے اثر
جس کو ۱۹۱۴ء ساڈوراڈوکن نے 'پی رے' میں پیش کیا تھا؟

میں روزانہ اپنی فوج کی نقل و حرکت پر نظر رکھتا تھا۔ جنگ ستمبر ۱۹۱۴ء میں ہوئی اور
اس کے بعد آپس کی پہاڑیوں پر لڑائی ہوئی۔ فرانس میں جنگ کی قسموں کا پانسہ بھی میرے پیش نظر تھا

مسئولی کی آپ بیتی شکست اور مشرقی کارروائیاں بھی میرے سامنے تھیں۔ اطالیہ کی حد تک مجھے یقین تھا کہ فتح آخر کار ہماری ہی ہوگی۔ گوکہ جنگ اندازہ سے زیادہ طول کھینچ رہی تھی اور ہماری معاشی حالت کمزور پڑی تھی لیکن ہماری کامیابی کا مجھے یقین تھا۔

اطالوی فوج نے مختلف لڑائیوں میں دشمن کو کمزور کر دیا۔ سختیاں جھیلنے کے باوجود بھی ہماری فوج میں ضبط باقی رہا۔ کوہ آپلس کی سطح مرتفع پر ۱۹۱۶ء میں جو حملہ ہوا اس کو بہت جلد پسپا کر دیا گیا۔ کارسو کے سپاہی جن میں میں بھی شامل تھا جہاں دیدہ معلوم ہوتے تھے۔

ایک ایسے زبردست ڈراما میں جس میں ہزاروں بھائیوں کی جان گئی اپنا شخصی ذکر فضول سا معلوم ہوتا ہے۔

ہر حال یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اطالیہ کی سیاسی زندگی کئی مصیبتوں میں الجھی ہوئی ہے میں مجبور ہوا کہ وقتاً فوقتاً اخبارات میں اپنے متعلق خبریں شائع کراؤں۔ یہ اس لئے بھی تھا کہ اُن لوگوں کی توقعات کو غلط ثابت کر دکھاؤں جو سمجھتے تھے کہ میں کسی دفتر میں چھپا ڈاک تقسیم کر رہا ہوں اور جنگ میں ہماری کامیابی کے شبہات اپنے دماغ میں پرورش کر رہا ہوں۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے مجھے بار بار اپنے کارنامے بیان کرنے پڑتے تھے۔ میں اس وقت برسا لیری، میں مجر کارپورل تھا۔ شروع جنگ سے فروری ۱۹۱۶ء تک کھانا ڈپر خندقوں میں تھا، ہمیشہ مسلح اور ہمیشہ دشمنوں کے مقابل۔ نہ میرا اعتقاد قمر زلزل ہوا اور نہ یقین میں فرق آیا۔ میں وقتاً فوقتاً پولوڈی اٹالیہ میں مضامین بھیجتا تھا اور کامیابی کی تلقین کرتا تھا۔ فوجی ضبط برقرار رکھنے کے لئے میں فرضی نام سے مضامین لکھتا تھا۔ اس طرح مجھے دو قوتوں سے متاثر کرتا تھا ایک وہ جو مقابلہ پر میرے سامنے تھی اور دوسری وہ جو پس پردہ تھی۔

۲۲ فروری ۱۹۱۶ء کی ایک صبح کو ایک ایسا سانحہ پیش آیا جس کی توقع محض ذکی خندقوں پر ہمیشہ ہو سکتی ہے ہوا یہ کہ دشمن پر گولہ باری کرتے وقت ایک پہلا بم ہماری ہی خندق میں پھٹ گیا۔ خندق میں اس وقت کوئی نہیں سپاہی تھے ہم سب گرد و غبار اور بارود گولیوں

۴۹
مُسکینی کی آپ بیتی
اڑ گئے۔ ہم میں سے چار چل بے اور کئی بُری طرح زخمی ہوئے۔ باب دوم

دشمن کی خندقوں سے چند ہی میل کے فاصلہ پر مجھے رانچی کے شفا خانہ میں فوراً لایا گیا۔
ڈاکٹر پچاک فونی، اور دوسرے ڈاکٹر میری خاص نگرانی کرنے لگے۔ میرے زخم گہرے تھے۔ میرے
صبر اور ڈاکٹروں کی قابلیت کی وجہ سے میرے جسم میں ۲۴ بم کے اجزاء نکلے۔ گوشت کٹ گیا
اور ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں اور مجھے ہلاکی تکلیف تھی ایسی کہ جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ مجھ پر
تقریباً تمام آپریشن بیہوشی کے بغیر کئے گئے۔ ایک مہینہ میں ۲۴ آپریشن ہوئے اور صرف دو میں مجھے
بیہوش کیا گیا۔

یہ تکلیف دہ حالت اس وقت تک باقی رہی جب تک کہ ایک زبردست گولہ باری نے
ہمارے شفا خانہ کے ایک گوشہ کے پرچے نہ اڑا دیئے۔ تمام زخمیوں کو دور دراز مقامات پر
منتقل کر دیا گیا لیکن میری حالت منتقلی کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اس لئے کس میرسی کے عالم میں دشمنوں
کی آتش خیز فضا میں شفا خانہ کے اسی تباہ حال حصے میں پڑا رہا۔

ان سب مصیبتوں کے باوجود میرے زخم چنکے ہونے لگے اور آرام و صبر کا زمانہ آیا۔
متعدداً مجھے وصول ہوئے اور ایک دفعہ بادشاہ سلامت نے بھی یاد فرمایا۔ سپاہیوں اور
جنگ کے مقتولین سے متعلق انھوں نے انسانیت کے جو جذبات ظاہر فرمائے نہ میں ان کو بھول سکتا
ہوں اور نہ اطالیہ۔

خند مہنوں بعد میں میلان کے جنگی شفا خانہ میں تھا۔ اگست میں میں مسیاحیوں کے سہارے
چلنے لگا اور کئی مہینے اسی طرح گزرے۔ میرے اعضاء اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ وہ میرے جسم کا
وجہ اٹھا نہیں سکتے تھے۔

میں اپنے اخبار میں ایک جنگی کی حیثیت سے جگہ حاصل کی۔ روس کے محاذ پر جو شکست ہوئی
اس کی وجہ سے ہمیں نئی خدمتیں تفویض ہوئیں اور ان سب کو انجام دینا ضروری ہو گیا۔ ان کے سوا
ملک میں جو پروپیگنڈا پھیل گیا تھا اس کا بھی مقابلہ کرنا تھا۔ ایک اشتراکی رکن پارلیمنٹ کا یہ جملہ

مسوینی کی آپ بیتی
 ”موسم سرما سے پہلے ہی ہم خندقوں کا تخذہ کر دیں گے“ ملک میں عام ہو رہا تھا۔ باب دوم

ضرورت تھی کہ ان غنیہ طاقتوں کا مقابلہ کیا جائے۔ جو عوام کے جذبات سے کھیل رہی تھیں
 تاکہ وہ ختم ہو جائیں۔ سپاہی دو ہفتہ کی چھٹیوں کے بعد خندقوں کو واپس ہو رہے تھے۔ شہر کی
 ہمیشہ و راحت سے بھری زندگی ان سے چھوٹ رہی تھی۔ وہ ایک نفسیاتی موقع تھا جبکہ عوام کو
 حکام کی طاقتوں کا اندازہ ہونا ضروری تھا اور حکومت کا فرض تھا کہ وہ اپنے احکام کی پابجائی کرے۔
 میں وقت کے بعد الزام لگانا نہیں چاہتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۱۷ء کی اندرونی کھوٹی
 سیاست، پارلیمنٹ کی کمزور گرفت، اور نفرت انگیز اشتراکی پروپیگنڈا سب مل جل کر سپاہی کے
 اتنا رسپدا کر رہے تھے جتنا پچھلے ۱۹۱۷ء میں یہ متوقع سانحہ پیش آیا جس کو سانحہ کالواریو کے نام
 سے موسوم کیا گیا۔

ایک اطالوی یا ایک سیاست دان کی حیثیت سے مجھے اتنا سچ کچھ نہیں ہوا تھا جتنا کہ
 ’کارپٹیو‘ کی شکست کا حال شکر ہوا۔ اس شکست کا اگر جنگ عظیم کی دوسری شکستوں سے مقابلہ
 کیا جائے تو اس میں کوئی خاص اہمیت محسوس نہیں ہوتی لیکن اطالیوں پر اس سے ایک ضرب کا
 لگی۔ اسی شکست نے ’اسونی زو‘ کا راستہ کھول دیا۔ جنگ کے پہلے ہی ہڈیوں میں ہم آسٹریا کی
 حدود میں پہنچ گئے تھے اور دشمن سے ان ہی کے میدان میں بھڑکے ۱۹۱۷ء میں آئیس میں
 ’آسیاگو‘ پر جو حملہ ہوا اس کی ہم نے مداخلت کی۔ ’بین سی زو‘ کی سطح مرتفع کو ہم نے فتح کیا اور
 ’اسون زو‘ میں کوئی دھل دفعہ کامیاب رہے۔ ہمارے احساسات میں ایک پھل سی تھی۔
 وقت بڑا آڑھا تھا۔ ’اسون زو‘ کی دوسری طرف فوج کا جو قبضہ راستہ تھا اس کو بچانا
 تھا۔ ’پیادوے‘ پر ثابت قدمی دکھانے، ’ماؤنٹ گراپا‘ کو بچانے، اور ’وینس‘ کے شمالی علاقوں
 کو اطالیہ سے علیحدہ ہو جانے سے روکنے کی شدید ضرورت تھی۔ فوجی دستوں کو پلٹے دینے کی
 ’ماؤنٹ گراپا‘ پر ہم قدم چائے رہے ’پیادوے‘ سے دشمن گزر نہ سکے۔ اور ایک نیا جذبہ
 پیدا ہو گیا جس کو ہر شخص محسوس کرتا تھا۔ ’گوری زیا‘ اور ’بالوؤ اور یوڈاؤن‘ کے دونوں صوبوں

۵۱
 مسوینی کی آپہنچی سے دُوبدو ہو گئے۔ ہم زخموں سے چور چور تھے جس سے میرا دل بیٹھ چکا
 تھا لیکن اطالیہ پر وہ بُرا وقت نہیں آیا تھا جو دوسری فوجوں اور دوسرے ممالک پر آیا تھا۔
 مقابلہ کیجئے پاری تباہی کا جنگ عظیم کی عام تباہی سے، ہمارے تین صوبوں کے نقصان سے
 اور جنگ، ماسو لیکس، سے، کوئٹہ برگ کے حملہ سے، اور فرانس کے چودہ مقامات سے اور
 بلجیم کی مکمل تباہی سے۔

مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ ایسے نازک لمحوں میں میرے اخبار نے ملک کی سیاسی
 زندگی کو بلند کیا اور سپاہیوں کے جنگی جذبہ کو بہت ابھارا۔

معدوروں، زخموں اور اُن خزانوں کو گولوں کی مدد سے جو جنگ کی تائید میں تھے میں نے خاتمہ
 تک جنگ میں حصہ لینے کی تحریک پھیلانی شروع کی، بہت جوش و خروش سے حکومت سے احتجاج کیا کہ
 ٹال ٹول کرنے والوں اور جنگ کی اہمیت گھٹانے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے
 رضا کاروں کی تنظیم پر زور دیا، اطالیہ کے شمال میں فوجی حکومت قائم کرنے کی تجویز پیش کی، انٹر
 اخباروں کو دوبانے پر اصرار کیا، سپاہیوں کے ساتھ زیادہ انسانیت کا سلوک کرنے کی سفارش
 کی اور جنگی ضبط پہلے عوام میں اور پھر محاذ پر قائم رکھنے کی خواہش کی۔ میری یہ تحریک پہلے اخبار میں
 پیش کی گئی اس کے بعد عام جلسوں میں اور پھر محاذ پر پھیل گئی اور میری توقعات سے کہیں زیادہ کامیاب
 رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حکومت ہماری کوششوں سے متاومت اور کامیابی کی طرف کھینچی جا رہی ہے۔
 اسی طرح سراگدہ لگیا۔ بہار کی آمد کے ساتھ ہی تمام اطالویوں نے اپنی پوری کوششوں کو
 پیادے اور گرا پا، کے محاذوں پر مرکوز کر دیا۔ آخر کار روم کی بقا کا جذبہ سپاہیوں اور اُن کے
 حامدانوں میں مشترک طور پر پیدا ہو گیا اور اطالیہ میں خدمت اور ایثار زندگی کا جزو بن گئے۔ ۱۹۱۸ء
 میں ہم پیادے، پر اپنی فوج کے ساتھ تیار تھے۔ ہمارا پہلا جارجانہ فوجی دستہ، آرڈینی، ہاتھ سے
 پھینکے کے ہم اور خیر لئے جابلندی رہنچا ہے تو ہمارے جنگی جذبہ میں ایک عجیب ڈرامائی کیفیت پیدا
 ہوئی ہر شخص کے دل میں خواہش تھی کہ پوریوں کی شکست کو حافظہ سے مٹا دیا جائے۔ ہم کو پھر

۵۲
مسوینی کا آپ بیتی
وہاں واپس جانا تھا جہاں ہمارے دوسرے بھائی مارے گئے تھے اور جو زندہ تھے وہ ہمارے
خاطر تھے۔ ہمارے کشتوں کی یاد ہمیں تساہی تھی۔ یقیناً پیادے کو عبور کرنے کی دشمنوں کی
خوابش ہرگز پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ ایک خام خیال تھا کیونکہ ہمارا جارحانہ دستہ انہیں چل دے سکتا
ہوانی بیڑا ہم بسلنے کا کام برابر کرتا گیا۔ میں محسوس کر سکتا تھا کہ اطالوی روح بالیدہ ہو رہی تھی
اور جیتنے کے دن قریب ہیں۔ ضرورتوں نے ہمارے دماغوں کو جلا دی تھی۔ ایسے میں جون کا ہمینہ
آیا اور ساتھ ہی دشمن حملہ آور ہوئے۔

ہمارا حکمہ غصیہ یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ دشمن کب حملہ شروع کرے گا۔ ہماری
اعلیٰ کمان نے اس موقع پر ایک چال چلنے کی فکر کی۔ دشمن کے حرکت میں آنے سے چند ہی گھنٹہ قبل ہی
فرج نے دشمن کے محاذ اور اس کے کونسل دستہ پر یکایک دھاوا بول دیا۔ نتیجہ کے طور پر دشمن کے
منصوبے ٹوٹ گئے۔ پیادے پر موقی بل بنانے کی کوششیں کی گئیں مگر وہ سب ناکام رہیں۔
دشمن چاہتے تھے کہ 'سل ٹی لو' پر جو کہ اس محاذ کی کبھی تھی قبضہ کر لیں لیکن ہم نے اس پر سے ایسا سلاط
اٹھنے نہیں دیا چند میلوں تک ایک دوسرے کو گیدتے رہے مگر لڑائی بھر حال جاری رہی ہمارے
جوابی حملے تابڑ توڑ ہونے لگے۔ آخر کار پہلے تین دن کے تجربے سے دشمن کو معلوم ہو گیا کہ اس دفعہ
اطالوی صفوف پتھر کی دیوار ہیں کہ نہ جن میں رخنہ ڈالا جاسکتا ہے اور نہ جن کو ڈھایا جاسکتا ہے۔
'زن زان' کے قریب دشمن کو ٹرے و سیر کے 'موناسٹی' تک دیا عبور کرنے میں کامیابی
ہوئی لیکن فوراً ہی ایک جوابی حملہ نے انہیں پسپا کر دیا اور وہ پیادے پر واپس ہو جانے پر مجبور ہو گئے۔
دریائیں طغیانی ہوئی اور اس نے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا کیونکہ پل اور بہت سے سپاہی بہہ گئے۔ اس
زبردست لڑائی کے پانچویں دن ۲۲ سرجن کو ہماری اعلیٰ کمان نے یقین دلایا کہ ہماری معاونت دشمن کو
روک رہی تھی اور اسی سے مجھے یقین تھا کہ ہماری کامیابی قریب ہے۔ آج تک بھی میں یہ محسوس کرتا
ہوں کہ جنگ عظیم کی لڑائیوں میں سب سے زیادہ فیصلہ کن یہی پیادے کی لڑائی ہے۔
دشمنوں کا نقصان بے حساب ہوا تقریباً ایک لاکھ اہل ہتھیاری پیادے پر پھینٹ چڑھائے۔

مسکوئی کی آپ بیتی میں رنج و غم کی ایک ہر روز گئی۔ مملکت آسٹریا کی مختلف اقوام میں سخت و
مباحثہ شروع ہوا کہ ہر قوم کو کتنا بار برداشت کرنا چاہیے اور اسی سلسلہ میں ہر قوم کو یہ شکایت
تھی کہ اس کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔

آسٹریا ہنگیری سے ہیں یہ خبر ملی۔ یہ ظاہر تھا کہ اندرونی مشکلات روز بروز بڑھ رہی تھیں۔
بھر بھی پھوٹ ابھی نہیں پڑی تھی اور ضرورتاً انھوں نے ہمارے دوصوبوں میں جارحانہ کارروائی
جاری رکھی تھی۔

میں اس وقت جبکہ حصول کامیابی کے لئے جوش امٹ رہا تھا اطلالیہ کی سیاسی دنیا میں
غیب و غریب رجحانات دیکھے۔ شرانگیز مگر مہم بہت قریب تھی اور ضرورت تھی کہ اُسے بے قابو
کیا جائے اور کچل دیا جائے۔ یہ مگر گرمی انسانیت کے بھیس میں تھی۔ وہ ان لوگوں کو قومی حقوق
دلانا چاہتی تھی جن میں قوموں کا وقار اور اس کا شعور بھی پیدا نہیں ہوا تھا اور جو ایک صدی سے
زیادہ آسٹریا کے ماتحت اطلالیوں کو دبانے کے لئے آگ لگا رہے ہوئے تھے۔ ہماری کامیابی کا
سورج طلوع ہو رہا تھا لیکن ایک ایسی کامیابی کی تکمیل کے لئے جو ہمارے سپاہیوں کو دینا،
میں پہنچا دے اس بات کی ضرورت تھی کہ جذبات کو غلط طریقہ پر اکسایا نہ جائے۔

یہ موقع اُن بڑے لوگوں کے لئے مناسب تھا جو جمہوریت کے رنگ آگود اصولوں کے
اب بھی زیر اثر تھے۔ اور انھوں نے قومی اختلافات کے مسئلہ کو چھیڑا۔ وہ ہمیشہ سے ہمارے
دشمنوں کے طرفدار رہے ہیں۔ ہماری قومی جذبہ کو اس سے ٹھیس لگی۔ اطلالیوں کی یہ آوازیں
سنائی دینے لگیں کہ ہر اُس وقت جبکہ اطلالیہ فتح و ظفر اور کامرانی و شادمانی کی دہلیز پر ہوتا ہے
بعض حاسد بڑے ارادہ سے اڑے آجاتے ہیں۔

گر مانگدز گیا اور کنوٹر شہ ۱۹۱۱ء میں ہماری اعلیٰ کمان نے اکاوٹن اطلالیہ دستوں کے ساتھ
جن میں تین برطانوی، دو فرانسیسی، ایک امریکی اور چند چیکو سلوواکیہ کے رضا کار شامل تھے آسٹریا
کے محاذ پر ایک فیصلہ کن حملہ کا تصفیہ کر لیا۔

۵۴
مسوینی کی آپ بیتی
ہماری یہ کارروائی بڑی حکمت عملی پر مبنی تھی۔ سرنگ لیا، میں دشمن کے محاذ پر زخمی ہو گیا اور
ہماری فوج گھس گئی۔ ہم نے دو طرفہ کھیرا ڈالا، ایک ٹرنیٹو، کی طرف بائیں بازو سے اور دوسرے
ریوڈائن، اور جنوبی پیاوے، کی طرف دائیں بازو سے۔ ہمارے سپاہیوں کے بہادرانہ حملے اور
عہدہ داروں کی چالاکی نے ہمیں کامیاب کیا اور دشمن کے محاذ کے پرچے اڑا دیے جنگی اخبار کی
اطلاع سے ظاہر تھا کہ بے شمار قیدی، توپیں اور سامان حرب ہمارے ہاتھ لگا۔

آسٹریا ہنگیری کی فوج پسپا ہوئی اور بحری بیڑے کو بہت نقصان پہنچا۔ ہم ڈریسٹی، میں داخل
ہوئے اور ٹرنیٹو، پر قابض ہو گئے۔ صلی کامیابی جنگی کامیابی ہی نہیں تھی بلکہ میری نظروں میں اس کے
سوا وہ ساری اطلاوی قوم کی کامیابی تھی۔ ایک ہزار سال بعد ہم بیدار ہوئے تھے اور اپنی
اور روحانی طاقت کا ثبوت دے رہے تھے۔ ہم پھر جنگی روایتوں پر جی رہے تھے اور وطن
کا جذبہ دوبارہ ہمارے دلوں میں موجیں مار رہا تھا۔ نئے یورپ کے مستقبل میں ہم اپنی اہمیت کو
نمایاں محسوس کر رہے تھے۔ اطالیہ کی نئی پود خوش تھی کیونکہ اطالیہ کے شہر اس کے اپنے حدود
میں دوبارہ شامل ہو چکے تھے۔ ٹرنیٹو، اور ڈریسٹی، اب ہمارے حدود میں تھے جس کی ہماری
قوم کو بڑی خواہش تھی اور جس کے متعلق ردائے، نے چودھویں صدی میں فیصلہ کیا تھا اور
پیشین گوئی کی تھی۔

ملک کے گوشہ گوشہ میں گرجا کے گھنٹے اس نئے دن کا اعلان کر رہے تھے۔
اسی مدت اور اتنی تکلیف کے بعد جنگ ختم ہو چکی تھی۔ روس کے دیوالیہ ہونے اور معاہدہ کے
تباہ کرنے والے پیشہوروں کے باوجود بھی جنگ اطالیہ کی کامیابی پر ختم ہوئی تھی۔ ہر خاندان
کے لباس پر اس کے کسی عزیز کے مارے جانے یا زخمی ہونے کا نشان لگا ہوا تھا۔ جنگ کے
یتیم اور بیوہ بیک وقت غمگین اور خوش تھے۔ ہم ٹرنیٹو، اور ڈریسٹی، میں تھے۔ فیوم، آدجا
فتح ہو چکا تھا اور ڈوال مایا، ابھی فیرست میں شامل تھا۔

اطالیہ کی فضا پر غرور اور حکمت کی ایک ایسی روح چھائی ہوئی تھی جو فاتحین سے مخصوص ہے۔

مسلمانی کی آپ بیتی سے زیادہ طول کھینچا تھا اور ہماری دولت اور مستقبل کو گھٹا دیا تھا۔ پھر بھی جنگ کے ہماری توقعات سے زیادہ طول کھینچا تھا اور اپنے مردوں اور زندوں کی صحیح قدر و منزلت پہچاننا سکھا دیا تھا۔ اکتوبر سے دسمبر ۱۹۱۸ء تک اطالیہ ایک کارخانہ کی طرح ترقی کی راہ پر چلتا رہا۔ جنگ نے ناقابل تلافی نقصانات کی وجہ سے ہماری قومی زندگی پر ایک شاعرانہ پردہ سا چھوڑ رکھا تھا جس کو مجھ سے زیادہ واضح کسی اور نے نہیں دیکھا۔

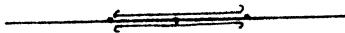
اس تاریخی موقع پر ہماری ناقابل بیان محنتوں سے کمائی ہوئی کامیابی کے غور اہی بعد ہماری نوعمر قوم کو جو امریکہ سے بھی غور و سال تھی اور جس کا تجربہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا باوجود اس کے کہ وہ جان و مال کی قسمت آزمائڑائیوں میں حصہ لے چکی تھی دھوکا دیا گیا اور اس کے جذبہ اعتماد کو معاً ورسائی میں دھکا پہنچا یا گیا۔

۱۹۲۰ء موت، ۱۹۲۰ء معذور اور ۱۹۲۰ء رنجی — یہ وہ محمول تمساجو اطالیہ نے جنگ عظیم میں ادا کیا، ہمارے ملک میں ایک خاندان بھی ایسا نہیں جس نے اکتالیس مہینوں کی جنگ میں ملک کی عزت پر اپنی کوئی نہ کوئی بھینٹ نہ چڑھائی ہو۔ میں جانتا ہوں کہ آج سے دس سال پہلے ہر روز جنگ سے معذور رنجی، بیوہ اور یتیم جو ہماری آبادی کا ایک حصہ تھے عوام کے دلوں میں عزت و وقار کا احساس پیدا کرتے تھے۔

میں کبھی نہیں بھولتا وہ وقت جبکہ ہم جھگڑوں سے لیکر انقلاب تک ہزاروں اندرونی مصیبتوں میں مبتلا رہے لیکن ماؤنٹ اسٹولویو سے سمندر تک کے پہاڑی قبرستانوں میں جن کو زمانہ آہستہ آہستہ مٹا رہا ہے ہماری قوم کی قسمتوں کے عروج کی عمارت باقی ہے۔ میں اس کو کبھی نہیں بھولتا۔ میں ہمیشہ جنگ کا قائل رہا اور ایک گرم دل اطالوی اور سپاہی کی طرح لڑتا رہا۔ میں کامیابی کی خوشی دیکھنے کے لئے زندہ رہا اور جنگ کے بعد جو بے اطمینانی کا زمانہ آیا اس کو بھی دیکھتا رہا۔ لیکن ہر موقع پر خواہ وہ خوشی کا ہو خواہ غمی کا میں اپنے مقتولین کی یاد ایک روشنی گھراور ایک زریعہ نصیحت کی حیثیت سے باقی رکھتا تھا۔ وہ ملک کے مختلف حصوں میں زندگی کے مختلف شعبوں سے

۵۶
 مسلولی کی آپ بیتی
 تعلق رکھتے تھے اور کچھ ان میں ایسے بھی تھے جو دوسرے ممالک کے غلام تھے یا دوسرے ممالک میں
 منتقل ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنا خون پانی کی طرح بہایا تھا اور مادر وطن کے قدموں پر ہتھم
 کی قربانی پیش کرنے کے لئے آمادہ تھے۔ جب تک کہ کوئی قوم دوسری اقوام کے دوش بدوش
 اکڑ کر بیٹھنے کی مستحق نہ ہو اس کی طاقت کی نشانی، اس کی شرافت کا اعلیٰ ترین معیار اور اس کی
 بزرگی کی ملامت اُن افراد سے ظاہر نہیں ہوتی جو اپنے خون کا آخری قطرہ غیر فانی ملک کے لئے
 بہا دیتے ہیں۔

یہی وہ نشانات ہیں جو جنگ نے جسم، دماغ اور روح پر چھوڑے۔ مزید برآں
 اُس نے ایک ایسے شخص کو جو ابھی جوان ہی تھا انسانیت کی روح سے واقف کرایا۔



تیسرا باب

راکھ اور چٹکاریاں

جنگ کا شعلہ بھڑکا اور بجھ گیا لیکن بعد کے دو سال ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء مجھے اٹالوی زندگی کا تاریک ترین اور بہت ہی پر تکلیف زمانہ دکھائی دیا۔ ہماری متحدہ قوت پر گھٹا ٹوپ بادل چھا گئے اور اطالیہ کی متحدہ ترقی خطرہ میں پڑ گئی۔ میں آنے والے طوفان پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس سے قبل بھی بے چین کرنے والے واقعات نے ہماری قومی زندگی کو خطرہ میں ڈالا تھا۔ وہ سیاسی واقعات بلکہ ان سے زیادہ معاشی پستی کا نتیجہ تھے۔ میری مراد ۱۸۹۴ء کی سیسی لگائی کی تحریک اور ۱۸۹۷ء کے خونی مظاہرہ سے ہے لیکن یہ سب انقلابات مقامی حد تک محدود تھے اور ان میں سے کسی میں بھی تفریق و اختلاف کے جراثیم نہ تھے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء کے واقعات میں ایسے جراثیم موجود تھے کہ جن کا اگر بہادری کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا گیا تو ایک متمدن قوم کی زندگی کے لئے مہلک ثابت ہوں گے۔

ہر چیز پر دوبارہ بحث کی گئی۔ ہم اٹالویوں نے سیاسی مسائل کی طرف رجوع کیا اور سماجی حالات پر بھی نظر کی۔ تاج سے لیکر پارلیمنٹ، فوج سے لیکر نوآبادیات، سرمایہ داری سے لیکر اٹالوی علاقوں کے وفات کی سوویت اشتراکی تجویز تک اور مکتبوں سے لیکر پاپائے روم تک کے سارے واقعات معرض بحث میں آئے۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء کی فتح کے بعد ہم مجاہدین اور مجروحین جس اتحاد اور یکجہتی کی خوشنما عمارت کی تعمیر کا خواب دیکھ رہے تھے وہ ڈھیر ہونے کو تھی۔ ہمارے صلح نظر کے درخت کے پتے سبھڑاپے تھے۔

میں نے محسوس کیا کہ ہم کسی ایسی طاقت، جو انفرادی کی تحریک، یاد، یا سیاسی فلسفہ کے بغیر
ہیں جو شیرازہ کو منتشر ہونے سے بچانے کے لئے کافی ہو اور میں سمجھ رہا تھا کہ زوال اور تباہی کے
آئنا قریب ہیں۔

جنوری ۱۹۱۹ء میں انٹر ایکوں نے جو جنگ کے دوران میں کسی قدر دبے ہوئے تھے صلح نامہ
کی سیبا جی جنگ ہونے ہی فداری اور دقا بازی شروع کی۔ میلان کی انٹر کی بستی نے ایک خاص
پیام اور دو دنیا، کے نام نہاد بھائیوں کو بھیجی۔ موسم بہار میں مہربانے ہوئے بن الاوامیت کے
پودے میں شگوفے پھوٹے۔ ٹریسٹی، میں سوشلسٹ پٹنی، نے واپس کئے ہوئے شہر کی تنظیم میں اہم
حصہ لیا۔ اطالیہ کے بہت سے شہروں میں اس کے پڑنے دشمن آسٹریا اور ہیبرگ کے پایہ تخت
کے غریب بچوں کو ترجیح دی گئی۔ اس سے احساسات کو ٹھیس لگی۔ گیولٹی، کے احار یوں کے
دماغوں میں ایک خواہش تھی اور وہ یہ کہ ہمارے حافظہ سے فتح کے احساس کو محو کر دیا جائے۔
میں ان کو جانتا تھا جنہوں نے ہماری رفتار تباہی کو تیز کیا۔ وہ جرمنی اور آسٹریا کے
جاسوس، روس کے بلوائی اور رازدارانہ مالی امداد تھے۔ چنڈی ہینوں میں انہوں نے
اطالویوں کو فنا کی آغوش میں پہنچا دیا۔ یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ معاشی انتشار جو دنیا کے
تمام گوشوں میں پھیل چکا تھا اطالیہ کو چھوڑ دے گا۔ مجھ جیسے سپاہی جنگ کے ختم ہوتے ہی
اپنے اپنے خاندانوں کی طرف لوٹے۔ ہمارے احساسات کو کون بیان کر سکتا ہے؟ لاکھوں
افراد کو فوج سے خارج کر دینے کا زبردست واقعہ چپکے سے ضبط شکن ماحول میں ہوا۔
ہمارے لئے سرمایہ کی مصیبتوں کا سامنا اور امن کے نیالیاس اور رد و بدل کی تلاش کی
دشواریاں تھیں۔

ہماری یہ بے غرتی ہوئی کہ جب ہمارا کامران فوجی دستہ گھروٹا توڑنے اس کی سلامی ہوئی
اور نہ گرجوشتی کا پھر وہاں ہتھیار ہوا جیسا کہ عام طور پر فتح کے بعد وہاں آسنے پر کیا جاتا ہے۔
اب بھی مجھے اور میرے دوستوں کو دکھائی دے رہا تھا کہ ہر شخص کے دل میں جنگ کو ختم کرنے کا

مسلوبی کی آپ بیتی حقیقی کامیابی کے خیال سے نہیں بلکہ اس اطمینان کے خیال سے کہ اس کا کم سے کم جذبہ موجود ہے۔ رات میں سونے سے پہلے میں سوچا کرتا تھا کہ ہمارے ہاں اس یقین کے نزلزل کو روکنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا جو ایک فاتح قوم کی قسمت میں لکھا گیا تھا۔ تباہی کا خیال طبع میں بہت جلد اور بہت گہرا ہو گیا۔ یقیناً مرکزی حکومت کمزوری کا بہاؤ نہیں روک سکتی تھی۔

سیاست داں، فلسفی، جمیتے اور ہمارے ہوئے عزم کہ بہت سوں کی آنکھیں کھل گئیں دغا باز اپنے بچاؤ کی تدبیریں کرنے لگے۔ جنگ کو آگے بڑھانے والے معافی کی کوشش کرنے لگے لفاظی رہنا ہر دل عزیزی حاصل کرنے کی فکر میں تھے جاسوس اور شروفا کے بانی غداری کی قیمت کا انتظار کرنے لگے۔ جو لوگ غیر ممالک کے آکر کاربن چکے تھے وہ باہر سے رستم پانے لگے۔ ان سب نے مل جل کر چند ہی مہینوں میں قوم میں روحانی انتشار پیدا کر دیا۔ بھڑائے ہوئے دل اور بے چین روح کے ساتھ میں نے آنے والے خطرہ کو محسوس کیا۔

زیادہ نہیں چند ہی بہادر افراد میرے ساتھ تھے ابتداء میں میری تمام کوششیں ایک اہم غدار کے خلاف لڑنے سے مشغول تھیں۔ بعض اطالوی جو قوت حافظہ اور قوت بصرد و نوں کھو چکے تھے کسی نہ کسی خود غرضی کے تحت اتحادیوں کے آکر کارہو گئے۔ حقیقت میں یہ لوگ مادر وطن کے خلاف کام کر رہے تھے۔ ڈال میڈیا، جو اطالوی الاصل اور کامل یقین تھا معاہدہ لندن کی رو سے ہمارا تسلیم کر لیا گیا تھا۔ وہ جو ایک عرصہ سے روما اور وینس کے باقیات لہذا تھا کے ساتھ کامیاب جنگ کا منظر تھا اب ہماری متحدہ قوت سے جدا کر دیا گیا۔ دست کشی کی سیاست غیروں کی مدد سے آگے بڑھ رہی تھی۔ ولسن نظری اصول کا موڈ تھا۔ وہ اطالوی زندگی یا تاریخ کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس کی اس غیر ارادی مدد سے دغا بازی کو طاقت پہنچ رہی۔ فیوم جس نے بڑا اثنا کر کیا اور جس کے باشندے اطالیہ کے لئے بے چین تھے اور خواہراہ عام برہمی مظاہرہ کر چکے تھے اور جو ہمارے فوجی کمانداروں کے پاس بیانات بھیجتے تھے بین الاقوامی فوجی تسلط میں لگیا۔ جنگ کے ایک اور انعام کو ہم کھونے کے قریب

۶۰
 مسیو کی آپ بیتی اور وہ آسٹریائی بحری بڑا تھا۔ سی سانا کو ہماری سرحد قرار دے جانے کے امکانات تھے جو ٹریسٹ سے سین کیلو میٹر تھا۔

میں نے اس وقت کہا تھا کہ فتح کے بعد کسی قوم کی زندگی میں اس سے زیادہ برا وقت نہیں آیا تھا۔ ۱۹۱۹ء کے پہلے چند مہینوں میں جہاں تک میں دیکھ سکا بعض سیاست دانوں نے زیر اثر اطالیہ اپنی کامیاب جدوجہد کے سارے فائدوں کو جو سرحد کی معیتوں کو تسلیم کرنے سے متعلق تھے ٹھکرا رہا تھا۔ وہ ... ۴۰۰ کشتوں اور لاکھوں زخمیوں کو بھول چکا تھا اور ان کے خون کو ضائع کر رہا تھا۔ یہ لیڈر بیرونی مشتبہ رجحانات اور زیریں نظریوں کو مطمئن کرنا چاہتے تھے۔ بد راہ اطالویوں اور پیشہ ور اشتراکیوں کے ہاتھوں مادر وطن کا خون ہو رہا تھا۔ ان دونوں کے ساتھ فسطائی انقلاب نے ختم پوشی کا ایسا برتاؤ کیا جو جرحہ کی سے زیادہ ہو گیا۔

تباہی کی بازگشت کے خلاف میں لڑ رہا تھا۔ میری ساری توجہ ملک کی حدود کے مقدس حقوق پر مرکوز تھی۔ اس لئے سیاسی زندگی کی اندرونی بدعنوانیوں کو نظر انداز کرنا پڑا۔ بین الاقوامی بازی گاہ میں شرط کی شرح بہت اونچی تھی۔ جو کچھ بچ سکتا ہے اسے میدان میں رہ کر بچانے کی ضرورت تھی۔ اندرونی سیاسیات کے متعلق میں خوب جانتا تھا کہ ایک مضبوط حکومت اشتراکیوں، دہشت پیدا کرنے والوں، تباہ و برباد کرنے والوں اور اعتبار برپا کرنے والے دغا بازوں کو بہت جلد درست کر سکتی ہے۔ میں ان کی روحوں سے وا تھا تھا۔ وہ ہر وقت اور ہر زمانے میں یکساں تھیں۔ یہ روہیں بڑی بھڑول اور خونخوار بھڑولوں کی تھیں۔

اعلان صلح کے چند ہی مہینوں بعد اقرار کے دن ۲۶ فروری ۱۹۱۹ء کو میں نے میلان میں ایک بہت انتشار آفریں اور اہم واقعہ جس کے امکان کی مجھے توقع نہ تھی پیش آیا۔ میں نے ایک جلوس دیکھا۔ لوگوں کے ہاتھوں میں سرخ جھنڈیاں تھیں اور کوئی

سولہویں کی آپ بیتی ۶۱
تین دسے ہوں گے جو جنگ کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ آسٹریا، جرمنی اور روس کے
بچوں اور عورتوں کا ایک ہتھیار اور یا تھا جو شہر کے امام مقام سے مرکزی مقام تک ٹھانڈا مارا
تھا۔ یہ مجھے آسمان کا آرنیاء کے مدور تھپڑ کے قریب منتشر ہو گیا۔ کئی جلسے کئے گئے اور غداروں
کے لئے معافی طلب کی گئی اور ملک کی تقسیم کا بھی مطالبہ کیا گیا۔

اب سے زیادہ اس وقت 'میلان' ایک ایسا شہر سمجھا جاتا تھا جہاں قوم کی بغضیں ٹوٹی
جاسکتی تھیں۔ 'میلان' نے جہاں میں نے نصب العین کے حصول کی کوششیں کی تھیں ۱۹۱۴ء اور
۱۹۱۵ء کے ابتدائی مہینوں میں جنگ کا خاص تجربہ حاصل کیا تھا۔ شہر میں بہادرانہ جذبہ کا فضا
تھا۔ وہاں شہریت کا احساس بہ نسبت دوسرے مقامات کے زیادہ تھا۔ اسے معلوم
تھا کہ جنگ کی کوششوں کو کس طرح عزت کے ساتھ برداشت کیا جاسکتا تھا لیکن اب کامیابی
کے بعد یہ شہر بھی جہاں دس ہزار رضا کار تھے عام وبا میں مبتلا نظر آتا تھا۔

یہ جلوس ایک ثبوت تھا اس بات کا کہ آبادی کے تمام طبقے ڈوبے جا رہے تھے
خصوصاً وہ جن کا تعلق 'پاپولاری' سے تھا۔ جلوس جب راستہ سے گزر رہا تھا وہاں کا مذاکرہ اور
مالکان پوئل جلد جلد اپنے دروازے اور کھڑکیاں بند کر رہے تھے "دیکھو" میں نے کہا
"آکھیں ٹھکن اور خوف سے بند ہو رہی ہیں" انقلاب ان اثرات کی وجہ سے آگے ہی بڑھتا
گیا اور کوئی بھی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت کو روکنے کے لئے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا۔
اطالیہ کا ہر دل غریزہ ترنگا جھنڈا نشانی تھی۔ اس کو بہت جلد برآمدوں سے اتار لیا گیا۔
مجھے اُن دنوں کا ایک شرمناک واقعہ یاد ہے۔ ایک عورت جو کسی مدرسہ میں پڑھتی
کرتی تھی اطالیہ کے جھنڈے کی حفاظت کے لئے پیش قدمی کر گئی۔ اپنی جان کو خطرہ میں
ڈال کر وہ اشتہالیوں کے مجمع کے آگے ڈٹ گئی۔ آپ یقین کر سکتے ہیں کہ جب حالات
بدل گئے اور ہمارے قدم جم گئے تو دلیری کا ایک طلائی قلعہ اس عورت کو دلیوں کی کیا
طاقت کے مظاہرہ کے صلہ میں عطا کیا گیا۔

مسوینی کی آپ بیتی
 ’پاپو لوڈی اٹالیہ‘ جس کا میں بانی اور مدیر تھا اس زمانہ میں بڑی تکلیف کے ساتھ
 زندگی گزار رہا تھا ہر روز ایک نئی جنگ ہوتی تھی۔ ’ویا پاڈلو‘ ڈاکائیو جو کی
 تنگ سرک متواتر پولیس یا سپاہیوں سے معمور رہتی تھی۔ اخبار کے پورے عملے کی حفاظت کجانی
 تھی جب ہم عوام میں آتے تھے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حکومت ہمارے متعلق متشوش تھی۔ حکام
 چاہتے تھے کہ ’پاپو ڈی اٹالیہ‘ جو کچھ کر رہا ہے اس پر قابو رکھا جائے اور سیاسی جدوجہد
 کے ناجائز طریقوں کو روکا جائے۔ خاص طور پر ہمارے ہی اخبار پر دوبارہ احتساب
 قائم ہوا۔ ایک قابل نفرت اشتراکی نے اندرونی طور پر تحقیقات کی بھی کوشش کی لیکن اس کی
 تجویز پر کھلے بندوں معکمہ اڑایا گیا۔

”میلان کی شکست کے جلوس“ کے دوسرے دن میں نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان
 ”گورڈا فورو“ کی مشہور کتاب ”دزدہ کی واپسی کے خلاف“ سے لیا گیا تھا۔

۸۔ فروری کو وہ مضمون ’پاپو لوڈی اٹالیہ‘ میں چھپا۔ اس کے آخری فقرے یہ تھے
 ”اگر اس جنگ کی مخالفت جو نہ صرف ختم ہوئی بلکہ جس میں ہماری فتح ہوئی بے عزتی کے شہادت
 کا بہانہ ہے تو ہم جو بدعت کرنے والے ہونے میں شرم محسوس نہیں کرتے بلکہ اپنی حیثیت کو بلند محسوس
 کرتے ہیں یہ بانگ دہل چلائیں گے کہ پیچھے رہو اے گیدرو! کوئی مردوں کو جدا نہیں کر سکے گا
 اُن کا ایک مقدس ڈھیر ہے۔۔۔ ایک زبردست اہرام کی مانند بڑا جس کی چوٹی آسمان
 کے دامن سے چھو جاتی ہے۔ یہ ڈھیر ہر شخص کا ہے اور کسی کا بھی نہیں! کوئی شخص ان مردوں کو
 نہ کچھ دے سکتا ہے اور نہ لے سکتا ہے وہ کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ ابدی مادروں
 کی ملک ہیں۔ وہ ایک ایسی انسانیت کی ملک ہیں جو اتنی مرکب اور محترم ہے کہ نہ تو وہ کسی شراب کے
 کلب میں رکھی جاسکتی ہے اور نہ کسی امدادی کی انجمن کے پھیلے کمرے میں۔ یہ سیاسی انتشار بہت بُرا تھا۔
 کیا ہم کو اپنے شتوک گمراہ کروہ بڑاؤ کے خلاف مدافعت کرنی چاہیے تھی؟ اوٹوٹی، ارونی
 تیری ایک زندگی سارے اطالوی اشتراکیوں کی زندگی سے بدرجہا قیمتی ہے۔ اے لاتعداد

۶۳
 مسوینی کی آپ بیتی تم نے جنگ کی خواہش کی تھی یہ معلوم رکھتے ہوئے کہ جنگ کس طرح چاہی جاسکتی ہے! باب تیسرا
 تم نے جنگ میں شرکت کی یہ جانتے ہوئے کہ جنگ کیا ہے! تم نے موت کے منہ میں اپنے آپ
 کو پیش کیا یہ جانتے ہوئے کہ موت کیا ہے! اے ڈیپوراگی، فلوکارا ڈونی، سیزاے باسی
 لوگی لوری، وینی زیان، ساورو، ریمڈی، کانٹوچی! اے تم جو ہزاروں کی تعداد میں ہو اور
 جو اطالوی اعلیٰ ترین ہونہ ہو! کیا تم نہیں محسوس کرتے کہ گیدڑوں کی ٹولی تمہاری ہڈیوں
 کی تلاش میں ہے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے خون سے رنگی ہوئی زمین کریدی جائے اور
 تمہارے اینٹار پر تھوکا جائے؟ اے کامران روحو! نہ ڈرو! ہمارا کام ابھی شروع ہوا ہے
 تمہیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا اور ہم تمہاری طرفداری کریں گے۔ ہم کشتوں کی طرفداری کریں گے
 تمام کشتوں کی خواہ اس میں ہیں شہر کی شاہ راہوں اور سڑکوں پر عارضی جھوٹیاں بنانا اور
 خندقیں کھودنا کیوں نہ پڑے!“

وہ ایک تنبیہ تھی اور میدان عمل میں جمع ہونے کا بلاوا۔ بہت سے جو راست متاثر ہوئے
 بھاگ گئے اور کچھ چہارے اس پاس تھے کانپتے ہوئے اُس خطرہ کا خیال کرنے لگے جو اگلے
 نزاع سے پیدا ہونے کو تھا۔ لیکن تھوڑے سے افراد میرے اخبار کے پُرانے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔
 ضرورت تھی کہ ہماری قوت مدافعت کو منظم کیا جائے، بین الاقوامی نوعیت کے جہاں
 میں احتیاط برتی جائے، اندرونی سیاسیات کے محاذ پر ہماری حیثیت کو مضبوط کیا جائے،
 جھوٹے دوستوں سے حفاظت کی جائے، جھوٹے صلح جویوں سے مقابلہ کیا جائے اور انسانیت
 کے جھوٹے علمبرداروں کو شکست دی جائے۔ عام طور پر ہمیں محکمہ غلط رجحانات سے
 مقابلہ کرنا تھا جو فتح کا صحیح اور منطقی مفہم سمجھنے میں غلطی کر رہے تھے۔

پیرس میں ہمارا وفد افسوسناک تنگ نظری میں مبتلا تھا۔ اتحادیوں کے بعض مدبروں کی
 قابلیت اور انصافی نے اس کو اور بھی تنگ کر کے اس کا کلا تقریباً گھونٹ ہی دیا۔ ہمارے
 اندرونی حالات کی وجہ یہ ممکن تھا کہ ہمارا وفد مستقل مزاجی سے قدم بجائے رکھتا۔ جو مقامات

۶۴
مسلم لیگ آف بھارت
اطالیہ کو واپس ملنے تھے وہ بے چینی کے عالم میں تھے جس کی وجہ ہم میں سے اکثر شوشہ مچ گئی تھی۔
کس قدر خوفناک موقع تھا! شاہراہ پر ہمارے مٹی بھر آرمیوں کا عمل نامکافی تھا اور
کئی محاذ تھے جہاں لڑا تھا۔ اطالیہ کو اندرونی طور پر محفوظ کرنے کے لئے ضرورت تھی کہ ایک
ناقابل شکست اتحاد قائم کیا جائے جہاں مجھ جیسے جاننا زاطالوی جو جنگ کی تائید میں تھے جمع
ہوں۔ اس کے بعد میں نے دن رات کے غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا کہ اپنے اخبار کے ذریعہ
اس انتشار کا خاتمہ کر دیا جائے۔

۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو میلان میں نے ایک بنیادی اصول کا تصفیہ کیا —
اٹالین فاسی ڈی کم باٹی مین ٹو، — جنگی نظام العمل!

پہلا جلسہ میلان میں 'پیازا ایل سیلو لیو' میں ہوا۔ یہ اس ہال میں منعقد ہوا جس کو
میلان کی انجمن تجارت اور دکانداران نے پیش کیا تھا۔ اجازت بڑی مشکل سے انجمن کے منبر و
کے بحث و مباحثہ کے بعد دی گئی تھی۔ آخر کار معمولی سمجھ بھائی کی فتح ہوئی۔ ہم نے اس بات
کی ضمانت دی کہ بوا یا گٹر بڑ نہیں ہوں گی۔ اس شرط پر ہماری ضرورت کی تکمیل ہو گئی۔

جلسہ حاکم سیاسی تھا۔ میں نے 'پاپولو ڈی اٹالیا' میں اشتہار دیا تھا کہ اس جلسہ کا
مقصد ایک ایسی تحریک اور ایک ایسے نئے نظام العمل پر غور و فکر کرنا ہے جو ان طاقتوں کا مقابلہ
کر سکے جس کی وجہ سے فتح کے اثرات زائل ہو رہے ہیں اور قوم تباہ ہو رہی ہے۔

میں نے اس یادگار جلسہ کے ماحول کو 'پاپولو ڈی اٹالیا' کے اداروں اور علامات
سے نیا کیا۔ پھر بھی لوگ زیادہ تعداد میں جمع نہیں ہوئے۔ میرے ایک دوست نے جو
ہال میں تھا ان ناموں کی فہرست تیار کی جو دستخط کرنے کو تیار تھے۔ دو دن کی بحث کے بعد
۴۵ اشخاص نے ہمارے نظام العمل پر دستخط کئے اور ہمارے بنیادی اصولوں پر قائم رہنے کا
حلف اٹھایا۔

میں نے پارٹی کا نہیں بلکہ تحریک کا ذکر کیا کیونکہ میرا خیال ہمیشہ یہ تھا کہ فاسسمو کی

مبولی کی آپ بیتی سے متعلق نہیں ہونا چاہیے اور نہ اس کا دامن کسی پرانے یا نئے مکتب خیال سے باندھا جانا چاہیے۔ اٹالین نائینگ فاسٹی، کا نام نجات آور تھا۔ وہ بہت موزوں تھا ایسے سیاسی عمل کے جس کو تمام پرانے معلمین اور نظام الاوقات کا مقابلہ کرنا تھا جو اطالیہ کو تباہ کر رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ ہم کو صرف استرکیوں ہی سے لڑنا نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک ضمنی مقابلہ تھا۔ اس کے علاوہ کئی اور کام تھے۔ تمام نام نہاد تاریخی جماعتوں کے خیالات غیر موزوں اور غیر افادی نظر آتے تھے۔ وہ نمائشی اور ناکافی تھے اور وہ نہ تو غیر متوقع سیاسی ضرورتوں کا ساتھ دے سکتی تھیں اور نہ نئی تاریخ کی تیاری اور جدید زندگی کے نئے حالات کا لحاظ کر سکتی تھیں۔

پُرانی جماعتیں خواہ مخواہ اس پر شور نظام العمل سے وابستہ رہیں۔ ان جماعتوں کو اپنے نظریوں کے زمانہ کے موافق بنانے کے لئے بہت کچھ قابل رحم تبدیلیاں کرنی پڑیں۔ اس لئے بعض جماعتوں نے بلا ضرورت کہا اشتراکی عمارت کی مخالفت میں ایک غیر اشتراکی عمارت کی تعمیر ضروری نہ تھی بلکہ بالکل ہی نئے سیاسی خیالات کے تصور کی ضرورت تھی جو بیسویں صدی کی زندہ حقیقت کے مناسب ہوں اور جو ساتھ ہی ساتھ آزادی کی پرستش کی تعویبت متعدد جمہوریوں کی تنگ دامانی اور خاتمہ، اور بالشویت کی خیالی دنیا پر بھی فتح حاصل کر سکیں۔

مختصر یہ کہ میں نے محسوس کیا کہ ایک ایسے اچھے خیال کی شدید ضرورت ہے جو تاریخ کے اس نئے دور میں انسانی زندگی کے لئے زیادہ کارآمد ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو ایک نئے تمدن کا سنگ بنیاد رکھنا لازمی تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے روزانہ نئے تجربات اور مشاہدات کے ساتھ میں پوری طرح کوشاں رہا۔ مجھے اپنی منزل کا پوری طرح اوریقین کے ساتھ شعور تھا۔ میرے پیش نظر مسئلہ یہ تھا کہ راستہ، موقع اور مشکل معلوم کی جائے۔

وہ مباحث جن پر میں قابو پاسکا تھا میرے بعض خیالات کو مستحکم بناتے ہیں جو آج بھی اس طرح نظر کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ زندگی کی اس تغیر سے آج تک کے جو واقعات میں آئندہ بیان کروں گا ان میں ہمارے منصوبوں کی ارتقاء کی تفصیل ہوگی۔ ہمارے طبقوں میں حرفی مزدور

مسولین کی آپ بیتی جنگ سے علحدہ کئے ہوئے وردی پوش عہدہ دار، اور بہت سے آرڈیٹری، جن میں ہاتھ سے ہم پھینکنے والے فوجی بھی تھے، سب ہی موجود رہتے تھے۔

اطالوی آرڈیٹری جنگ کی پیداوار تھے۔ ان کا خیال رگبری بالڈی کے گھوڑے سے پیدا ہوا لیکن ابتداء کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ زمانہ قدیم میں جب اطالیہ کے مختلف حصوں میں شہریت کا خوشگوار احساس تھا اس کا وجود مل میں آیا آرڈیٹری نے جنگ کے دوران میں اعلیٰ درجہ کے خدمات انجام دیئے۔ جارحانہ اقدام کے لئے وہ سب سے اچھے فوجی تھے۔ ہاتھوں میں بم اور دانتوں میں خنجر پکڑے ہوئے موت پر لٹن طعن کرتے ہوئے اور جنگی ترانے گاتے ہوئے دشمن سے بھر جاتے تھے ان میں نہ صرف بہادری کا جذبہ تھا بلکہ وہ ارافے کے بھی پکے تھے۔ یہ خاص اطالوی تحریک جنگ کے بعد باقی رہی۔ ان میں وہی حصہ لیتے تھے جو ارافے کے پکے اور جوانمرد تھے۔ مخالف اشتراکی اور مخالف اشتہالی جدوجہد میں آرڈیٹری کے خزانہ سپاہیوں نے ہی اہم حصہ لیا۔ میں کئی دفعہ ان کا سردار نامزد ہوا اور اب بھی آرڈیٹری اسوشیوں کا اعزازی صدر ہوں۔ اب اس انجمن نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے جس سے شہری اور فوجی جذبات کی بقا مقصود ہے۔

جو اٹالین فاسسٹ آف کمیٹ کے جلسے میں شریک ہوتے تھے وہ الفاظ بہت استعمال کرتے تھے۔ وہ خوش آئند خوابوں کی تفصیلات ہی پر اپنا زور بیان ختم نہیں کر دیتے تھے بلکہ ان کے پیش نظر فتح کی بہر قیمت حفاظت کرنا، کشتوں کی مقدس یاد تازہ رکھنا، اور نہ صرف اموات اور ان کے پس ماندوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا بلکہ ان معذوروں اور زخمیوں کا بھی خیال رکھنا جو جنگ میں لڑے تھے۔ موجودہ رجحان بہر حال مخالف اشتراکیت تھا اور ایک سیاسی خواہش کی حد تک اُمید کی جاتی تھی کہ نیا اطالیہ یہ جان لے گا کہ فتح کے اثرات کو کس طرح باقی رکھا جاسکتا ہے اور دفاع بازی اور غداری کا کس طرح خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور اندرونی فساد اور بیرونی حرص و آرزو کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

مسوینی کی آپ بیتی ۶۷
 بغض لوگ ایسے بھی ہیں جو فطائیت کو سمجھنے سے انکار کرتے ہیں اور بعض ایسے جو خیال کرتے ہیں کہ اس کا باغ بغیر کسی باغبان کے ہاتھ کے خود ہی لہلہا اٹھا۔ مجھے اس وقت یقین تھا کہ اس نئی تحریک کے اہم اصولوں کا نعتیں کر دینا ضروری ہے۔ اسی لئے میں نے میدان عمل کے تین حصے کئے۔ ایک حسب ذیل تھا۔

۲۳ مارچ کا جلسہ اُن فرزندِ انِ اطالیہ کے نام تہنیتی پیام بھیجا ہے جو اپنے ملک کی بزرگی اور دنیا کی آزادی برقرار رکھنے کے لئے قربان ہوئے اور اُن معذوریں اور زخمیوں ہمسایہ اور سابق قیدیوں کا احترام کرتا ہے جنہوں نے اپنے فرائض ادا کئے۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ انجمن شہر کا، جنگ کی طرف سے جو بھی اخلاقی اور مادی مطالبات ہوں گے ان کی حمایت کے لئے تیار رہے گا۔“

دوسرے اعلان کی رو سے اس تحریک میں حصہ لینے والوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہر اُس شہنشاہیت کے خلاف ہوں جو اطالیہ کے درپے آزار ہو۔ اطالیہ کے متعلق دوسو سائٹی آف نیشنز کی بنیادی نطق کو تسلیم کر لیا گیا اور یہ بھی لازمی قرار دیا گیا کہ بشمول ’فیوم‘ اور ’ڈال میٹیا‘ سرحدوں کو آپس، اور آڈریٹک کے درمیان معین کیا جائے۔

تیسرے اعلان میں الکس کا ذکر تھا۔ اس کی رو سے اُن امیدواروں کی حمایت ضروری تھی جو خالص اطالوی تھے بلحاظ اس کے کہ ان کا تعلق کسی پارٹی سے ہو۔

آخر میں ہم نے تنظیم کا ذکر کیا، ابھی تنظیم جو اس نئی تحریک کے مناسب اور موزوں ہو جس عہدہ داروں کی خشک تنظیم کا طر فدا نہیں تھا۔ یہ خیال مقبول سمجھا گیا کہ ہر بڑے شہر میں میرے اخبار کا نمائندہ ہی اس تحریک کو پھیلانے تاکہ ہر ایک حلقہ فطائی خیالات کا عملی لحاظ سے مرکز ہو سکے۔ ابتدائی مصارف جو چند ہزار لیرہ ہوئے پاپولوڈی اٹالیہ کی آمدنی سے ادا ہوئے۔ ایک مرکزی مجلس پوری تحریک کی قیادت کے لئے قائم کی گئی۔

مجھے اس خیال سے خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا یہ جلسہ ناقابلِ لحاظ سمجھا گیا۔ انٹر اکیوں کے

مسکونی کی آپ بیتی ۶۸
 اور اطالوی احراری جماعت کی تنگ نظری نے اس کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا۔
 زبردست احراری اخبار، کوریس ڈی لاسیرا، نے اپنے کالموں میں اس خبر کو تقریباً
 بیس سطر کی جگہ دی۔

اطالیہ کی اندرونی سیاسیات غیر مستقل رہی جن لوگوں نے جنگ میں حصہ لیا تھا ان کے
 بھی خیالات میں تصادم نمایاں تھا ہر طبقہ میں ایک قسم کی ٹھنکن کے آثار پائے جاتے تھے۔ گرجا
 جو جنگ کے زمانہ میں بے تعلقی تھا اب دخل دنیا شروع کیا تاکہ صلح کی گفت و شنید میں اس کی
 آواز بھی سنی جائے اور ان سوالات میں دخل دے سکے جن سے جنگ میں حصہ لینے والی قوم
 کو بچنی پڑتی۔

جہاں تک ہماری قومی زندگی کا تعلق تھا اگر جانے ایک مسیحی جماعت موسوم بہ پارٹیو پوپولر
 کے قیام تک ہی اپنی کارستانی محدود رکھی۔ اس کا تعلق خاندان مذہب اور قوم سے مخلصانہ
 تھا۔ وہ اس وقت اس انتشار کو روک رہی تھی جو اشتراکی پارلیمانی طریقے کے بالشوکیہ خیالات
 کی وجہ سے روما کو دوسرے صوبوں سے جدا کر رہے تھے۔ لیکن اس جماعت نے ضرورت سے
 زیادہ تیزی کی اور اشتراکیوں کے ساتھ مسابقت شروع کر دی۔ فسطائی اور انٹرنوٹسٹی
 کی بھی مخالفت پر کمربستہ ہو گئی۔ پاپولر پارٹی نے دوسری جماعتوں کی طرح جنگ کی مخالفت
 میں بہت جلد بازی کی۔

سیاسی ہنگامے، فسادات اور ہڑتائیں باری باری سے اور بیزا کرنے والی ٹکرار سے
 ہمارے اطالوی شہر میں ہونے لگیں۔

میرے لئے ان حالات پر تبصرہ کرنا ضروری ہے جن سے ہمیں سابقہ پڑاؤ آرٹیفیڈو
 صدر کو نسل جس طرح خارجی معاملات کا ماہر بننے کے قابل نہیں تھا اسی طرح اپنی افتاد طبع کی
 وجہ سے داخلی صورت حال پر قابو نہیں پاسکتا تھا۔ اس کا کام متنازع تھا، جھوٹے جذبات
 پر۔ وہ اطالیہ کے حقیقی مفادات کو سمجھ نہ سکتا تھا۔ فرانسیمبول کو وہ نہ جانتا تھا اور

مسولی کی آپ بیتی
 اتحادی اقوام سے کئے ہوئے معاہدات کا اُسے علم نہ تھا۔ آرلینڈو نے سوئی نو کی موجودگی
 کے باوجود ورسائی میں صلح کی گفت و شنید کے دوران میں تباہ کن انٹرڈالا جہاں تک اٹالیہ
 کا تعلق تھا ولسن تذبذب کے عالم میں تھا، اس قدر کہ ۲۳ اپریل کو اٹالوی وفد کو پیرس
 سے روانہ ہو جانا پڑا۔ وہ ۵ مئی کو واپس آیا۔ یہ ایک مُشبدہ صورت حال تھی۔ جون میچمبری
 رائے کے بعد آرلینڈو کی کاہنہ علیحدہ ہو گئی۔ اس اثنا میں — اور جون میں بھی —
 بہائم فیموم، فرانسیسی ملاحوں اور اٹالوی سپاہیوں میں سخت جھڑپیں ہوئیں۔

اطالیہ میں اٹالوی مفادات اور لاء عمل کے لئے اتنا مضر آدمی کوئی نہیں آیا جتنا
 اس کے بعد آیا۔ دنی، اس کی ہستی زندگی اور مردانہ جدوجہد کے ہر تصور کی نفی تھی
 اور سب۔ مالیات کے بارے میں اس کی معلومات کافی اچھی تھیں۔ وہ اپنے بیانات میں
 گستاخ ہے، اور اپنا ہی خیال کرتا رہتا ہے۔ وہ کاہنہ میں ہمیشہ نہایت اہم کام انجام
 دینا چاہتا ہے۔ چاہے وہ صدر کونسل ہو چاہے محض ایک وزیر۔

جب اس کو اقتدار حاصل ہوا تو اس کا پہلا کام عام معافی عطا کرنا تھا۔ اس عام معافی
 کے بعد ۲ اور عام معافیاں اس نے عطا کیں۔ پہلی میں عام اصول کا رنگ تھا اس لئے میں
 اس کو پسند کیا۔ لیکن دوسری دو معافیاں عطا کر کے دنی، ایک بڑے اخلاقی جرم کا مرتکب
 بنا۔ اس لئے کہ اس نے ان لوگوں میں جنہوں نے قربانی کی تھی اور ان لوگوں میں جنہوں نے
 جنگ میں قوم سے غداری کی اور دشمن سے تک جا ملے تھے۔ امتیاز مٹا دیا! مستقبل
 دنی، کا سارا کام اشتراکبوں کو خوش کرنے کے لئے مچھلی کا گوندنا تھا۔ اس نے مستقبل

میں اٹالوی جمہوریت کے صدر بننے کی آرزو کو اپنے دل میں جگہ دی۔ اس کی کارروائیاں
 جن پر لفظ رہنما کا لبادہ پڑا ہوا تھا، بدمعنی اور تباہی کو روک نہ سکیں اور اس میں بعض
 وقت توجان کا نقصان بھی ہوا۔ اس نے بالشوئزم اور تباہ کن طاقتوں کا متبادل نہ ملے
 بندوں کو بھی نہیں کیا۔ اس نے روٹی کی قیمتیں بڑھاتے ہوئے ایک حکم بادشاہ کے دخل سے

مسوینی کی آپ بیتی
جاری کیا۔ اور دوسرے ہی روز اس کو واپس لے لیا۔ اور اس کی جگہ دوسرا حکم جاری کیا جس پر
بھی بادشاہ کے دستخط تھے۔

قومی زندگی کا کوئی پہلو نہ تھا جس کو اس نے بحث کے لئے پیش نہ کیا۔ ان سب باتوں سے
اشتر کی بھولے نہ سمائے۔ انھوں نے خفیہ طور پر مسکرا کر شروع کیا، کیونکہ ان کو انتخاب میں اپنی
زبردست سیاسی کامیابی قبل از قبل نظر آنے لگی۔ انتخاب کو مناسب نظام کے تحت ہونا تھا!
اشتر کی انتخاب کی لڑائی کے ذریعہ سے اطالیہ کی سیاسی زندگی کے مالک بن جائیں گے! مجھے
ایسا معلوم ہوا کہ یہ موسم ہماری مصیبت اور کشمکش کا زمانہ ہے۔

جون ۱۹۱۹ء میں جرمنی کے ساتھ صلح کا معاہدہ ورسائی میں طے پا گیا۔ یورپ کے لئے
یہ واقعہ ایک ڈراؤنے خواب کا تتمہ تھا۔ فریب نظری کا دور ہونا، جرمنی کے احتجاج اور اتحادیوں
میں طعن و تشنیع، ان سب کی وجہ سے کئی اقوام کو مستقل خطرہ اور تشویش لاحق ہو گئی تھی۔ یہ معاہدہ
اس لئے ان کے نزدیک نجات کا باعث تھا۔

برعکس اس کے اس نے اطالیہ کے تصورات کو بالکل پارہ پارہ کر دیا۔ ہم نے جنگ جیت
تھی ہم سیاسی جنگ میں بالکل شکست کھا گئے تھے۔ ہم باشتنائے 'زار' پورا 'وینیشیا' کھو دیے
تھے، جو ہماری زمین تھی روایت اور تاریخ کی رُو سے، رسم و رواج کی رُو سے، بولی جانے والی
زبان اور مادر وطن کے لئے اہل 'وینیشیا' کی پر خلوص متناؤں کی رُو سے۔ نوآبادیاتی مسئلہ کا
تصفیہ ہمارے لئے بالکل منفعی طریقہ پر کیا گیا۔ ہماری جیسی قوم کے لئے جو طاقتور اور مردم خیز تھی
جس کو خام مواد، مندلیوں اور گنجان آبادی کی وجہ سے زمین کی ضرورت تھی، صرف سرحدت
کی بالکل معمولی اصلاح کی گئی اور نوآبادیاتی لوٹ میں زیادہ حصہ دوسروں کو دیا گیا۔

میں اس بے چینی کو محسوس کر سکتا تھا جو ہمارے عوام میں پھیل رہی تھی اور جو جنگجوؤں پر اثر
ڈال رہی تھی۔ پھر ایک بار اطالیہ جس نے جنگ میں سپاہیوں، ذرائع، ورنہ اور فوجیوں کو جھٹکا
دیا تھا، صلح کے سمجھوتہ سے حالی ہاتھ اور مایوس نکل آیا۔

مصلحتی کی آہستہ پستی
 دینی کی حکومت اپنی پورے قنوطیت کے ساتھ ہماری حالت کو معاشی اور سیاسی اعتبار سے
 دیوالیہ کی سی بنا کر پیش کر رہی تھی، خود دینی، اس کے اخبارات، اس کے خدام، سب اطالوی باشندوں
 کو یقین دلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ معاہدہ ورسائی ہمارے لئے وہ بہترین نتیجہ ہے جو حاصل
 کیا جاسکتا تھا۔ یہی کا احساس ہمارے سارے جزیرہ ناپرطاری ہو گیا۔ لیکن ایسے لوگ بہت تھے
 جو ان المیہ خالق کو قبول کرنا نہیں چاہتے تھے۔ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ بہت سے اشخاص علین
 خاموشی سے نہایت خوفناک کارروائیوں کا خیال پکا رہے تھے۔

حکومت اس نفسیاتی پلے کو غور سے دیکھ رہی تھی، حالانکہ عملی میدان میں وہ سوائے اس کے
 کچھ نہیں جانتی تھی کہ انتخابی قانون کی مشینری کو ایک شراغیز تناسب کے ساتھ کس طور پر تیار اور ترمیم
 کرے۔ تخریب کے میدان میں وہ اس ناقابل بیان فیصلہ پر پہنچی کہ ہوا بازی کے کیمپوں کو برسات
 کر دے، اور سب سے بڑھ کر اگست ۱۹۱۹ء میں 'کمپو ریٹو' کے تکلیف دہ حادثہ پر تحقیقاتی کمیشن کی
 رپورٹ شائع کر دی گئی۔

میں نے اپنے دل میں کہا 'میرے پرسودرے' کا معاملہ ہے۔ اشتراکی اخبار اوانتی، نیچے
 جس کے سردست ۳ ایڈیٹرز (ایک 'یتورن' میں، ایک روما میں اور ایک میلان میں) نکلتے
 فوج کے خلاف ایک خوفناک ہم شروع کر دی تھی۔ چھاپنے والوں کی ہڑتال کی وجہ سے دو
 ہفتہ تک پورے روما میں صرف 'اوانتی' ہی شائع ہوتا تھا۔ راستوں پر جو مظاہرے ہوتے
 تھے ان میں عہدہ داروں کی ہتک کی جاتی تھی اور ان پر حملہ کیا جاتا تھا جس وجہ سے کہ وہ وردی
 پہنے ہوتے تھے۔ قوم کی عزت ایسے واقعات بیان کرنے میں مانع ہے جن پر بہت کچھ اظہار
 تاسف کیا جاسکتا ہے۔ چند فسطائی جنھیں مارچ ۱۹۱۹ء پر اعتماد تھا اب ایسے کاروبار میں
 بڑی دشواریاں محسوس کرنے لگے۔ انھیں تنہا چھوڑ دیا گیا، ان پر حملے کئے گئے اور ان کی
 جاسوسی کی گئی اور یہ سب کچھ یا تو انقلابی کرتے تھے یا خود حکومت۔

میں ہر روز 'پاپولوڈی' اٹالیہ میں 'کمباٹنی' کی گرجاؤں، رضا کاروں کی دہاڑے

مسولہ کی آپ بیتی
اور اشتراک عمل کی ضرورت یاد دلایا کرتا تھا کہ حکومت کو بہادری کی بزرگی کا مرتبہ نہ احساس نہیں
ہوتا۔ شاعر ڈی انزویو نے جو رد و مابین رہتا تھا لکھا کہ اس کی منظوری ”میرے کارنمایا
سے متعلق پسندیدگی سے لرز رہی تھی۔“

ان سب کے باوجود بھی فتح اپنے اثرات کھو رہی تھی۔ قومی پارلیمنٹ الکشن کے نئے قوانین
پر بحث کر رہی تھی اور منظوری دے رہی تھی۔ بدعنوانیاں کرنا اور حکومت کو دھوکا دینا روز کا
معمول تھا۔ مباحثوں میں ایسی گیتوں اور افواہوں کا طرز تھا اور خپلی دنیا کی ایسی جھلک تھی جس کو
جنگ، نیکی اور بہادری سے کوئی تعلق نہ تھا۔

”الکشن! الکشن! الکشن!!!“ میں نے سوچا ”اطالوی پارلیمنٹ میں یہی ایک سوال
اٹھایا جاسکتا ہے“ ”فیوم“ میں اطالویوں اور فرانسیسی ملاہوں کے درمیان چٹپٹ سی ہو گئی
تھی اور اس شہر کی آبادی اتحادیوں کے خلاف نفرت کا جذبہ چھپانہ سکی۔ اس لئے اتحادیوں کے
ایک مخلوط دستہ نے اس شہر کو محصور کر لینے کی تدبیر سوچی۔ اس طرح ’فیوم‘ جو اطالوی مردانگی
کی ایک خاص نشانی تھی فوجوں میں گھر گیا۔ یہ نا اہلی کی انتہا تھی بلکہ بے وقوفی کی انتہا کہنا چاہیے
’ڈی انزویو‘ جو تنہائی میں تھرا رہا تھا مجھ سے کہنے لگا کہ وہ ’فیوم‘ کو بہ جبر حاصل کرنے
کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس کے سوا کوئی اور طریقہ ہی نہ تھا۔ ہر چیز کھوئی ہوئی سی معلوم ہوتی
تھی۔ بس ٹھٹھی بھرا آدمی شاعر کے ساتھ تھے لیکن وہ ہماری فوج کے بہت ہی آزمودہ سپاہی
تھے۔ وہ پُرانے رضا کار تھے۔ وہ فسطائی ہی تھے جو روٹا لگی کوچوں اور دوسرے شہروں
میں جنگ اور فتح کی لہر محسوس کر رہے تھے۔ وہ مسلح ہو کر رانچی سے نکل پڑے۔
’فیوم‘ پر قبضہ ایسے وقت میں جبکہ انگریز ملاح اس کو خالی کر رہے تھے بہت جلد ہو گیا۔
حکومت کو جوں ہی اس کی اطلاع ملی وہ حملہ کی مداخلت کے لئے تیار ہو گئی۔ اس نے باغیوں
کے خلاف دستے بھیجے۔ لیکن ’ڈی انزویو‘ اور اس کے ساتھیوں نے جو خاموشی کے ساتھ راہ
بنائے تھے ’نیٹان‘ کو دعوت مبارزت دی۔

مسو بی کی آپ بیتی گبریل ڈی انزویو نے زانچی سے نکلنے سے قبل مجھے حسب ذیل خط لکھا :-
باب تیسرا

پانسہ پچکاپے کل میں فیوم، ہتھیار کے زور سے لے لوں گا۔
اطالیہ کا خدا ہماری مدد کرے! میں بخار میں ستر سے اٹھا لیکن دیر کرنا مانگنا
تھا۔ پھر ایک دفعہ روح جسم پر غالب آگئی۔ ٹگزٹ ڈل پوپولو، نے جو مضمون
لکھا ہے اس کا اقتباس کرو لیکن آخری حصہ پورا رکھو مقابلہ کے دوران میں مقصد
پراڑے رہو۔

میں تم سے بغلیکے ہوتا ہوں
۱۱ ستمبر ۱۹۱۹ء
گبریل ڈی انزویو

اطالوی احوال جو اتنے عرصہ تک ساکت و جامد تھا، ڈی انزویو کے نئے اعلان کے
تیسور دیکھ کر 'سوسوئس' کی طرح پھوٹ پڑا۔ دوبارہ ہم نے جوش اور اخوت کے اونچے فعرے
سے اور مئی ۱۹۱۵ء کا جوش دوبارہ محسوس کیا۔ ہمارے بہترین لوگوں نے اس لہر کو محسوس
کیا جو دنیائے گورنمنٹ کے منہ پر مقدس آزادی پیدا کر رہی تھی۔

فسطائی 'فیوم' کے حصول کے خواہش مندوں میں تھے اور وہ اندرونی طور پر اپنے شہر
میں پرانے دور نئے مفتوحین کے خلاف زور آزماتے تھے۔ اطالوی نوآبادیات کے باشندے
جو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے اور جو معاہدہ 'ورسائی' کا کرب و بے چینی اور ناقابل بیا
خوف کے ساتھ پچھا کر رہے تھے، انزویو کی ہم کے لئے بڑی بڑی ترسین بھیجنے لگے۔ 'فیوم'
نے اپنی رہائی کو قریب محسوس کیا۔ بڑے جوش و خروش کے مظاہرے ہوئے۔ نا انصافی کی
تلافی ہو چکی تھی۔ شہر کی پوری طرح حفاظت کی گئی تاکہ وہ پوری طاقت کے ساتھ 'نئی' کی یا
میں الا قوامی مداخلت کو روک سکے۔

کونسل کے صدر 'نئی' نے پارلیمنٹ میں اس موقع پر ایک ذیل روئے اختیار کیا۔

مسلموں کی آپ بیتی
ایک عام ہڑتال کے ذریعہ اُس نے احتجاج کے خطرناک خیال کو عملی جامہ پہنایا۔ اس نے مشقۂ الفاظ کی مدد سے عوام کو جو اشتراکیت کی طرف مائل ہو رہے تھے اور خصوصاً اشتراکی اور 'راڈیکل' کو 'ڈی انٹرویو' کے خلاف راستوں پر نظر ہر کرنے کے لئے اکسایا۔

'نئی' نے جو گوسلیویا، کے وزیر 'ٹرم بک' سے گفتگو کے بعد دیکھا کہ ساری اُلجھی ہوئی اور پسٹ ذہنیت چند بہادر لڑکوں کی قوت ارادی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔ جہاں خوف ہی کے نتیجے کے طور پر 'نئی' خیال اور عمل کے میدان میں آیا جب اس کے مجنونانہ اور افسوسناک خوابوں کی تعبیر اُلٹی ہو گئی تو اُس نے 'فیوم' کو روکی ہوئی طاقت پر قابو پا لیا کی کوئی کسر اٹھاتے رکھی سپاہیوں کو دغا باز کہا گیا اور شہر کو محصور کر لیا گیا تاکہ معاشی ضروریات شہریوں کو مجبور کر دیں۔ پارلیمنٹ بند کر دی گئی اور تکلیف دہ مناسب نظام کے ماتحت 14 نومبر 1919ء کو الکشن متقرر کیا۔ الکشن نے ایک لمحہ کے لئے ظاہری امن کو دوبارہ قائم کر دیا۔ ہر پارٹی عوام اور گرفتاروں کا وزن معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اشتراکی جو جنگ کی بدقسمتیوں کا اندازہ کر رہے تھے اور انٹرویو کی جدوجہد کو دوسرے جنگ کا پیش خمیہ بنا رہے تھے اس موقع پر ہر دل غریزے تھے۔ گرجا جو سیاسیات میں ہمیشہ سے ایک غیر متعین حصہ بنا رہا ہے اس موقع پر دیہات کے پادریوں کے حرکات پر خاص طور سے زور دینے لگا تاکہ 'پارٹیو پاپولارے' جو اولاً عامی کیٹھولک کی بنا کر وہ جماعت ہے۔ گرجا کی خدمت کے سلسلہ میں پارلیمنٹ میں نمایاں حصہ لے سکے۔

احزاری، جمہوری، اور بعض 'راڈیکل' نے ایک بڑھ اپنٹ کی تجد بنائی جو 'دمنضبط طاقت' کے نام سے موسوم ہوئی۔ وہ قابل تبدیلی اور بلا مقصد تھی۔ وہ ٹکڑیوں میں ایک دوسری ٹکڑی تھی جس کی ہولناکی میں برسوں سے دیکھ رہا تھا۔

میں چاہتا تھا کہ الکشن میں فسطائی کیلئے قسمت آزمائی کریں۔ ہم نے کسی دوسری عجات سے حتیٰ کہ قوم پرستوں سے بھی جو ہمارے مسلک سے قریب ترین تھے اشتراک عمل نہیں کیا۔ ماحول ہمارے خلاف تھا پھر بھی اپنی جماعت پر بھروسہ کرنا ضروری تھا۔ یہ معلوم کرنا لازمی تھا

مسو لیجی کی آپ بیتی خواہ وہ الگشن کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو کہ اطالوی قوم اخلاقی بے پھرتی اور اخلاقی بیداری میں ایک فاتح قوم کی حیثیت سے کہاں تک پہنچ چکی ہے۔ میں نے ایک الگشن کی کھٹی بنائی محدود ذرائع لیکن کافی طاقت کے بل بوتے پر۔ میں نے اطالیہ کے خاص شہروں خصوصاً 'میلان' میں جلسے ترتیب دئے۔

مجھے 'پیازابل گیوسو' کا جلسہ یاد ہے، وہ کتنی خاص وضع کا تھا؛ وہ مقام 'میلان' کا ایک غیر آباد گوشہ تھا جہاں ایک تاریک رات اور شعلوں کی روشنی میں میں نے ایک بڑے جلسے کو مخاطب کیا تھا۔ وہاں نہ صرف 'میلان' کے لوگ تھے بلکہ دوسرے شہروں کے بھی ہائے تھے۔ 'بلوگنا، تیورن، روما، اور 'ینیلز' کے فسطائیوں نے درہل اپنے نائیندوں کو بھیجا تھا کہ الگشن کی آنے والی جنگ کے متعلق تفصیلی ہدایت حاصل کریں۔

میں نے اس موقع پر بعض اعلانات ایسے کئے جو فسطائی رشتہ میں ابھی تک پروئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے ساری سیاسی جدوجہد میں میری رہنمائی کی۔

میں نے کہا کہ انقلابات کو بالکل ہی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ ان پر بحث کیجا سکتی ہے۔ اطالیوں کو روسی بالشویت کی نقل نہیں کرنی چاہیے۔ سیاسی جدوجہد کی تاریخ میں ہمارے خیال کی بزرگی بھی موجود ہے۔ اس نے ہی موقع اور وقت پر اطالوی ذہانت اور بہادری کے جوہر دکھائے ہیں۔

”اگر ایک انقلاب کو“ میں نے کہا ”رو نما ہونا ہی ہے تو ہر ایک کو خالص اطالوی ہونا لازمی ہے۔ ماذانی اور کارلوپسائی کی پوری وسعتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ“ میرے خیال میں پرانی سلطنت کے خلاف ایک صاف اور مکمل انقلاب کا خاکہ تھا جو ٹٹنا نہیں جاتا تھا۔

۱۴ نومبر کو انتخابات ہوئے اور فسطائیوں کو شکست ہوئی۔ مجھے اور ہم سب کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہم میں سے کسی کو اتنے کافی ووٹ نہ ملے کہ وہ پارلیمنٹ کا رکن

۷۶
 مسوینی کی آپ بیتی
 بن سکتا۔ بعض قوم پرست رومیاں بچ گئے۔ وہ بعد میں عام حیرانی و پریشانی کے دلدل
 میں قومی تصور کے ترجمان بن گئے۔ میلان میں مجھے اتنے بھی ووٹ نہ ملے کہ میں منتخب ہو سکتا
 ہمارا ریکارڈ خزن الجھڑتا۔ لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا ہے یہ دھپپ ہو گیا ہے اور اس کو
 تمام ہارنے والے یاد رکھ سکتے ہیں۔

ہمارا اضطراب اب شدید ہو گیا۔ مجمع فسطائیت کا مخالف تھا۔ آبادی کے دل
 میں المیہ فریب نظری کی پرورش ہو رہی تھی۔ اس کے دماغ میں تاریک امید نے جگہ لے لی
 باشو نیرم کی آمد! ذرائع پیداوار پر قبضہ کرنے کی تدبیر اطالیہ کے اشتراکیوں کا تسلط!
 ’لاوانتی‘ عام اسکیم اور اس کی تفصیلات شائع کر چکا تھا۔ اپنی شکست سے مجھے کسی
 ذاتی خیال سے کوفت نہیں ہوئی بلکہ اس سے ایک صاف اور واضح تصور ہماری حالت
 کے مایوس کن ہونے کا سامنے آیا۔ اس اشتراکی اخبار نے اس موقع پر میری نسبت
 ایک مختصر اطلاع شائع کی۔ ”ایک نقش تہر نیو گلیو“ سے نکالی گئی ہے۔ اس اطلاع میں
 بیان کیا گیا تھا کہ ”نیو گلیو“ کی چھوٹی تہر سے جو میلان کو دو چھوٹوں میں منقسم کرتی ہے ایک
 نقش نکالی گئی۔ کاغذات کو دیکھ کر کہا گیا کہ وہ نقش دینیلو مسوینی کی تھی۔ اس کی سی
 نقش۔ یہ نہیں بیان کیا گیا کہ اس کی آنکھیں آگے کو گھوڑ رہی ہیں۔

اپنی فتح کی عام ضیافت میں اشتراکی باقاعدہ جلوس جازہ کی نقل اتارنا نہیں چھوڑے۔
 سڑکوں پر تائوت کا جلوس نکالا گیا۔ اس کے اطراف موم بتیاں روشن کی گئی تھیں لیکن
 اس عجیب جلوس سے اس کی صفوں کا حال بد ظاہر ہوا۔ وہ شہر میلان کے طول و عرض
 میں سے گذرا۔ وہ ایک ایسا شہر تھا جو اب اشتراکیوں کی بلا شرکت غیرے ملک
 بن گیا تھا۔ یہ جلوس میرے مکان کی کھڑکیوں کے نیچے سے گذرا، جہاں میرے اہل و عیال
 عام تشویش کے عالم میں سانس لے رہے تھے اور فضا تشدد سے آلودہ ہو گئی تھی۔ میں یہ
 واقعہ نہیں بھولا ہوں۔ لیکن میں ہمیشہ اس کو جلوسیوں کی زبوں حالی کی روشنی میں دیکھا کرتا ہوں۔

مسوینی کی آپ بیتی
انتخابات میں اشتراکیوں کو پارلیمنٹ میں ۵۰ نشستیں ملی تھیں۔ وہ خود اپنی زبردست کامیابی سے خوف زدہ ہو گئے۔ اس صورت حال کو جنوبی اطلالیہ نے بجا لیا۔ جو ہمیشہ منظم عمومی کاموں سے زیادہ عوام کا وفادار رہا ہے۔

اس فتح سے اشتراکیوں کے دلوں میں تسلط جانے کی آرزو نے گھر کر لیا۔ زبردست جلوس مسیح جھنڈیاں لئے ہوئے اور شور مچاتے ہوئے سڑکوں پر نکلتے رہے۔ پڑتالیں ہفتہ بھر ہوتی رہیں بطور احتجاج نہیں بلکہ بطور اعلان مسرت۔

’میلان‘ میں ۳۰ ہزار کے ایک مجمع نے مطالبہ کیا کہ مسیح جھنڈا بلدی عمارت پر لہرایا جائے۔ فحش کی مروجہ اس بانگ کے دوران میں تمام اداروں اور باقاعدہ زندگی کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ قواعد و ضوابط چوڑے ہو گئے۔

کسی کو کام کا خیال نہیں آیا اور سب سے آخر میں یہ واقعہ! مٹھی بھر چلے اس نشہ کی فراحت کرنے لگے۔ اس کی وجہ سے ایک حادثہ کرایا گیا۔ ہم بھیکے گئے۔ چند ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ پارلیمنٹ کے اشتراکی اراکین کا جلوس ’فلو تو راتی‘ کی قیادت میں میلان کے گورنر کے دفتر پر فورا، کی میسرھیوں پر پہنچا۔ میری اور فسطائی سرداروں کی گرفتاری کا مطالبہ کرنے کے لئے۔

یہ سیاسی جانبداری کا ایک واقعہ تھا، بیکارا اور شراکینز۔ حکام کمزوری اور خوف ظاہر کرنے لگے۔ وہ اشتراکیوں کو مطمئن کرنا چاہتے تھے۔ لیکن میری واضح اور راست بازانہ سیاسی کارروائی کو اقتدار کے اس غلط استعمال سے نقصان نہیں پہنچا۔ صرف ایک دن کی قید مجھکے کر نکلنے کے بعد میں نے اپنے زھائے کار سے اس سارے کام کے بارے میں مشورہ کیا جو ہمارے سامنے تھا۔ ہم کو اب کیا کرنا چاہیئے؟ ہم کو کسی کارروائی کر سکتے ہیں قبل اس کے کہ اطلالیہ کا نقصان ناقابل تلافی بن جائے۔

انتخابی حزنہ نے ہماری مرکزی مجلس کو توڑ دیا تھا۔ ہم میں سے اکثر گرفتار ہو چکے تھے

مسوئی کی آپ بیتی ۷۸
اکثر دھمکیوں کے بعد غائب ہو گئے تھے۔ جب سکون بحال ہوا تو میں نے آہستہ آہستہ ”یو یو لوڈی اٹالیہ“ کے ذریعہ سے ہمارے مقصد کو پھر آگے بڑھانا شروع کیا اور ہمارے نظام کی عمارت کی دوبارہ تعمیر کی کوشش کی۔ متحدہ مجلسوں میں میں نے اٹالیہ کی صورت حال کی نزاکت کو شرح و بسط سے بیان کیا میں نے ایسے طور پر فرسٹائی جماعت کے خاص زاویہ نگاہ پر تقریریں کیں۔

اشتر اکبول کی فتح ایک خطرہ تھی، اس لئے نہیں کہ وہ ایک امر واقعہ تھا بلکہ زیادہ تر اس لئے کہ اشتر کی فتح کے بعد ہی تمام مچھے اور کمزور اشخاص اپنے اپنے سوراخوں میں گھس گئے تھے۔ اس فتح نے اعتدال پسندوں اور جمہوریت پسندوں کو کچل دیا۔ کچھ عرصہ تک خمیر پڑھنا کیا گیا اور جرمنی اور آسٹریا کے شکست خوردہ ممالک کے پریشان کن قصبے عام طور پر بھلا گئے۔ بیان کیا گیا کہ پروفیسروں کو ادنیٰ نوکر بننے پر مجبور کیا گیا۔ روسی شہزادیوں کو رفاقتہ بنایا گیا۔ جنرل سٹروکوں پر دیا سلاٹیاں بھیجے نظر آئے اشتر کی فتح کے ساتھ ساتھ ان سب خبروں سے تمام طبقوں میں خوف کی ایک لہر پیدا ہو گئی۔ اور مجھے نازک بدعالی اور سیاسی فالج کے واقعات صاف نظر آ رہے تھے۔ قدیم جماعتوں کو بلی کی چال والے اشتر اکیوں نے شکست دیدی۔ اس اشتر اکبیت کا کوئی مقصد ہی نہ تھا۔ اس کو فتح دوسروں کی بزدلی ہی سے اور آہادی کی عام بے چینی سے نصیب ہوئی۔ یقیناً اس نے ایقان عظیم کے کسی اعلان کی بناء پر فتح حاصل نہیں کی۔

میں نے اپنے جھنڈے کے چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کو بھی تہیں لپیٹا۔ اپنے ذمہ دارت سے جو روز بروز چھوٹا ہوتا جا رہا تھا، میں نے اپنے قارئین کو جن کی تعداد روز بروز قلیل ہوتی جا رہی تھی، سخت ترین اور تلخ ترین نصیحتیں کیں کہ مزاحمت کرو، مزاحمت کرو،

میں نے ایڈیٹر کے کمرے سے ایک چھوٹا قلعہ بنایا اخبار کو ہر روز قطع و برید اور

۷۹
مسلوئی کی آپ بیتی
احساس کا نشاۂ بنایا جاتا تھا۔ لیکن مشکلات اور ذرائع کی انتہائی کمی کے باوجود میں اس چھوٹے
سے اخبار کو زندہ رکھنے میں کامیاب ہو گیا۔ افلاس کا پتلا ہاتھ میرا کلا گھونٹ رہا تھا۔ میں نے
اس کو فروخت کر دیا ہوتا۔ لیکن میں اپنے غم پر قائم رہا۔

’نٹی‘ کی حکومت کے کئی ایجنسی میرے پاس آکر مجھے مشورہ دینے لگے کہ جنوبی روس کو
جا کر خود اختیاجیہوریوں کا مطالعہ کروں۔ یہ اس لئے تھا کہ اخبار کی اشاعت بالکل بند
کر دیجائے۔ میں ان کی دہری چال سمجھ گیا۔ وہ میرے ساتھ بالکل اسی طور پر پیش آئے
جس طور پر وہ ’ڈمی انٹرویو‘ کے ساتھ پیش آئے تھے اور اس کو ’روما‘ سے ’ٹوکیو‘ کو قرار ہو جانے
کی کوشش کرنے کا مشورہ دیتا تھا۔ لیکن ’ڈمی انٹرویو‘ اب بھی ’فیوم‘ میں فراہم کر رہا تھا
اور میں اپنے اخبار کو لیکر قسطنطنیہ کی جماعت کی منتشر صفوں کو دوبارہ ترتیب دے رہا تھا،
اور دوبارہ جمع کر رہا تھا۔ میں نے وقتاً فوقتاً جلسے کئے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی میں نے
اپنی سرگرمی بند نہیں کی۔ یہ گزرتے نہیں کہا جاسکتا کہ میں فاتح جانور کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
دیکھنے میں ناکام رہا۔

ایک روز انتخابات کے بعد ہی مجھے ڈاک خانہ کے ضوابط کی وجہ سے شخصی طور پر
’میلان‘ کے صدر ڈاک خانہ کی منی آرڈر کی کھڑکی کے پاس جانا پڑا۔ مجھے چندے حاصل کرنے
تھے جو اطالوی ماورائے بحر کی نوآبادیات سے ’فیوم‘ کی ہم کے لئے بھیج رہے تھے
صدر ڈاک خانہ کی بڑی عمارت میں انتخابات کی علامات اب بھی نمایاں تھیں۔ گفتگو سرگرمیوں
میں، تحریریں دیواروں پر، یہ سب کچھ وہاں نظر آیا۔ میں اپنے بھائی آرنالڈو کے
ساتھ منی آرڈر کی کھڑکی کے پاس گیا۔

بالشویک کلرک نے علانیہ طرز کے ساتھ میرا نام وغیرہ دریافت کیا، وہ کسی
’سینیٹو مسولینی‘ سے واقف نہیں تھا۔ بخت چھڑ گئی دوسرے بالشویک بھی اس میں شریک
ہو گئے۔ انھوں نے مذاق سے بیان کیا کہ کوئی بھی ’سینیٹو مسولینی‘ کو نہیں جانتا۔ اس

مسوینی کی آپ بیتی
 بحث کو جو گستاخانہ اور اشتعال انگیز تھی طول پکڑنے سے ڈاک خانہ کے ایک نوٹ بھٹک کر
 نے بچا یا، جو ریاست کا وفادار ملازم تھا اور اشتراکیوں کی کامیابی کے نشہ سے بخود نہیں
 ہو گیا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ ”میرے رقم ادا کر دو۔ بیوقوفی کی باتیں نہ کرو۔ مسوینی کا نام نہ
 اب یہاں مشہور ہے بلکہ ساری دنیا میں مشہور ہو جائے گا۔“ مجھے اس شخص کا نام کبھی معلوم
 نہیں ہوا۔ وہ سیدھا سادا آدمی تھا۔

اشتراکی فتح کے خلاف رد عمل کی بعض علامات اب ہویدا ہونے لگیں۔ ایک روز
 اخبار کے ادارتی کمرے میں جب کہ میرے رفقاءے کار پریشان تھے اور میری خدمات
 کی نسبت مشتبہ تھے، مجھے خود اپنی توقعات اور ایقانات کا اظہار ضروری معلوم ہوا۔
 ”ڈرومٹ۔ اطلالیہ اس بیماری سے صحت پالے گا۔ لیکن ہماری نگرانی کے بغیر
 ممکن ہے یہ بیماری ہلک ثابت ہو۔ ہم فراحت کریں گے۔ فراحت کرو! مجھے بس
 یہی کہنا ہے۔ حقیقت دو سال کے اندر اندر میری باری آجائے گی۔“

چوتھا باب

فرسودہ جمہوریت کی کشمکش

مجھے یقین ہے کہ تمام ناکارہ جماعتیں اور پارلیمانی حکومتیں ایک ہی سبب اور ایک ہی طرح سے زوال پذیر ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ میں نے ایک کو ختم ہوتے دیکھا ہے اور اس کی آخری سانسوں کی آواز بھی سنی ہے لیکن یہ وقت ہماری آزمائش کا تھا۔ ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے خوفناک انتشار اور بُرائیوں کو دیکھا ہے جن کا نظارہ ایک محب وطن کے لئے مضحکہ خیز بھی تھا اور ناقابل بیان حد تک اہلیہ بھی۔ علاوہ ازیں یہ طاقتیں معمولی اور غیر مخلص تھیں۔

۱۶ نومبر ۱۹۱۹ء کے سیاسی انتخابات اٹالوی سیاسی زندگی کو ساکت کر دیا تھا۔ ایک بھی ایسا داخلی یا خارجی پالیسی سے متعلق مسئلہ جس کے لئے بہادرانہ محنت کی ضرورت تھی ایسا نہ تھا جس کی چھان بین کی گئی ہو۔ ہر چیز سیاسی جماعتوں سے متاثر تھی جسب عادت وزارت کے اشتراک سے متعلق پیشینگوئیاں ہو رہی تھیں۔

اشتراکی اس موقع پر پیش پیش تھے۔ وہ حکومت کو متواتر پریشان کر رہے تھے جبکہ حکومت خود اشتہالیوں کی طرف پہلے سے منہمک تھی۔

الکسویں مجلس وضع قوانین کے افتتاح کے موقع پر بادشاہ کی تقریر قریب آ رہی تھی اس تقریر کے سلسلہ میں نئی کوتھوری سی پریشانی تھی۔ اس نے اشتہالیکول کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی لیکن وہ بادشاہ کے خلاف پُرانی دشمنی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ محمد

۸۲
مسلوئی کی آپ بیتی
پہلے کہا گیا کہ وہ بادشاہ کی تقریر کے وقت ہال میں رہنے سے انکار کریں گے۔ باب چوتھا

ایوان کے افتتاح کے دن جبکہ بادشاہ پارلیمنٹ کے ہال میں داخل ہو رہے تھے ایک مظاہرہ ترتیب دیا گیا۔ اشتراکیوں نے اپنے اپنے بٹن کے سوراخوں میں گلاب کے پھول لگائے اور وہ ایک جلوس کی شکل میں مزدوروں کی ٹائیڈ میں اور بین الاقوامیت کے گیت گاتے ہوئے گذرے۔ ان کے ساتھ ایک غیر محنت سیاست کا بھونڈا مظاہرہ کرتے ہوئے جمہوری، احراری اور سیاری بھی تھے۔

بادشاہ کی تقریر نے ان مخالف طاقتوں کا اچھا جائزہ نہیں لیا جو ہمارے قومی اتحاد جیسے اہم مسئلہ کو خطرہ میں ڈال رہی تھیں۔ اس میں فیوم، کوکٹر، انداز کر دیا گیا تھا جو ہمارے قومی جوش کے لئے مشعل راہ تھا۔ تقریریں بعض شاہی اختیارات سے دستبرداری کی گئی تھی۔ جنگجو سوراؤں، سپاہیوں اور زخمیوں کے حق میں شاہی ترکہ کا ایک کافی حصہ دے دیا گیا تھا کیونکہ یہ بھی وہ نشانیاں تھیں جن سے بے چینی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایسے وقت جبکہ خارجی پالیسی بری طرح پھنسی ہوئی ہو اور ملک کی معاشی حالت تباہ ہو میں اس سو اچھے اور نہیں دیکھتا تھا کہ وزارتوں کے حصول کے لئے وہی پرانی کوششیں پارلیمانی دنیا میں نمایاں ہیں۔ پہلے تین مہینوں کے دوران میں منی، کی وزارت کو ایوان میں تین دفعہ شکست ہوئی پھر بھی وہ جاتی رہی۔ پٹینٹ کا ایک بڑا اخبار اسامبا جو اعتدال پسند تھا جنگ کے الزام لگانے پر راضی تھا۔ اس نے گیمووائی گیمووائی، پر ہی فتح پانے کی کوشش شروع کر دی جو جنگ میں غیر جانبدار رہنے کے خیال کو پھیلانے اور سکھانے والا تھا۔ گرجا پاپولر پارٹی کے ساتھ ملکر چاہتا تھا کہ اس غیر معمولی موقع پر زیادہ سے زیادہ اٹھائے اشتراکیوں نے اپنے آپ کو کامیاب کرنے کے لئے بری طرح ظاہر کیا۔ کامیابی ہی نے انھیں رحمت کی دلدل میں پھنسا دیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ مینوں اور اشتالیوں کے درمیان توازن نہیں کر سکتے تھے۔ ایک طرف قوم تھی اور دوسری طرف سیاست — ناکارہ اور کھوکھلی سیاست!

۸۳
مسوینی کی آیت تھی اس آیت میں گمبرل ڈی انزویو، فیوم میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ خفیہ سیاسی کارروائی کی خوشامد کو روک رہا تھا جن کا فیوم میں ہم جانتے تھے کہ بازار گرم تھا۔ اس کے سوا حملہ کی روک تھام بھی تھی۔ فسطائی اصول ۱۶ نومبر ۱۹۱۹ء کی انتخابی شکست کے بعد دوبارہ شیرازہ بندی کر رہا تھا اور ہر جگہ روشنی دھندلی تھی اور ماحول خود غرضی اور بزدلی سے پر تھا اس کے باوجود بھی ہیں اپنا راستہ سیدھا دکھائی دیتا تھا۔

فسطائیت کی صفوں کو مان لینے میں کوئی ناممکن دشواری نہیں تھی کیونکہ فسطائی جماعت نے ضبط اور جوش سیکھا تھا اور ہم جن انتخابات کی شکست کو برداشت کر سکتے تھے۔ اس کے برخلاف 'فلارنس' میں ہوشیار لیڈری شروع ہو گئی تھی جہاں اکتوبر ۱۹۱۹ء میں اٹالین فاسی ڈی کبائی منٹو، کاپیلا بین الاقوامی جلسہ منعقد ہوا تھا۔ کس قدر خاص جلسہ تھا وہ متعلقین مجبور ہوئے کہ سپتولوں کی آواز سے جمع ہونے کا حق منوائیں۔ 'فلارنس' جو روایا مہربانی اور جہان نوازی کے لئے مشہور تھا فسطائیوں کا مخالف ہو گیا چھپی ہوئی مخالفتوں کے باوجود بھی جلسہ ہوا اور ہمارے طرقدار موقع پر قابو پاسکے۔ بڑی طاقت کے ساتھ انھوں نے ہمارے مخالفین کے ہنگاموں کو روکا۔

'فلارنس' کے جلسہ نے حکومت کے حقیقی مسئلہ کو طشت از بام کر دیا۔ ۹ اکتوبر کو اسی سلسلہ میں میں نے ایک تقریر کی اور قوم کے گمراہوں سے بہت صاف صاف درخواست کی۔ دوسرے دن 'پاسیلا' کے معتمد نے شاعر 'ایف ڈی، مارتیٹی' کی چھٹی ہوئی تقریر کے بعد ایک تحریک پیش کی جس میں 'فاسی ڈی کبائی منٹو' نے سلطنت اطالیہ کی بنیادی تبدیلی کا حق مانگا تھا۔ سیاسی سپوتوں سے معمور وہ ایک ایسا نظام اہل تھا جس کے ذریعہ ایک ماکل نئی سماجی اور معاشی سلطنت بہت جلد قائم ہو سکتی تھی۔

۱
میں نے ترجیحی کی اور مقصد کو بدرجہ اتم پورا کیا۔
اگر وہ مقصد جس کی اب میں تلاش میں ہوں اسی راستہ پر ہے جس پر میں چل کر تری

مسکونی کی آپ بیتی ۸۴ باب چوتھا

توفیقاً اس آزمائش پر تعلیم اور عطیوں کے زمانہ میں میری رہنمائی کے نشانات ملیں گے۔
 وفاقسی نظام لعل کو ہر شخص نے پسند کیا۔ حقیقت میں اس میں تین بیہ ضرورتا ہر بھی کہ فسطا
 نظام رائج ہو رہا ہے۔ اس نظام میں کسی طرح صنعتی و تجارتی نظام بھی شامل کر لیا گیا اور اس کا
 شمول قابل لحاظ تھا۔ اسی وجہ سے دس اکتوبر کے دوپہر کے اجلاس میں میں نے معاشی تحریک
 اور مردوروں کے خود اقتصاری نظام کی تجویز پیش کی۔ ہم نے مبارکباد کا پیام بھیجا ان تمام
 متعدد مردوروں اور ملازمین کی جماعتوں کے نام جو ایسی سیاسی جماعتوں کے جھنڈے
 تلے آنا نہیں چاہتے تھے جو عوام کو مضیبتوں میں مبتلا کر کے اور دھوکا دیکر اپنی تعریف اور
 ستواہ حاصل کرتے تھے۔ مجھے اکثر تعجب ہوتا تھا اگر دوسرے اقوام بھی اسی طرح محسوس کریں
 جلسہ کی روح رواں جو 'فیوم'، کونٹینٹ کا پیام بھیجنے پر ختم ہوئی ناقابلِ تسخیر اور جنگ
 کے پرانے خیال کو جوڑتی تھی۔ میں 'فیوم' سے آتے ہوئے جہاں میں طیارہ کے ذریعہ گیا تھا۔
 'فلارنس' پہنچا وہاں 'گبریل ڈی انتربول' سے ایک طویل، محبت آمیز اور صاف صاف گفتگو اس
 بارے میں ہوئی کہ اب اطالیہ میں کیا کرنا چاہیئے۔ میرے واپسی کے سفر کے موقع پر 'اڈریا'،
 کہہوائی طوفان کی وجہ سے مجھے صوبہ 'یوڈائن'، 'ایلو' کی طیارہ گاہ میں اترنا پڑا۔ تاخیر کے
 خیال سے میں فلارنس کو ریل کے ذریعہ روانہ ہوا جہاں میں جلسہ کی صدارت کے لئے ٹھیک
 وقت پر پہنچا اور اس جدوجہد میں حصہ لے سکا جو مخالفین کی روک تھام کے لئے کتنی حقیقت میں
 اندرونی طور پر میں سب حاضرین سے زیادہ پریشان تھا۔
 لیکن مجمع کی نظروں میں میں ایک وطن پرست تھا۔ جو جدوجہد سکھاتا تھا اور جس نے پاپو
 اٹالیہ میں روزانہ مضامین لکھ کر بالشویٹ کا خاتمہ کیا تھا۔ جلسہ فسطائی طرز پر ختم ہوا۔ ہم
 پھر ملاقات کرنے کی قسم کھائی اور وعدہ کیا کہ فتح خواہ وہ کسی قیمت پر ملے
 حاصل کریں گے۔

میں روگنا، جانے کے لئے دفلورنس، سے موٹر میں روانہ ہوا

اس موٹر کو گائیڈ وینچائی، چلا رہا تھا جو جنگی رضا کار اور طیارہ ران کی حیثیت سے 'فلورنس' میں مشہور اور بڑا ورژنشی آدمی تھا۔ اسی موٹر میں پنچانی کا برادر نسبتی 'کنسٹون گلوئی'، اور 'لیانڈر وارپائی'، (جولونا، ریلوے ورکشاپ میں ملازم تھے) بھی تھے۔ اس وقت تک وہ سیاسی کلیوں میں مشہور ہو گئے تھے۔ جب ہم 'فانٹرا' پہنچے تو موٹر آفریم، کی کافی کی دکان کے سامنے رکی، جہاں میں نے اپنے بعض قدیم دوستوں ملاقات کی۔ سفر کا سلسلہ جاری رکھنے کے بعد موٹر جو پوری رفتار سے جاری تھی ایک ریلوے کراسنگ سے جس کے پھاٹک بند تھے ٹکرائی۔ تصادم اتنا زبردست تھا کہ لوہے کا کھڑا پارہ پارہ ہو گیا اور موٹر پٹرلیوں پر جاگری۔ سوائے ڈرائیور پنچانی، کے ہم سب گڑیوں کی مانند کئی گز دور جا کر رے میں زخمی نہیں ہوا اور 'ارپائی'، کو خراشیں آئیں۔ ہم دونوں اپنے دونوں دوستوں کے لئے جو درد کے مارے کراہ رہے تھے چیخ بچھ کر مدد طلب کرنے لگے۔ لوگ آئے اور دونوں زخمیوں کو ہمارے موٹر میں ڈال کر 'فانٹرا' کے ہسپتال کو لے گئے۔ علاج کے دوران میں میں نے بھی دونوں مریضوں کی مدد کی۔ میں نے ان کا دل ہلانے کی مفرد و بھرکوشش کی۔ بالآخر میں ریل کے ذریعہ پھر 'بولونا'، روانہ ہوا۔ اس حادثہ کے عواقب اس سے بڑھ کر ہو سکتے تھے لیکن قسمت میرے آڑے آئی۔ میں نے محسوس کیا کہ ہمارے مخالفین کی نفرت میرا تقویدیں گئی۔

میں کہہ چکا ہوں کہ کس طرح ۱۴ نومبر ۱۹۱۹ء کی انتخابی شکست کے بعد میرے بعض دوست خوف زدہ ہو گئے اور دوسروں نے کہا تھا کہ واقعات کے خلاف جانا کس قدر بے سود ہے وہ کہتے تھے۔۔۔ کیونکہ اس فتنم کے دماغ ہمیشہ ہو کرتے ہیں۔۔۔ کہ مخالفین سے عہد نامہ کر لینا بہتر ہے جن کا قبضہ اس زمانہ میں تمام سیاسی جابجا دوں اور پارلیمنٹ پر تھا۔ مجھے سمجھوتہ، گفت و شنید اور راضی نامہ کی پیشکش کی گئی۔ میں نے ان کو بالکل مسترد کر دیا۔ میں ایک لمحہ کے لئے بھی ایسے اشخاص سے صلہ کرنا

ہمیں چاہتا تھا جنہوں نے جنگ میں اطالیہ کو نقصان پہنچایا تھا اور اب امن کے زمانہ میں اس سے غداری کر رہے تھے۔ بہت سے لوگ — میرے بہت قریب رہنے والے بھی مجھے نہیں سمجھتے تھے۔ میرے اخبار ”پوپولوڈی اٹالیہ“ کے دوائڈیٹروں نے چلے جانے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے یہاں کیا کہ ان کے سیاسی عقیدے بدل گئے ہیں۔ انہوں نے مجھ پر یہ الزام تک لگایا کہ میں نے انتخاب کی لڑائی میں ”پوپولوڈی اٹالیہ“ کی جانب سے جمع شدہ رقم ہضم کر لی۔ میرے لئے یہ ایک تلخ تجربہ تھا۔ میں اپنی مدافعت ان لوگوں کے خلاف کرنے کے لئے مجبور ہو گیا جو میرے دوست رہتے تھے۔

میں ”لہارڈی“ کے اخبار نویسوں کی جماعت کے سامنے پیش ہوا اور ان الزامات کی نسبت کہنے سننے کا موقع دئے جانے کا مطالبہ کیا۔ میری صفائی کافی واضح تھی۔ بورڈ واقعات کے مد نظر میرے ساتھ انصاف کرنے کے لئے مجبور ہو گیا۔ اس کے بعد میری کامیابی کی ساعت کا انتظار رکئے بغیر میرے اوپر الزام لگانے والوں ہی نے اپنی غلطیوں کی باعث طور پر معافی مانگی۔

لیکن اس اثنا میں اس واقعہ کو بہانہ بنا کر اشتراکیوں اور ”پاپولر پارٹی“ کے اراکین پادریوں کی سرکردگی میں میرے خلاف سخت خفت خضبت کا ہم شروع کی۔ سپاہیوں اور پولیس کو رشوت دی گئی۔ میرے روزمرہ کے کام کاج، میرے ہر فعل، میرے ہر عقیدہ کی خفیہ تحقیقات کی گئی۔ قریب خوردہ ٹھکرائے ہوئے اور نامعلوم اشخاص جن کو میری راست باز اور خوف انگیز ہستی نے کسی نہ کسی طرح سے نشانہ بنایا تھا میرے خلاف کھڑے ہو گئے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ ساری لمبی چوڑی تحقیقات کے باوجود میرے نام پر حرف نہیں آیا۔ رہائش کا معاملہ اور دوسرے الزامات، سو میں نے اپنے اخبار میں وہ دننا ویزات اور رشوت شائع کر دیا جس کو ہر گرجھٹلایا نہیں جاسکتا تھا۔

اس وقت جو نتیجہ نکلا وہ ایک ہی رہا ہے اور میری موت تک ایک ہی رہتے گا۔

مسوئی کی آپ بیتی

دیانت کے میدان میں مجھ پر کوئی حملہ نہیں کیا جاسکتا۔ میرے سیاسی کام کی جانچ اس طور پر یا اس طور پر کم و بیش ہو سکتی ہے اور اس لئے لوگ مجھے جھنڈے پر چڑھا سکتے ہیں یا غار میں گرا سکتے ہیں لیکن اخلاقی دائرہ میں معاملہ دوسرا ہے۔ آدمیوں کو اس عقیدہ کے ہم آہنگ رہنا چاہیے جس کے ذریعہ سے وہ آگے بڑھتے ہیں۔ ان کو انتہائی بے غرضی سے کام کرنا چاہیے۔ سیاست میں راست باز آدمیوں کو رحمہلی اور اخلاص کے احساس سے اپنے سینوں کو روشنی رکھنا چاہیے۔ انھیں اپنے ہم جنسوں سے محبت کرنا، ان کا لحاظ کرنا چاہیے۔ ان تمام خوبیوں کو قریب یا خوشامد یا نقصان یا ذلیل مراعات سے واقف نہ بننے دینا چاہیے۔ اس بنا پر کم از کم مجھے فخر ہے کہ کوئی بھی (خود میں بھی) میری نسبت کوئی بگھائی نہیں کر سکتا اور میں دل کی گہرائیوں میں محسوس کرتا ہوں کہ اس وقت کو شکست نہیں ہو سکتی میں باور کرتا ہوں کہ سب سے بڑھ کر یہی چیز میری طاقت اور میری کامیابی کا راز ہے۔

سنہ ۱۹۲۰ء کے شروع میں اطالیہ ایک نہایت دشوار بین الاقوامی صورت حال میں گھبراہٹ اور توجہ پر میں سیاسی کمپنی سے بڑھ کر رہے تھے اور ادھر و لہذا، کا زخم جس سے خون بہہ رہا تھا ابھی کھلتا تھا۔ ’ڈی انٹرویو‘ فیوم میں تھا۔ یہ سچ ہے کہ اشتراکیوں کو زیر دست انتخابی فتح نصیب ہوئی تھی لیکن روز بروز وہ نہایت کمزور اور وفار کے ساتھ حکومت چلانے کے ناقابل ثابت ہو رہے تھے۔ انتہا پسندوں نے شدید اعتدال پسندوں کا تختہ الٹ دیا لیکن کاٹھناؤ افسانہ موجود تھا۔ اطالوی اعتدال پسند جماعت اپنے تمام انتخابات سے دست کش ہو گئی تھی۔ وزارت روز بروز ان لوگوں کے سیاسی استحصال بالجبر کا شکار بننے لگی جو خاص غنایات کے طالب تھے۔ پارلیمنٹ میں بدظمی اور ٹرکوں پر سیاسی نوعیت کی بد امنی تھی۔

ان حالات میں جدوجہد ضروری ہو گئی اگرچہ بعض وقت کامیابی بہت دشوار اور تقریباً ناقابل حصول نظر آنے لگتی۔ میں نے سال کا آغاز ”آؤ ہم جہاز چلائیں“ کے عنوان سے ایک مضمون سے کیا۔ میں نے لکھا: ”۲ مذہب دنیا پر تسلط جانے کے لئے آپس میں

باب چوتھا

دست و گریبان ہیں۔ سیاہ مذہب اور سرخ مذہب ۱ ویکوں سے آج خلوط بھٹکتے ہیں۔
 — روما سے اور ماسکو سے ہم اپنے آپ کو ان ۲ مذاہب کے پیرو تباہ ہیں۔ ہم آتش
 سے پاک ہیں۔ لڑائی جس بات پر ہو رہی ہے وہ ہمارے نزدیک ثانوی اہمیت رکھتی ہے۔
 ہماری نظر میں لڑائی خود ایک انعام ہے، چاہے اس کو کامیابی نہ نصیب ہو۔ آج کی دنیا
 ’جولین اپاسٹیٹ‘ کی دنیا سے عجیب مماثلت رکھتی ہے۔ ’سرخ بال والا گینگلی لیو‘! کیا وہ
 پھر کامیاب ہوگا؟ یا کامیابی حاصل کرنے والا ’ریلین‘ کا گینگلی لیو، ہوگا؟ کیا تمام بہادر
 اور جاندار خیالات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا؟

”ان سوالات کا ہمارے معاصرین کی بے چین طبیعتوں پر اثر پڑا۔“

”لیکن اس اثنا میں جہاز رانی کی ضرورت ہے، خواہ وہ دربار کے دھارے
 کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور خواہ غلط راستہ چلنے میں زیادہ جوش و خروش دکھانے والوں
 کی تباہی کیوں نہ منتظر ہو؟“

ان زبردست اختلافات میں اُلجھنے کے لئے بہت کم وقت تھا۔ واقعات بڑی طرح
 پلٹا کھڑے تھے۔ جنوری کے چھینے میں ایک سخت مباحثہ کے بعد معلوم ہوا کہ ایک ریلوے
 ہسپتال کی دھکی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے بعد ہی ٹیہ خانہ اور ٹیلیفون والوں نے
 عام ہسپتال کی دوی جو چھ دنوں تک جاری رہی۔ اس سے نہ صرف شہریوں کا خانگی مفاد
 تہہ وبالا ہو گیا بلکہ حکومت کا طریقہ ریل وسائل بھی تھس تھس ہو گیا۔ خیالات کی وہ لہر جو
 بین الاقوامی موقع کی وجہ سے نازک تر ہو گئی تھی کٹ گئی۔ میں جس کا اڈیٹر رہ چکا تھا اس
 اشتر کی اخبار امانتی، نے لکھا کہ ڈاک، ٹیلیفون اور ٹیلیگراف جب موجودہ زمانہ کے تعیشات
 ہیں اور یہ کہ پرانے زمانہ کے لوگ ان کے بغیر بھی بڑے آدمی تھے۔ کون جانتا ہے کہ اس
 بے وقوفی کا اظہار طعن و طنز کے سلسلہ میں تھا یا اس حماقت کے سلسلہ میں جس کو انتہا پسندی
 کے اثرات کہنا چاہیے؟

مسئولین کی آپ بیتی
 بلوے کا ظاہری سبب معاشی تھا لیکن اس کی تہ میں سیاسی حقیقت تھی۔ متوسط طبقے،
 باضابطہ نظام اور حکومت کے اقتدار کو دھکا لگانا اور اطالیہ میں 'سوویٹ' نظام قائم کرنا
 دراصل مقصد تھا۔ تمام ظاہری آرائشوں اور نقاب کے پیچھے یہی ایک کھلی ہوئی حقیقت تھی۔
 یہ محسوس نہیں کیا گیا کہ نظمی اور انتشار اگر موافقت پر قابو پا جائیں تو قوم کو ناطا مانہ
 اقلیت کے جنگل میں کس طرح بھٹا سکتے ہیں۔

عام تظنیفوں اور بزدلی کے درمیان، کمزوروں کی دنی زبان سے شکایتوں اور
 ناقذوں کے پھسپھستے تبصروں کے درمیان میں ہی اکیلا ایسا تھا جس نے بے باکی کے ساتھ
 لکھا کہ اگر ملازمین حکومت کا رویہ حکومت کی کمزوری کی وجہ سے صحیح بھی ہے تو قوم کے حق میں
 بہر حال مضر ہے۔ عوام کو ایک غلط ہڑتال کے اثرات میں مبتلا کرنا اور ان کے حقوق
 پامال کرنا لوگوں کو جدید شہری زندگی سے محروم کر کے پڑانے زمانے کے قبیلوں کے
 تصادم میں لیجا رہا ہے۔

”یہ جھگڑے“ میں نے ۱۵ جنوری ۱۹۲۱ء کو اپنے اخبار میں لکھا ”حکومت اور اس کے
 فراموش کے درمیان ہیں۔ وہ مصیبت زدہ جو معاوضہ دینے کے بعد بھی مصیبت اٹھاتا ہے
 اور وہ مصیبت زدہ جس کے معاوضہ میں اضافہ کا امکان ہے اٹالوی قوم کا فرد ہے اور
 قوم نے اس لفظ کو انسانی اجتماع کے معنوں میں سمجھ رکھا تھا“ آگے چل کر میں نے اضافہ
 کیا۔ ”اس قسم کی ہڑتال کے مادی نقصانات بے شمار اور بے حساب ہیں لیکن اندرون اور
 بیرون ملک کے اخلاقی نقصانات اس سے بھی زیادہ ہیں۔ ہڑتال کے لئے جو وقت کا اٹھا
 گیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو شہنشاہت کی تائید حاصل ہے۔ یہ پیرس کی
 گفت و شنید کا بڑا موقع ہے۔ اس وقت صرف ایک ہی سوال پیش نظر ہے اور وہ امن
 کے حصول کا۔ ڈاک، ٹیلیفون، اور ٹیلیگراف والے کیوں نہیں نئی، کے پیرس سے واپس
 آئے تھک فرید و ہفتہ انتظار کرتے؟ کیا یہ انصاف پر مبنی تھا کہ حکومت کو ۱۳ تاریخ کا

مسلمانی کا آپ بیتی
 ۹۰
 باب چوتھا
 ایشیئم دیا جاتا ہے ان تمام باتوں سے تصدیق ہوتی ہے کہ اس کی تہ میں غلط سیاسی
 تحریک موجود تھی۔“

ڈاک اورٹیلیگراف کی ہڑتال ۲۱ جنوری کو ختم ہو گئی لیکن ۱۹ جنوری ہی سے ریلوے
 ہڑتال شروع ہو گئی۔ وہ ایک فضول ہڑتال تھی۔ سرخ، سندھیکلزم، کے لیڈر اس کا
 ہر قیمت اعلان کرنے پر تیار تھے خواہ وہ خود مزدوروں کے احساسات اور مفاد کے
 کتنی ہی مخالف کیوں نہ ہو۔ میں نے اس ہڑتال کے بارے میں کہا کہ وہ قوم کے لئے
 ایک زبردست گناہ ہے۔ ملک کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ اطالیہ ہنگامے اور تشدد کے
 چنگل میں پھنسا ہوا تھا۔ اجنبیوں نے ہمارے دلکش مقامات چھوڑ دیئے، مہاجنوں میں
 ایک عام بے اعتمادی کی لہر دوڑ گئی اور حادثات کی افواہیں بین الاقوامی دنیا میں پھیل
 گئیں اور ساتھ ہی ہماری ڈپلومیٹک گفت و شنید زیادہ سے زیادہ گتھیوں میں الجھ گئی۔
 اس انانیت کے بُرے وقت میں فسطائی ہڑتال کے باوجود اپنی جگہ پراٹھ سہے
 ہمارے آدمیوں کی بعض جماعتوں کو میں نہیں بھولوں گا جنہوں نے اپنے مقصد سے متاثر
 ہو کر فرانس کی پابجائی میں بلوے کے زمانہ میں بھی کوتاہی نہیں کی۔ انھوں نے ہم وطنوں کے
 ہنگامہ میزبناؤ اور دھمکیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

اس اثناء میں رائے عامہ کے خیال سے اشتراکی بزدلی محسوس کرنے لگے۔ اور
 انھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ اپنی ذمہ داری کو ان لیڈروں سے علیحدہ کر لیں،
 جنہوں نے ہڑتال کا اعلان کیا تھا۔ اس موقع پر میں نے ”پاپولوڈی اٹالیہ“ میں
 ۲۱ جنوری کو ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا ”بہت دیر کی گئی!“ میں نے اشتراکی
 کی حقیقت کو روشنی میں لائیکل کوشش کی، ان الفاظ کے ذریعہ جو بعد میں پیچیدہ ثابت ہوئے۔
 ”ٹورٹیس کو“ میں نے لکھا اور اس لفظ سے مراد وہ سب لوگ تھے جو
 ”فلوٹوٹی“ کو جو میتیوں کا لیڈر تھا اپنا سردار مانتے تھے، ”پہلے ہی بیدار ہونا چاہیے تھا“

مسوینی کی آپ بیتی
اب موڑتا رہا رہا رہا ہے اور اصلاحات چاہنے والوں کے، بریک، کوشش میں ہیں لیکن
گاڑی نہیں رکتی بلکہ یہ کہنا سچا نہ ہوگا کہ ان لوگوں کی طاقت بھی ختم ہو رہی ہے جو لیور، کے
زور پر کھینچے جا رہے ہیں۔ اتار کے ختم پر ایک زبردست دیوار ہے جس سے موڑنے پر اگر
چور چور ہو جائیگی۔ اس گھنڈے سے نصیحت چلے ہوگی۔ اس کا ذکر ایک فرانسیسی 'لائف' نے
نے بھی کیا ہے۔

”بہر حال بہتر ہوگا اگر کوڑنغز اشخاص قوم کو تباہ و برباد کئے بغیر معقولیت کی طرف

رجوع ہوں۔“

ریلوے کی ہڑتال ۲۹ جنوری تک جاری رہی اور اس اثنا میں ڈپلومیٹک
ہماری خارجی پالیسی پر تباہ کن اثر ڈالتے رہے تقریباً اسی زمانہ میں طبقہ واری جھگڑوں
نے ایک واقعہ کی راہ سوجھائی جس کا تصور بہت ہی رنگین تھا۔ یہ انتظام کیا گیا کہ 'فیوم'
کے مصیبت زدہ بچوں کو 'میلان' لایا جائے۔ وہ ایک تباہ شدہ شہر کی مصیبتوں کو
برداشت کر رہے تھے۔ ان کے معاشی ذرائع بالکل نہ تھے اور وہ اپنی مصیبت کے
ہی رحم و کرم پر تھے۔ 'وٹینا' کے بچوں کے ساتھ جو ہمارے دشمنوں کے بچے تھے
میلان میں اچھا سلوک کیا گیا تھا کیا یہ بات قابل قبول نہیں تھی کہ 'کوآرتیرو' کے اطالوی
بچوں کے ساتھ رحم اور محبت کا برتاؤ کیا جائے؟ 'فیوم' کے ایما سے فسطائیوں نے جو
مہربانی برقی اس کی آواز سارے اطالیہ میں گونجی۔ راستہ میں ہرجائش اور ہراسین پر
ان بچوں کے خیر مقدم کے لئے زبردست مظاہرے کئے گئے۔ پیرس کے محسوس
ہیں روکا کہ ان بچوں کی کامیاب بازگشت پر کچھ نہ لکھیں۔ یہ سب اسی نظام عمل کا جز
تھا جس کا مقصد ہمارے جوش کو باضابطہ طور پر دبانا تھا اور یہ دنٹی، کی سیاسی چال بازی
کی نشانی تھی۔

اپنی نازیبا ڈپلومیسی کی طرف داری میں اس شخص نے ایوان میں 'فیوم' کے متعلق

مسئولیت کی آپہنچتی ۹۲
تقریر کی جس میں تسلیم کیا، کہ باشندوں کے متعلق دوستانہ خیالات کا اظہار کیا۔ اُنس وقت
’ولس‘ عجیب تجویز پیش کر رہا تھا کہ ’فیوم‘ اور ’زارا‘ کو علیحدہ کر دیا جائے اور اُن کی آزاد
جلس اقوام کے اقتدار کے ماتحت تسلیم کر لی جائے۔

دوسرے دن ۸ سرفروری کو میرے اخبار کے پہلے صفحہ پر ایک مضمون چھپا جس کا
عنوان تھا ”ایچ، ای کا گویا“۔ کچھو سے! کی نازیبا تقریر، ”گربل ڈی انٹرویو“ نے
’ایف ایس نیٹ‘ کو اس لقب سے مخاطب کیا تھا اور یہ ہر دل عزیز بھی ہو گیا۔ جلی حروف
کے نیچے ہی میرا لکھا ہوا ادارہ ”مصبیت زدہ“ کے عنوان سے تھا۔ اس کو ’پریس‘ کی
گفتگو سے مصاحبت کی تکلیف دہ تاریخ کے مختصر سے ذکر کے بعد میں نے حسب ذیل
الفاظ پر ختم کیا تھا۔

”حقیقت یہ ہے کہ نئی ’پریس‘ کو دوبارہ واپس جانے کی تیاری کر رہا ہے۔ وہ
’پریس‘ کو اپنی قمیص اتار کر دیدینے کے لئے جانا چاہتا ہے۔ یوگوسلاویا کی ہٹ دھرمی
کے آگے ان کی ایک نہیں جلتی اور ہمارے ’کا گویا‘ صاحب سولے روئے سورنے اور پیچھے
ہٹنے کے کچھ نہیں جانتے۔ ان کی تقریر کا پورا لہجہ مخدوش، خطرناک حد تک مخدوش ہے۔ یہ بیوقوف
جرمی میں اور نہ آسٹریا میں ’نیٹ‘ جیسا مخدوش وزیر ہوا۔ اگر ایسا کوئی ہوتا بھی تو باقی نہیں رہ سکتا
تھا۔ یہ وزیر بھاگتوں کا ساتھی ہے۔ یہ ’موڈی گلیانی‘ کا وزیر ہے، ایک ایسا شخص جو صلح
کو کسی قیمت بھی خریدتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنے کی مسلسل کوشش کرتے ہوئے کہ اطالیہ کے اعظم
کرنے والے ’ٹرنیٹ‘ اور ’ٹریسٹی‘ تھے ’کا گویا‘، یوگوسلاویا کی مقاومت کو ہتیار کا عطیہ پیش کر رہا
اس بدتمیز نے جو صلح پیش کی اس کے مقابلہ میں ۱۸۶۶ء کی صلح ایک شہ کار ہے۔ ’پریس‘ کے
دوسرے سفر میں ’کا گویا‘، دوسری چیزوں سے بھی دستبردار ہو جائے گا۔ ممکن ہے وہ مقام
’زارا‘ یا ’والونا‘ ہوں بہر حال کون جانتا ہے۔ یہ بھی ناممکن نہیں ہے کہ وہ ’کورنیا‘ کو
بھی حوالہ کر دے۔ اور شاید ’مان فاکون‘ کو بھی! ’ہانگ لیا متھو‘ کیوں نہیں؟ ہو سکتا ہے

بہو لینی کی آپ بیتی سے دوستی اس قیمت پر خریدنے کی امید کر سکیں!“
 ”ایسی بدتمیز لوگوں کی وجہ سے ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ’کاگولیا‘ کے اطالیہ کی رعایا ہونے سے تو بہتر تھا کہ ’ماسکی‘ کی جرمنی کے باشندے ہوتے۔“
 ”کا پورٹیو اور ’اباکازینا‘ کے زمانے سے بدتر اور شرمناک دن ہمارے لئے آئے ورنہ۔“
 ”ہم اپنی طاقت دوبارہ حاصل کر لیں گے۔ لیکن اس کے لئے کسی کو پہلے قیمت ادا کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑے گا۔“

حکومت کی داخلی اور خارجی پالیسی اس زمانے کے ایسے اخبارات میں جو قومی زندگی کے مختلف رجحانات پر اثر انداز ہو رہے تھے بحث مباحثہ چھیڑنے میں ناکام نہیں رہی مصلحہ دوسروں کے ’اسٹامپا‘ بھی جس کا صدر ’سینٹ‘، کارکن ’فراسائی‘ تھا جو بعد میں برلین میں سفارت کے لئے منتخب بھی کیا گیا تھا میراث نہ تھا۔ اس کے اختیار کئے ہوئے نظام کی وجہ سے میں نے اس پر بڑی طرح حملہ کیا۔ اس نے اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کیا تھا گویا کہ وہ ہمارے وطن کو رہا کرے گا۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ’سینٹ‘، کارکن ’فراسائی‘، جنگ عظیم میں اطالیہ کے شریک ہونے کا مخالف تھا۔ وہ ہمیشہ اطالیہ کی املیہ اور خونچکان زندگی کے زمانے سے دور رہا۔ اسی لئے ہماری کامیابی پر جب جنگ ختم ہوئی تو وہ اپنے آپ کو وطن کا رہا کرنے والا ظاہر کرنے کے قابل نہیں تھا۔

”دی کوریئر“ ڈی لاسیرا، نام نہاد احزابوں کے خیال کی نمایندگی کرتے ہوئے ’فیوم‘ اور ’ڈال ماٹیا‘ کی تالشی کے خیال کی تائید کرتا تھا۔ ’ولسن‘ نے یہ تجویز پیش کی تھی اور ’البرٹینی‘ نے تائید کی تھی جو ’سال وینی‘ اور ’نئی‘ کی غلط پالیسی سے متاثر تھا۔ ’لاواکے‘ جو سرخ شیعوں کا پرچہ تھا ان تمام بدعنوانیوں اور جھٹوٹوں سے فائدہ اٹھا کر مجھے عوام کے آگے مورد الزام ٹھرایا۔ اور اس ساری ہم کو جو فضول اور غیر موزوں تھی عوام کی جماعت اور پریس کی تائید حاصل تھی۔ اور یہ تائید زیادہ تر بدنام مذہبی گلوں کی طرف سے تھی

مسئولین کی آپ بیتی ۹۴
لیکن اس سے زیادہ اہم یہ بات تھی کہ فسطائیت اور جنگ کی کامیابی کے خلاف ان طاقتوں سے کام لیا جا رہا تھا۔

ہزاروں کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں پولیس، سپاہیوں اور شہریوں کے درمیان زبردست تصادم ہوئے اور پارلیمانی مباحثوں میں جو چیز نمایاں ہوئی وہ یہ تھی کہ ایوان کے فرش پر مکالماتی شروعات ہو گئی۔ یہ قابل رحم نظارے نہ صرف شہریوں اور حکومت کے لئے بلکہ ہماری ساری سیاسی زندگی کے لئے بھی باعث ذلت تھے۔

چند ہی ہفتوں کے دوران میں تین مرتبہ وزارت خطرہ میں پڑ گئی، لیکن ہمیشہ دینی جتنا اقتدار رہا۔ سوال، جیسا کہ جمہوریتوں میں ہمیشہ ہوتا ہے، باہمی رعایتوں کا تھا اور یہ مراعات بہت زیادہ تھیں، قابل رحم تھیں، اور سیکار۔ کسی کو قوم کی سماج کی دوبارہ تعمیر کی فکر نہ تھی، اس قوم کی جس نے ایک غریب جنگ فتح کی تھی اور جس کو اس حقیقت کا مقابلہ کرنا تھا کہ وہ ایک ایسی دنیا میں ہے جہاں حقیقی حرکت کرتی ہیں۔ فسطائیت جو بزدلی، مصاحمت، اور گھر کے سمندر میں روشنی کے نیار کی مانند تھی جنگ میں مصروف تھی۔ اس کی طاقت میں اندھا دھند پیروی کرنے والوں سے اضافہ ہوا۔ وہ حکومت نئی کا نشانہ تھی۔ اس نے مجھے نشانہ ملامت بنایا اور اس کے جریدہ نگاروں نے سیاسی معاملات میں میری تردیدوں کو جمع کرنے کی فضول کوشش کی۔ اشتراکیوں نے جنہیں میری اخلاقی اور جسمانی طاقت کا اچھی طرح علم تھا بدلہ لینے کے لئے مجھے گھیر لیا۔ آخر کار وہ کچھ فاصلہ پر گھومنے لگے۔ وہ محتاط تھے اور حقیقتوں سے

ان شاموں میں سے ایک شام کو جب کہ میلان، ان بد معاشرلوں کے رحم و کرم پر تھا میں نے اپنے آپ کو 'پازاؤل ڈولو' کی ایک کیفے میں جو لمبارڈین کامر کر تھا محصور پایا جبکہ میں 'مائل بیانچی' کے انتظار میں کچھ پی رہا تھا ایک سواشر کی اور غصے کیے میں داخل ہوئے اور بہتک آمیز فقر اور گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ مجھے پہچان لیا۔ تھا۔ غالباً وہ اپنا سواشر کہ غصہ اتارنے کے لئے مجھے مارنا چاہتے تھے اور اس طرح ایک

مسوینی کی آپ بیتی عرصہ داز سے سوچا ہوا بدلہ لیتا چاہتے تھے۔ مجمع بڑھتا ہی بڑھتا گیا اور جب خطرناک حد پہنچ گیا تو کیفے کا مالک اور خزانچی عورت نے دوڑ کر جلدی سے دروازے بند کر دیے۔ اس عورت نے، جیسا کہ اس نظم کی زمانہ میں عام طریقہ تھا۔ باہر چلے جانے کے لئے کہا کیونکہ میری وجہ ان کے لئے ایک خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ میں نے اس خواہش کے عادیہ کا انتظار نہیں کیا میں ایسے ہنگاموں کا بلا خوف مقابلہ کرنے کا عادی ہوں۔ ہنگامہ تنہا زیادہ ہو گا اس کے قریب جانے میں آدمی اتنی ہی زیادہ ہمت کرے گا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے آگے جانے میں نے کوتاہی کی۔ میں نے لیڈروں کی طرف نظر کی اور کہا، ”آخر تم مجھ سے چاہتے کیا ہو؟ مجھے مارتا چاہتے ہو؟ تو پھر شروع کرو! لیکن اس کے بعد ہوشیار رہنا کیونکہ جو جھک تم کو دے گا یا صدمہ تم پہنچاؤ گے اس کا تھیں گراں قدر معاوضہ دینا پڑے گا۔“ بھیڑیوں کے اس مجمع کی تصویر میرے ذہن میں ہے۔ وہ خاموش تھے اور ایک دوسرے کو تنکے سے تھے۔ خوف جو ہمت کی طرح متعدی ہے مجمع میں پھیل گیا۔ وہ واپس لوٹے اور منتشر ہو گئے البتہ وہ دور ہی سے آخری ہنگامہ آمیز فقرے سناتے گئے۔

میں نے یہ واقعہ محض اس لئے بیان کیا کہ فسطائی زندگی کے عام واقعات کا یہ ایک نمونہ تھا۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دوسرے واقعات کا خاتمہ اس طرح پر سکون نہیں ہوتا بلکہ مار پیٹ، چاقو کے زخم، گولیاں، حملے، ظلم، زیادتی اور قتل پر ہوتا ہے۔ گئی ان دنوں جنرل ڈیاز، جو آخری حملہ کا فاتح تھا اور نیٹو کے درمیان مخالفت برپا تھا معاہدہ لندن جس نے اطالیہ سے کچھ وعدے کئے تھے ٹوٹ گیا۔ اڈریامک، ساحل غیر محفوظ حالت میں تھا۔ ڈیپو میک کلبوں میں لے سکی افاہین پھیل رہی تھیں۔ ’یوگوسلاویا‘ کے باشندوں کے، اڈریامک، ساحل پر بس جانے کے خوف نے ناخوش اور غیر مطمئن افراد کو روم میں متحد کر دیا۔ طلباء، پروفیسر، مزدور، شہری اور متجہ نامندے وزراء اور سیاست دانوں کی مشنت سماجت کر رہے تھے۔ ’ڈال میٹیا‘ کو اطالوی زندگی کی بہترین منتخب جماعتوں

مسئولین کی آپس میں تائید حاصل تھی۔ ان سب طاقتوں نے اطالیہ کے جنگ میں حصہ لینے کی سالگرہ کے موقع پر ’ڈال میٹیا‘ کی تائید میں ایک پریڈ ترتیب دی جس کا مقصد وطن کے ساتھ وفاداری کا اظہار تھا۔ اس موقع پر دارالخلافہ میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو ابھی ہمارے ذہن میں محفوظ ہے۔ اس سے ایک عام منافرت پیدا ہو گئی ’رائل کارڈز‘ نامی ایک نئے پولیس کے دستے نے جوئی کی مقصد برآری کے لئے قائم کیا گیا تھا اس پریڈ کو آندھی کی طرح اگھیرا اور استخبار کی۔ کئی بے جان ہوئے اور کوئی بچاؤ کے قریب نہ رہی۔ روما کی تاریخ میں یہ سب سے زیادہ تازیما حرکت تھی اور اس حملہ کو ناکافی سمجھ کر ڈال میٹیا، کے سارے طرفداروں کو جو روامیں تھے گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ بہت کم لوگوں کو احتجاج کی ہمت ہوئی۔ مظلوم بے زبان تھے اور حاکم شہر پر۔ ایوان میں قوم پرست اہل قلم، لہو کی سیمیلیانی، اور نیگل برٹو مارٹر نے آواز بلند کی لیکن صدائے بازگشت پیدا نہیں ہوئی۔ ’پاپولوڈی اٹالیہ‘ کے کالموں میں میں نے شکایتوں کے دفتر کھول دیئے۔ جس طریقہ سے عوام کی بے عزتی کی گئی تھی اس قدر کے خلاف میں نے سخت احتجاج کیا۔ اور میری آواز کی گونج ’سینٹ‘ میں پیدا ہوئی، اس ’سینٹ‘ میں جہاں تاریخی موقعوں پر ہمیشہ بڑے آدمی اطالوی زندگی کی عزت، اس کے حقوق اور اس کی شرافت کی پاسداری کے لئے کھڑے ہو جاتا کرتے تھے۔

ارکان ’سینٹ‘ کا ایک گروہ جس کا صدر سپہ سالار ڈیاز تھا۔ اس نے حسب ذیل تحریک پیش کی۔

”سینٹ حکومت کے اُن طریقوں پر اظہارِ افسوس کرتی ہے جن میں ایک ایسے ضبط کی کمی کو برداشت کر لیا گیا تھا جو سلطنت کی طاقت کو توڑ دیتا ہے اور ہماری فوج کی کامیابی اور عوام کی قابلِ تعریف قوت و مقاومت کو گھٹا دیتا ہے۔ ان سے وطن کی ہمدردی کے لئے متحدہ کوشش اور شہری ترقیوں کے حصول کے پر امن طریقے معرضِ خطر میں پڑ جائیں

مسوینی کی آپ بیتی ۹۷
یہ اطالوی روایات کے خلاف ہیں اور یہ اپنی اس کتاب کو ۱۲ ستمبر کے قوم پرستانہ مظاہرے میں
جس میں بغیر عدالتی کارروائیوں کے ڈال میٹیا، اور فیوم، کے طرفداروں کو جو روماکے
جہان تھے گرفتار کر لیا گیا۔

دستخط کرنے والوں میں ڈیاز، کے نام کے ساتھ رکن سینیٹ، اٹلی یوہانس جوہور
مورخ تھا، اڈمیرل تھاؤن ڈی ریول اور اطالوی طاقت کی کئی اونچی شخصیتیں تھیں۔
دستخط کرنے والوں کی جملہ تعداد ۴۴ تھی جن میں سینیٹ کے چار نائب صدر بھی شامل تھے۔
اس تحریک میں اطالوی روایات کو بیدار کرنے کے انتشارے سے زیادہ جنگ
کی اطالوی کامیابی کے ساتھ جو تباہ کنی سلوک کیا گیا تھا اس کے خلاف طاقت اور قوت کو
جمع کرنے کا احساس موجود تھا۔ آرمینڈو ڈیاز، اس کا لیڈر تھا۔ جرنل سیسیو، کے
اردگرد و ٹوریو ڈیٹو کی کامیابی تھی۔ اس نے دیکھا کہ سپاہی اور سپہ سالار کا اونچا مطلع نظر
روز بروز دھندلا پڑ رہا تھا۔

مٹی گورنمنٹ جو زوال رسید جماعت اور مہلک پارلیمانی نظام کا جز تھی جس کی بنیاد
پر مصلحتی سیاست دانوں کی وجہ سے خود غرضی کا کلک کا ٹیکہ لگا ہوا تھا، جو قوم کی پروا
بغیر اپنی طاقت بڑھانے کی کوشش میں تھی اور جس کا کوئی دلیرانہ مطلع نظر نہ تھا تیسری مرتبہ
بڑی طرح ٹوٹ گئی۔ گیلوٹی پھر برسر اقتدار آیا۔

اتنی ذلتوں کے بعد ظاہر ہو گیا تھا کہ پارلیمنٹ اور سیاسی نظام پر عایا کی قسموں کی
رہنمائی کرنے کے لئے قطعی ناموزوں ہے۔ نئی، کی تیسری شکست کے بعد گیلوٹی، برسر اقتدار
آیا اور اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے وزارت عظمیٰ کو ایک پیشہ بنا رکھا تھا۔
اس کی واپسی سے ہم میں سے بعضوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ نام نہاد دیوالیہ حکومت خود
اختیاری کا وصول کنندہ ہے۔

انصاف اس کا متفق ہے کہ گیلوٹی کی خالص زندگی کو پاک تسلیم کر لیا جائے لیکن اس کی سیاسی زندگی کے متعلق

مسئولین کی آپہنچتی ایسی ہائی کا تین تین نہیں کیا جاسکتا۔ اس کو اطالوی زندگی کی حیا کی تصویر بنو۔ اعتماد نہیں تھا۔ دو عملی کا طرفدار ہونے کی وجہ سے اطالوی مسائل کو وہ پارلیمانی اور جمہوری اصول پر حل کرنے کا قائل تھا۔ اس لئے وہ اپنی طبیعت کی خاص افتاد کی وجہ سے جنگ کے زمانہ میں الگ نکل گیا رہا۔ فوج کے بعد وہ پھر میدان میں آمو جو ہوا اس شخص کی طرح جو اپنا کاروبار بند کرنے کے لئے آگیا ہے۔ جو کاروبار وہ بند کر رہا تھا یقیناً خفی تھا کہ اس کے ساتھ ہی بہت ہی شاذ بھی تھا اور خیالی نقطہ نظر سے متحد قوم کی طرح ہماری تاریخ کی ایک نئی گولڈی، وکٹوری، وزارت کی گھریلو پالیسی کے ظاہر ا متصادم اچھے تھے۔ نئی کی تکلیف وہ

برائوں کے بعد عوام کو ترغیب دی گئی تھی کہ وہ بغیر کسی عداوت کے نئے حاکموں کو قبول کر لیں۔ اجنبی کارندے جنہیں گھریلو سیاسی مدد بھی حاصل تھی البانیہ کے لوگوں کو ہمارے خلاف اٹھاتے تھے۔ یہ سرزمین جو باری سے صرف ۲ گھنٹوں کے فاصلہ پر ہے، جو ہمارے تمدن میں ہمیشہ گہلی ملی ہوئی ہے اور جہاں ہماری سلطنتی ہوئی جنگاریوں کی بدولت موجودہ شہر نئی زندگی کی روشنی ہوئی، دفعتاً ہمارے خلاف باغی ہوئی۔ ۱۹۰۸ء سے ہم والونا، میں خطرات کی دیکھ بھال کے لئے تھے اور ۱۹۱۲ء سے وہاں ہماری فوج بھی تھی۔ ہم نے وہاں شہر بسایا تھا، شفا خانہ بنایا تھا اور سرکاری تعمیر کروائی تھیں جو مسرہ دیا، کی فوج کے لئے پناہ گاہ جہاں ۱۹۱۶ء میں اس کو شکست ہوئی تھی۔ البانیہ میں ہم نے کروڑوں ڈیلرے، صرف کئے تھے اور ہزاروں سپاہیوں کو متعین کیا تھا تاکہ اس چھوٹی سی سلطنت ایک منظم طریقہ پر باقی رہے اور اس کا مستقبل اچھا ہو۔

میں جانتا تھا کہ البانیہ سے متعلق کسی فیصلہ کن پالیسی کی توقع وکیوٹی سے رکھنا ہیچا۔ گھریلو جھگڑوں کو چالو تھے اس کے دل و دماغ کو معطل کر رکھا تھا اور ایسے میں خارجی پالیسی کی طرف اس کا متوجہ ہونا ناممکن تھا۔ اُن دنوں معزز مسورزا، وزیر امور خارجہ تھے۔ اڈریاٹک کے مسئلہ کی تباہی کے لئے یہ کافی تھا۔ اسی اثنا میں ہماری حکومت کی بیوقوفی سے ہماری فوج کو والونا، چھوڑنا پڑا۔

مسوینی کی آپ بیتی بہم فہمست کی دوسری شکل میں داخل ہوئے۔

۱۹۲۱ء میں ایسی ریل گاڑیوں کو روکنے کی منظم کوشش کی گئی جن میں سپاہی یا پولیس والے ہوں کچھ اسی قسم کی حرکت پادریوں کے ساتھ بھی ہوئی۔ طاقت کے اس بے جا استعمال کے خلاف صرف میں نے ہی آواز بلند کی۔ اطالوی اپنے موقعوں کے متعلق احمقانہ خیالات میں مبتلا تھے اور وہ کچھ اس طرح اندھے ہو گئے تھے کہ انھیں اپنی طاقت اور اپنا غرور تک نظر نہ آتا تھا۔ جو معاومت کی کوشش کرتے یا دعو علی کے خلاف زبان کھولتے یا حکومت کی پالیسی کی مخالفت کرتے ان پر حکومت خود ہی مقدمے چلاتی۔

دکریلونا، کے ایک اسٹیشن ماسٹر سینر برگون زونی، کا ایک واقعہ میرے مشاہدہ سے گزرا۔ اس نے اپنے ماتحت ریلوے کے ملازمین کو حکم دیا کہ اس ڈبہ کو ریل گاڑی میں لگا دیں جس میں سپانسرز، کو جانے والے سپاہی تھے۔ اس معمولی سی بات پر ریلوے سنڈیکیٹ نے جو اشتراکیوں کے قبضہ میں تھی امور عامہ کی وزارت سے مطالبہ کیا کہ اسٹیشن ماسٹر کو ملازمت سے برطرف کر دیا جائے۔ لیکن چونکہ وزارت نے سنڈیکیٹ کا مطالبہ پورا نہیں کیا اور اپنی رائے پر قائم رہی اس لئے میلان میں جس کو اس واقعہ سے بظاہر کوئی تعلق نہ تھا ۱۲ دن تک ریلوے ہڑتال کی گئی۔ میلان جہاں ۹ لاکھ کی آبادی ہے اس طویل عرصہ میں اس پاس کے مقامات سے بے تعلق رہا۔ نہ کوئی آسکا اور نہ کوئی باسکال البتہ گچھوں کی قسم کی پُرانی سواریوں اور دریائے دنا و گلیو، میں کشتی رانی کے ذرائع انتہال لاپے ہمارا سب سے بڑا جدید شہر میلان، سیاسی انتشار کے زیرِ اقتدار تھا۔ وہ فوجی عنصر جو آسانی کے ساتھ موقع کو اپنے ہاتھ میں لے سکتا تھا مقامی عہدہ داروں کے رحم و کرم پر تھا۔ انھیں فوج کے لئے روٹی پکانے کے لئے مقامی عہدہ داروں سے آٹا مانگنے کے لئے بھی مجبور ہونا پڑا۔ ضلع میلان، کی حدود پر جو اسٹیشن تھے ان میں سامان کا انبار لگا ہوا تھا لیکن یہ سب گودام تباہ حال تھے اور بُری طرح چور چکوروں کی لوٹ مار میں تھے

۱۰۰
 مسیحی کی آپ بیتی
 آخر کار تیرہ دن بعد ۲۴ جون کی صبح کو ایک جلسہ کے بعد جس میں قتل عام ہوا ریلوے کے متعلقین
 نے شہریوں کے اشتعال طبع سے متاثر ہو کر مناسب سمجھا کہ دوبارہ کام پر لگ جائیں۔
 لیکن سلطنت کا اقتدار مرجھا تھا اور دفن کے لئے تیار بھی تھا۔

’گیولٹی‘ وزارت مالی شکلات میں پھنس گئی۔ ’گیولٹی‘ خود اشتراکیوں کو مطمئن کرنے
 کے لئے چاہتا تھا کہ جنگ کا سارا نفع پھین لے اور وراثت کا ایک زبردست ٹیکہ نافذ
 کر دے۔ اس آخر الذکر قانون سے جو بالکل اشتراکی تھا خاندان کو باپ کے سلسلہ سے
 متعلق نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کے ذریعہ مالک جائیداد کے اس حق میں مداخلت کرنا تھا جس
 ذریعہ وہ اپنی دولت اپنے ورثاء کے نام چھوڑ سکتا تھا۔ اس کے اثرات نہ صرف معاشی
 تھے بلکہ اخلاقی اور سماجی بھی۔ ایک ادارہ کی حیثیت سے سرمایہ عالم طفولیت میں رہے۔
 اس کی منتقلی کا حق لازمی طور پر انسانی خواہش، فلاح اور تمدن کے اس المہ کی ترقی میں
 معاون ہو گا۔

بین الاقوامی پالیسی کے ماتحت وزیر خارجہ کا ونٹ و سودزا، نے معاہدہ اسپا
 مرتب کیا، ’پروٹوکول آف ٹرانا‘، ’پروتھکٹو کٹے جس میں‘ و’الونا‘ اور ’البانیہ‘ سے
 دست برداری حاصل ہو گئی تھی، ترکی سے ’سیوے‘ کا کمزور معاہدہ کیا گیا، اور ’نیوم‘ کے
 سوال کو بھی ختم کرنے کی بہر حال کوشش کی گئی۔ آخر الذکر واقعہ معاہدہ ’راپالو‘ کے بعد
 معاہدہ لندن جس کی ’روس‘ ڈال میٹیا، اطالیہ کو دے دیا گیا تھا بغیر کسی منصفانہ سبب کے
 کچھ اس طرح گول مول کیا گیا کہ اس پر مزید بحث ہی ناممکن تھی۔ ’سینٹ‘ کی ساری کمزور
 آوازوں میں پرانے وقتوں کی ایک نشانی دسکیا لویا، نے کہا کہ معاہدہ لندن کو
 ’جُن لوگوں نے اپنی ہوشیاری سے روبرو عمل نہ ہونے دیا اور اس کا اثر زائل کیا وہ
 اطالوی ہی ہیں“

یقین کر کے کہ خارجی پالیسی کے زوال کی طرف لیجاتے ہوئے سیلاب کو روکنا

مسو لکھی کی آپ بیتی
 ضروری ہے میں نے اپنے فطائی نظام اور پالو پوڈی اٹالیہ سے استعمال شروع کیا اور کچھ
 بند تیار کرنے شروع کئے۔ گندے پانی کو روک رکھنا مشکل تھا۔ ہر قیمت استمالیت کی طرف
 رجوع ہونے کا رجحان تھا۔ مجھے اقرار ہے کہ زمین، کی طاقت نے ایسا اثر پیدا کیا جس کی نظیر
 صرف دیوالا ہی میں مل سکتی ہے۔ یہ روسی آمر عوام پر چھا چکا تھا۔ اس نے عوام کو مسحور
 کر لیا تھا اور ان پر کچھ اس طرح کا جادو کر دیا تھا گویا کہ سحر زدہ چڑیا کے بچے ہیں کچھ دنوں
 بعد ہی روس میں خوفناک قحط پھیلنے کی اطلاع نے اور ہمارے اس وفد کی ہمتیا کی ہوئی معلومات
 نے جو استمالیت کا مطالعہ کرنے روس گیا ہوا تھا عوام کی آنکھیں کھول دیں اور روسی جنت کے
 سراب کی حقیقت بے نقاب ہو گئی۔ جوش رفتہ رفتہ ٹھنڈا پڑ گیا اور آخر کار زمین کا نام صرف
 ہمارے سیاسی دلدل میں ہاتھ پاؤں مارنے والوں کی زبانوں پر ہی جھنڈے کی طرح لہرا گیا۔
 اٹالیہ کی فوجی طیارہ گاہیں بند کر دی گئیں۔ مشینیں بدل دی گئیں۔ بہر حال کچھ کوششیں
 ایسی بھی ہوئیں کہ ان سے شہری ہوائیات کا کام لیا جائے۔ اس زمانہ کا ایک بہت ہی ٹھیک
 اور ڈرامائی واقعہ ورونا، کی قصا میں ہوا۔ وینس سے واپسی پر ایک بڑا طیارہ شہر میں
 گر پڑا۔ اسی حادثہ میں ۱۴ جاںیں تلف ہوئیں جن میں ہوا باز بھی شامل تھے اور میلان کے
 کئی جریدہ نگار بھی تھے۔ اس المیہ سے سارا اٹالیہ متاثر ہوا اور عام طور پر ماتم کیا گیا لیکن
 مجھے دیکھ کر دہشت ہوئی کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر عہدہ داروں نے ہوا بازی کی بحث
 کو ختم ہی کر دینا چاہا اور جو چند مشینیں اور دوسرے متعلقہ سامان باقی رہا تھا اس کو برخواستہ کر دیا۔
 عین اسی وقت میں ہوا بازی سیکھنا چاہتا تھا۔ جو طیارہ ورونا، میں گرا اس کی نگہبانی
 میرے وطن کے ایک ہمسایہ لفٹننٹ ریڈولفی کے ذمہ تھی۔ اس کا جنازہ فورلی، کے قبرستان
 کو بھیجا گیا۔ میں فورلی، میں چند دوستوں کے ساتھ آرام لینے کے لئے گیا ہوا تھا۔ میرے
 وطن میں میرا استقبال سرد مہر سجا بلکہ مخالفانہ کیا گیا۔ میرے خوش اخلاق بننے کی ساری کوششیں
 اور ریڈولفی، کی موت کے بعد میرا ہوا بازی کا شوق بیکار معلوم ہو رہا تھا۔ ان دنوں

۱۰۲۔ مونی کی آپتی کی مادی قیمت نہ ہو بے ضرورت سمجھی جاتی تھی۔ وہ زمانہ ایسا تھا جب کہ لوگوں کا خون سفید ہو گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے گبریل ڈی انزیو، کی کوشش جو سلطنت کی ایک مستحکم صورت بنانے میں مقیوم، میں مصروف تھا عوام کے تصور میں نہ آسکیں۔

لیکن میں نے اسے نہیں چھوڑا اور بار بار اڑتا گیا۔ 'مان ٹوا' پر سے پاپو لوڈی اطالیہ کے غلہ کے ساتھ اڑا۔ میں اپنی طرز روش سے یہ ظاہر کرنے پر تیار ہوا تھا کہ اطالیہ کے امکان میں سے ہوا بازی کو غائب نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس میں ترقی ہوئی چاہیے خواہ اس سلسلے میں کتنی ہی تکلیفیں اٹھانی کیوں نہ پڑیں جب کبھی موقع ملتا میں اپنی شخصی مثال پیش کرتا اور میرے دوست احباب بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

عوام کی بڑھتی ہوئی سحر زدہ حالت اور حکومت کی کمزوری کا نتیجہ یہ نکلا کہ ستمبر کی ابتدا میں سارے کارخانوں پر اشتہاریوں نے قبضہ کر لیا۔ کیونکہ وہ پیداوار کے ذرائع پر اپنا تسلط چاہتے تھے۔ مزدور اپنی بچکانی سمجھ سے اور اس سے زیادہ اُن کے سردار جو انہیں دھوکا دے رہے تھے اپنی جاہل بازی سے یہ ظاہر کر رہے تھے کہ بغیر کسی پیش قیاس منصوبہ کے سارے کارخانوں، ان کی پیداوار اور ان کے انتظام فروخت کی بلا واسطہ تنظیم کر سکیں لیکن حقیقت میں گو کہ اس کا عام طور پر احساس نہیں ہوا وہ صرف معمولی قسم کے ہتھیار مثل تلواروں اور چھروں کے سوا اور کچھ بنا نہ سکے۔ اس بچکانی مظاہرے اور نفرت اور بزدلی کے اظہار میں ان کے اکیس سے کم دن ضائع نہیں ہوئے۔

ایک دفعہ قبضہ ہونا تھا کہ سارے میجر، مالک اور مزدور سب کے سب کام کرنے سے جدا ہو گئے۔ تجارتی نشان اور کارخانوں کی علامتیں الگ کر دی گئیں اور کارخانوں کی چھتوں اور دروازوں پر سرخ جھنڈے جن پر سوویٹ، کی نشانیاں درانتی اور ہتوڑا بنی ہوئی تھیں تالیوں کی گونج میں لہرا دئے گئے۔ ہر ادارہ کی ایک کھٹی مقرر رہے جس کو اشتراکی اشتہاری قانون کے ماتحت رکھا گیا۔ ٹیلیفون کے ذریعہ ان سب کو

مہولہ کی آہستہ آہستہ دھکیاں دی گئیں جو اس تحریک میں حصہ نہیں لے رہے یا ہم جیسے پاپولووی اٹالیا، ہالینڈ کو جو سوویت، کی اس خوفناک نقل کے خلاف بغاوت کرنے کی فکر میں تھے۔

کارتانوں پر قبضہ کے بعد ہی بہت ظالمانہ کارروائیاں ہوئیں۔ 'یورن' میں جو کہ 'پیڈمانٹ' کا دارالسلطنت تھا اور جہاں شہنشاہیت کی قدیم روایات نیک نام تھیں اسے 'سرخ عدالت'، اپنی پوری طاقت کے ساتھ کا فر مانھی۔ 'مار یوسان زینی' کو جو ایک قوم پرست تھا اور جس نے فسطائیت کو قبول کر لیا تھا فردوروں نے گرفتار کر لیا اور ایک ظالمانہ اور انقلابی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس کا سینہ گولیوں سے پھینکیا گیا اور اس کی 'نفس کو گڈھے میں پھینک دیا گیا۔ کسی نے عیسائی رحم و کرم سے کام لیکر اس کے جسم کو چلے کے قریب لایسٹیکس لیکن چونکہ وہ بھی اس زمانہ کی حرفت کی طرح سر د تھا اس لیے ایک اور نے جو کچھ متقی جان باقی رہ گئی تھی اس کو بھی ختم کرنے کے لئے اس غریب شہید کے جسم کو خوب ٹھوکریں ماریں۔ 'سان زینی' کا جرم صرف یہی تھا کہ وہ فسطائی تھا۔ ایسا ہی بڑا و کئی اور لوگوں کے ساتھ کیا گیا۔ عورتیں بھی ایسی بدسلوکی اور تنگ انصاف مظالم سے بچ نہ سکیں۔ ظاہر ہے کہ آزادی افعال کے اجارہ نے ہیما نہ مظالم کی فہل اختیار کر لی۔

اختیار و انتی نے اس موقع پر اس ہیما نہ قتل کے متعلق لکھا "زندگی کے دور میں ہو سکتا ہے کہ کوئی قوم پرست ہو، فسطائیت کی حدود میں داخل ہو جائے، موجود ضبط و نظم کے رجحانات پر غور و فکر کرے اور آخر کار گرفتار ہو کر قتل کر دیا جائے۔ یہ قیمت کا معمولی کرشمہ ہے۔"

ہنگامہ خیز مظاہروں کے مواقع کے لئے متعدد اطالوی شہروں کے کارتاناں پر تسلط جایا گیا۔ 'مان فاکلون'، میلان، اور جزیرہ نما کے دوسرے شہروں میں اموات واقع ہوئیں۔

۱۰۴
 مسولینی کی آپ بیتی
 جس طرح پھونک مارے سے موم بتی بجھ جاتی ہے اسی طرح ہمارا بیرونی قرضہ ختم ہو گیا
 صلح کے بعد بھی ہماری قوم کے لئے دوبارہ سرمایہ فراہم کرنے کا خیال پیدا نہ ہوا تھا اور
 ہر شخص اس کی بربادی کو محسوس کر سکتا تھا۔ مطلب نے نوٹ چھاپنے شروع کر دیے۔
 ظاہر ہے کہ اس رقم کا زیادہ چالو ہونا لازمی تھا اور یہ بھی ضروری تھا کہ ہماری معاشی
 زندگی کو تباہی سے بچانے کے لئے اس کاغذی سیلاب کو روکا جائے۔ دس سال کے
 بعد بھی ہم اس غلط طریقہ کار اور بے راہ روی کے نتائج کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔
 اس قسم کے مصنوعی مالیات نے ہماری تباہی میں عجلت پیدا کر دی۔ میں نے
 اس خدشہ کا ذکر مضامین کے ایک سلسلہ میں کیا جو ایوان کے ایک رکن، میڈا، سے
 مباحثہ کے ضمن میں لکھے گئے تھے۔ میں اب کہہ سکتا ہوں کہ اُس بُرے وقت میں کوئی
 بھی ایسا نہ تھا جو اطالویوں کی صحیح رہنمائی کرتا۔ مالیاتی معاملات میں ہم سیدھے تباہی
 کے منہ میں جا رہے تھے اور مسنوزا، اپنی خارجی پالیسی کی پُرانی لکیر پیٹ کر دست برداری
 کے اعلانات کا ایک نانتا باندھ رہا تھا۔ وہ راپالو، پہنچا اور اسی وقت سے
 دیوم کا قلعی قطع ہو گیا اور اس شہر کی بے چینی اس شخص کی مانند ہو گئی جو کہ کانٹوں کے
 بستر پر ہو۔

چوتھی نومبر کو ہماری فتح کی جب سالگرہ ہوئی تو بیداری کے دوبارہ آثار پیدا ہونے
 کا امکان ہوا۔ روما اور میلان دونوں جگہ قوم پرستی کا مظاہرہ ہوا۔ سامے
 اطالیہ نے سالگرہ کا جشن بنایا اور میں نے بھی۔
 لیکن یہ ناپائیدار تھا۔ تقریباً فوراً ہی بعدِ بلوگنا، میں سلیس، ڈی اچورسیو،
 فیریئر میں پلیس لیٹنس اور دیوم میں خونی کرسس کے اعلیٰ واقعات پیش آئے۔
 بلوگنا میں مٹھی بھر ہار دے فسطائی، ارنیائی کی قیادت میں تھے۔ ہمیں معلوم تھا کہ
 اشتراکی اپنے متاثرہ رقبہ میں اور ساری وادی میں بلوگنا، کی نئی شہری سرخ حکومت کے

مسئلہ کی آپ بیتی ۱۰۵
قیام کی شاندار تیاریاں کر رہے تھے۔ ۲۱ نومبر کو سٹی ہال پالیس کے اونچے میناروں اور
خانگی عمارتوں پر سرخ جھنڈیاں بڑی تعداد میں لہرائی گئیں۔ اس کا بھی انتظام کیا گیا تھا کہ
کبوتروں کی گھڑیوں کو چھوڑا جائے تاکہ وہ بلوگنا کے اشتراکیوں کی مبارکباد دوسرے
مقامات تک پہنچا سکیں۔ سارا شہر اشتراکیوں کے قبضہ میں تھا اور وہ سوویت، کاسٹور
اختیار کرنے کے قریب تھے۔ شہری حکومت کی اقلیت جو فسطائیوں پر تل تھی جلسہ میں
موجود تھی۔ سرخ قبیلہوں نے اس کو ایک دعوت مبارزت سمجھا۔

بلوگنا کی فسطائی جماعت نے جس کا صدر مقام مارسالا، نامی ایک شہر پر تھا،
عوام کے نظم کو ہر قیت پر بچانے کے لئے کئی دستوں کو مرتب کیا۔ دوپہر میں فسطائیوں
کی تحیر و ہتک میں اضافہ ہوا۔ فسطائی جماعت نے اپنے استہاروں سے ظاہر کر دیا کہ وہ
تہیہ کر چکی تھی اور اس نے عورتوں اور بچوں کو تانکید کر دی کہ دروازہ مقفل کر کے گھر ہی
پر رہیں۔ یہ پیش قیاسی کی جا چکی تھی کہ بلوگنا کی گلی کوچوں میں کوئی المیہ ہونے والی ہے۔
بلوگنا کے فسطائیوں کا غم صمیم جن کی رہنمائی، ارپائی، کر رہا تھا اشتراکیوں کے لئے
تنازیہ نہ تھا نہ صرف اس لئے کہ وہ محسوس کر رہے تھے کہ اب وہ جو چاہتے نہیں کر سکتے
بلکہ اس لئے بھی کہ ان کے قائد در رہتے تھے۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خوف
اور زبردلی اطالیہ کی اشتراکی جماعت کی نمایاں خصوصیتیں تھیں۔

اس وقت جب کہ تقریباً تیس فسطائی چھوٹے چھوٹے دستوں کی شکل میں ڈانڈین
ڈنزا اسٹریٹ، سے جہاں اشتراکیوں کا مجمع تھا نکلتا چاہ رہے تھے ایک عام بھوٹ
پر لگی اور نظم کے ساتھ شور و غوغا ہونے لگا۔ مجمع کا ایک خوف زدہ حصہ وٹسی ہال
کی طرف لپکا اور اس کی کمپوٹ میں داخل ہو گیا۔ اشتراکیوں نے قلعہ کی طرح اس کا محاصرہ
کر لیا اور خوف کے مارے سے سمجھ لیا کہ سب بھاگنے والے فسطائی تھے۔ انھیں ڈرتھا
وٹسی ہال، پر کہیں حملہ نہ ہو جائے اس لئے انھوں نے مجمع پر دیوار سے دتی بم پھینکنے

اس سے مجمع کے عام خوف میں زیادتی ہوئی۔ بہت سے لوگ اشتراکی نظام کے ٹکٹ پھاڑ بھاڑ کر بھاگنے لگے جبکہ ”پالیں“ کے اطراف اور اس کی کپاؤنڈیں ایسے واقعات ہونے لگے، ٹی کونسل کے ہال میں دفعتاً ایک المناک حادثہ ہوا۔ اشتراکی ارکان جن میں فسطائی حملہ کا ڈرتا نکل بھاگنے کے لئے راستہ پر جمع ہو گئے۔ ان میں سے کچھ عوام کی اشتراکی جماعت میں جا ملے اور کچھ کونسل کے قدامت پرستوں کی چھوٹی جماعت سے بھاگ گئے۔ اب گولیوں کی آواز ہال سے آنے لگی۔ گارڈاؤنڈ سے منہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ چند ہفتی اراکین کونسل جن میں گیورڈانی، اووگیلیو، بیگی، چالیوا، ماناری شامل تھے اپنی جگہ پر مستقل رہے اور ان سے خوف سے بھاگنا یا ہوا غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ کسی نے گولی چلائی اووگیلیو اتفاق سے بچ گیا۔ لیکن دوسری گولی نے لفٹنٹ گیورڈانی کا کام تمام کر دیا جس نے میدان جنگ میں گولیاں چلائی تھیں اور جو معدودہ ہو چکا تھا اور جس کے کارناموں سے اشتراکی نفرت کرتے تھے۔ اسی اثنا میں اس خونی بغاوت کے منتظم مجمع پر بم پھینکنے میں مصروف تھے اور اسی سلسلہ میں انھوں نے بھاگنے والے اشتراکیوں کو فسطائیوں کے دھوکے میں ہم کا نشانہ بنایا۔ قتل و غارت بہت ہی خوفناک تھا۔

اسی قسم کی ایک واردات کچھ ہی عرصہ بعد فریرا میں ہوئی جبکہ تاریخی قصر اسٹنسی میں ایک زبردست اشتراکی مظاہرہ ہونے والا تھا۔ فسطائیوں کا ایک دستہ اس مقام پر جا رہا تھا کہ گولیوں کی ایک پوری بارش چلی۔ تین فسطائی قتل ہوئے اور کئی زخمی۔ فریرا، بلدیہ اور سارا صوبہ اشتراکیوں کے قبضہ میں تھا۔ یہاں کے عہدہ دار پولیس کو گرفتار کرنے کی دھمکی دی گئی اور عام طور پر ایک انتشار کی لہر دوڑ گئی۔ بلوگن کی گنڈی روح اسٹنسی کے صوبہ میں بھی کارفرما تھی۔ میں کسی طرح محسوس کرنے لگا تھا کہ کوئی بھی ان المناک حادثوں کے آثار دیکھ سکتا تھا جو ایک یقینی انقلاب کا پیش خیمہ تھے لیکن

مسوئی کی آپ بیتی کا انقلاب کس قسم کا ہوگا؟

میں نے قسطانی تحریک کے ذمہ دار پیشواؤں کو میدان میں طلب کیا۔ ان میں 'پوالی' شمالی اطالیہ، شہروں اور دیہات کے نمائندے شریک تھے۔ گوکہ حاضرین کی تعداد زیادہ نہیں تھی لیکن وہ ہر قسم کے خطرہ کا مقابلہ کرنے کو تیار تھے۔ میں نے انھیں سمجھایا جو مجھے دفعتاً خیال آیا تھا کہ اخباری پروپیگنڈا سے صحیح کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ میدان عمل میں ہنگامہ برپا کرنا ضروری تھا۔

مجھ پر یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ اطالیہ سچی طاقت جو کہ ایک تاریخی ذریعہ ہے کے ہی ذریعہ سے سچایا جاسکتا ہے۔

ہماری گذشتہ دور کی جمہوریت ختم ہو چکی تھی۔ اس کی وصیت پڑھنی چاہی تھی جس میں سوائے انتشار کے اور کچھ نہ تھا۔

پانچواں باب

گلشن فسطائیت

بعض موقعوں پر تشدد ایک گہرا اخلاقی اثر نمایاں کرتا ہے۔ ہمارے وطن میں کوئی ایسی جماعت نہ موجود تھی اور نہ زندہ تھی جو ہماری رہنمائی کر سکتی۔ لبرل پارٹی انگریزوں کے حق میں دست بردار ہو چکی تھی۔ کوئی ٹھوس اور جدید قومی اتحاد نہ تھا۔

مزدور اور کسان ابھی جاہل تھے۔ وعظ اور تقریر سے ان کے جذبات بھر کائے نہیں جاسکتے تھے۔ ضرورت تھی کہ موقع کے لحاظ سے انھیں بہادرانہ تشدد کی طرف مائل کیا جائے جس سے سیدھا طریقہ ہی تھا کہ برائیوں کی طاقتوں کو ان ہی کے میدان میں پھینکا ڈیا جائے۔

ہمارے ساتھ جو لوگ تھے وہ خوب جانتے تھے کہ جنگ کے کیا معنی ہیں۔ ان ہی سے جنگجو اٹالوی جموں کی تشکیل ہوئی۔ ہماری یونیورسٹیوں کے لڑکوں نے رضا کارانہ خدمات پیش کئے جس کا مقصد کے جوش نے انھیں ابھارا اور اپنی تعلیم منقطع کر کے وہ ہمارے ساتھ ہم جانتے تھے کہ گزشتہ کی بزدلی اور غدار کی کو چھوڑ کر ہمیں یہ جنگ بھی جیتی ہے۔

اپنے مقصد کے حصول میں ہمیں تشدد، ایثار اور قتل و خون سے کام لینے کی ضرورت تھی۔ ایسا ضبط و نظم قائم کرنا لازمی تھا جس کی عوام کو ضرورت تھی لیکن اس کو زبانی جمع و خرچ اور الفاظی سے یا پارلیمانی اور صحافی مصنوعی جوش و خروش سے حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا۔

ہم نے بیداری کا دور از سر نو شروع کیا۔ ہمارے مردہ اجسام میں زندگی کی نئی

۱۹۲۱ء کا عظیم سال فیوم کے ڈراما کے المیہ انجام پر ختم ہوا۔ راپالو کے معاہدے کے بعد جس کی رُوسے فیوم کو ملحدہ کر دیا گیا تھا فیوم میں اطالویوں کی مقاومت ہمیشہ سے زیادہ مضبوط ہو گئی۔ ڈی انزویو نے اعلان کیا کہ چاہے کچھ بھی ہو وہ اس شہر کو نہیں چھوڑے گا جس نے بڑی تکلیفیں اٹھا کر اطالوی روح کو زندہ رکھا۔

میں بھی اسی ڈرامائی زندگی میں دن گزار رہا تھا۔ ہم کے پہلے ہی دن سے میں اور 'ڈی انزویو' ساتھ ہی ساتھ تھے۔ کم و بیش ایک سال سے میرے ہاں اس کے برادرانہ خطوط آرہے تھے اور ان سے مجھے 'فیوم' کے جوش و خروش کا صحیح اندازہ ہوتا تھا۔ اس شہر کے پہلے قبضہ سے اس شاعر نے مجھ پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ مستقل مزاجی سے لڑتا رہے گا۔ اس کا ثبوت اس کے اس خط سے ملتا ہے جو اس نے مجھے ۱۲ نومبر ۱۹۱۹ء کو لکھا تھا جس کے ذریعہ سے میرے اخبار کو اس نے اپنا سب سے زیادہ جوشیلا پیام بھیجا تھا۔ اس نے لکھا:-

مائی ڈیر مسلوئی

مجلت میں یہ مختصر سا خط لکھ رہا ہوں۔ میں گھنٹوں کام کرتا رہا ہوں
میرا ہاتھ اور میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ میں اپنے بہادر لڑکے 'گبریلینو' کے ذریعہ سودہ بیچ رہا ہوں۔ ضرورت ہو تو تصحیح کر دو، شکریہ! یہ اس کشمکش کا صرف پہلا باب ہے جس کو میں اپنے خاص انداز میں ختم کروں گا۔ اگر جرات سے کام لیکر اجتناب کیا گیا تو براہ مہربانی خالی جگہ چھوڑ چھوڑ کر ہی احتساب شدہ پورا خط شائع کر دو، اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا دیکھنا چاہیئے!

میں تمہیں پھر لکھوں گا۔ میں آؤں گا۔ مجھے تمہاری استقامت اور موقع اور محل کے لحاظ سے طاقت کا موزوں استعمال بہت پسند ہے۔

تمھارا

گبریل ڈی انزویو

جولائی سے دسمبر تک فیوم کی حالت زیادہ نازک رہی۔ ڈی انزویو کی مستقل فراہمی کی وجہ سے گیولٹی نے جو اس وقت وزیر اعظم تھا، کانٹ سورزا کی اس قرارداد پر قائم رہنے کے لئے جو راپالو، میں منظور ہوئی تھی شہر کا محاصرہ کرنے کا تصفیہ کیا۔ چونکہ محاصرہ کا نتیجہ تشکیک بخش نہیں نکلا اس لئے حکومت نے شہر پر فوجی حملہ کی مدد سے قبضہ کرنے کا تہیہ کیا انھوں نے اس کے لئے کرسمس کا موقع تلاش کیا کیونکہ اس ضمن میں دو تعطیلات واقع ہوتے تھے جبکہ اخبارات شائع نہیں ہوتے۔ اطالوی فوجیوں کو اطالوی شہر پر دھاوا بول دینے کا حکم دیا گیا۔ ان کی مدد سے ڈی انزویو کے ساتھیوں کا خون سڑکوں پر بہا گیا۔ اسی سلسلہ میں کئی اموات واقع ہوئیں۔ تمام اطالیہ پر اس ذلت کا بڑا اثر ہوا۔

اس وجہ سے عام طور پر مصالحت کا رجحان زیادہ ہوا اور اس کے حل کے لئے ایک ترکیب نکالی گئی۔ ڈی انزویو نے اپنے اختیارات، شہریوں کی ایک کمیٹی کو دیدئے اور خود ”فیوم“ چھوڑ کر چلا گیا۔ فیوم کو اس نے سولہ مہینوں سے روک رکھا تھا۔ اب اس نے اس کی قسمت کو اس کے بہترین شہریوں اور ان واقعات کے ہاتھوں میں دیدیا جو بہت تیزی کے ساتھ نچتے ہو رہے تھے، میں نے اس وقت ایک پیام لکھا جس کی گونج سارے اطالوی دلوں میں سنائی دی۔

”الفاظ کے گورکھندے کی تہہ میں ایک ڈراما جملہ ساز و سامان سے مکمل ہے۔ خوفناک آپ کہہ سکتے ہیں، مگر نامکمل ایک طرف ریاست کا نصب العین ہے جس کی ساری جزئیات کا تہیہ کر لیا گیا ہے اور دوسری جوشیلا تصور کا نصب العین ہے جو ہر طرح کی قربانی پیش کرنے پر تیار رہے۔ اگر

مسولہ کی آپ بیتی ۱۱۱
ہیں انتخاب کا موقع دیا گیا تو ہم جو بے چین اقلیت ہیں تصور کے نصیب العین ہی کو
خاموشی کے ساتھ منتخب کریں گے۔

چند ہی دنوں بعد چوتھی جنوری ۱۹۲۱ء کو میں نے رانچی کی فوج کے مقتولین کی یادگار
میں اپنا سب سے زیادہ جوشیلا مضمون لکھا۔ اس کو ختم اس طرح کیا تھا۔
”جنگ عظیم میں وہ سب سے آخر میں مرے اور ان کا خون رائیگاں نہیں گیا۔ اٹل
ترنگا جھنڈا ان کی سلامی اُٹارتا رہے اور اطالوی سرزمین ان کو اپنے دامن میں چھپاتی ہے۔
ان کی قبریں مقدس مقبرے ہیں جہاں ان کی ٹولیاں تہہ خاک کی گئیں۔ کارنارو کے مقتولین
نشاہت ہیں کہ فیوم اور اطالیہ ایک ہی ہیں۔ ایک ہی جسم اور ایک ہی روح! بدبروں
کی سیاہی اس کو مٹا نہیں سکتی جس پر ہمیشہ کے لئے خون کی ہر شبت کر دی گئی ہے۔
”پھر رانچی کی فوج کی عزت کرو، اس کے رہنماؤں انٹرنیو کی، اس کے ان زندہ انتہا
جو واپس آئے اور ان مقتولین کی جو کبھی واپس نہیں لوٹیں گے۔

”وہ وہاں اس لئے رہ گئے ہیں کہ برف پوش پہاڑیوں — ’نیو سو‘ — کی
حفاظت کریں!“

تشدد کی ضرورت کی پہلے ہی تصدیق ہو چکی تھی اور ہم میں کا ہر شخص اس کو محسوس کرتا تھا۔
اب وقت آیا کہ عمل کا راستہ صحیح طور پر تعین کریں۔ میں نے جو فوجی دستے مرتب کرنے کا کام
شروع کیا تھا وہ اب پورا ہوا اور معینہ حدود میں مقررہ کام کی میں نے صاف ہدایتیں دیں
انہوں نے اپنا مفوضہ کام ضبط و نظم کے ساتھ شروع کیا۔

ہمارے تشدد میں ضبط موجود تھا اور اس کو دیگر بالذی کے فوجی دستوں کی طرح
اطاعت گزار رہنے کے لئے تیار کیا گیا تھا اور اس کے سوا انہیں بہادری بھی سکھائی گئی تھی
اطالوی جنگجو دستوں کی مرکزی کمیٹی نے میرے زیر ہدایت نہ صرف صوبوں میں بلکہ شہروں میں بھی
مقامی انتظام اور فوجی عمل کا خاکہ تیار کیا۔ یونیورسٹیوں سے بہادر لڑکے ہماری مدد کے لئے

۱۱۲
 مسکونی کا آب پھری
 شریک ہو گئے اٹالوی مدرسوں کے کئی لڑکے مدرسے چھوڑ چھوڑ کر سیاسی زندگی اور فسطائیت
 میں شریک ہو گئے۔ یہ خواہش مند طلباء بغیر کسی افسوس کے ہمارے ملک کے مدارس سے
 میدان عمل میں بھڑ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ بعد میں میں نے ہدایت کی کہ نوجوان جانناڑوں
 کو اعزازی ڈگریاں دیدی جائیں کیونکہ انھوں نے اپنی قوم کی حفاظت کے لئے بے باکی سے
 خون بہایا تھا۔ انھیں میں اٹالوی نوجوانوں کا ایک بہترین نمونہ بھی تھا جس نے طریقہ کار کو
 منضبط کیا تھا اور جس نے جوشیلے اداکاروں کی طرح اشتراکی اشتہالی مکڑیوں کا مقابلہ کیا اور
 انھیں تباہ کر دیا جو اپنی جہالت اور بے وقوفی کے جالے میں اٹالوی زندگی کے جراثیم
 کو پھانسا چاہتی تھیں۔ جہاں کہیں انتشار، تکلیف، دھوکا بازی، بد نظمی وغیرہ کا وجود ہوا
 وہاں فسطائی دستہ میدان عمل میں کود پڑا۔ سیاہ فتمیں — محنت کی نشانی — ہماری
 جنگی وردی تھی۔

لبرل جمہوری حکومت نے فطری طور پر فسطائی تحریک کی راہ میں روڑے اٹکائے
 اس نے خاص طور پر رائیل گارڈز، پریکٹیک کیا جو کہ قومی تحریک کے خلاف نفرت پھیلانے
 کا ذریعہ تھا۔ لیکن ہم نے جو ہوشمند بہادر تھے اور جن کے ہاں قابلیت کی صلاحیتیں موجود
 تھیں قید اور موت کے مقابلہ کو قبول کر لیا۔ جب ہمیں قید خانے لیجا گیا تو ہم ایک عرصہ تک
 عدالتی کارروائیوں کے منتظر رہے۔ میرے سپاہیوں پر میرا حیرت انگیز حد تک اثر تھا۔
 نوجوانوں نے مجھے مظلوم اٹالیکہ کا بدلہ لینے والا سمجھا۔ مرتے مرتے لوگوں نے کہا ”ہمیں
 پونچھنے کے لئے سیاہ فتمیں دو۔“ میں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا جب مجھے یہ مظلوم ہوا کہ
 ”ان کے آخری خیالات“ مادر وطن اور ڈوچے سے متعلق تھے۔ محبت اور گیت بہار پر
 تھے۔ نوجوانوں کی تحریک نے جس میں غیر ذمہ داری کا لامحدود دھختہ ان کی جوانمردی کے
 طوفان میں بہہ چکا تھا اور جس میں اشتراکیوں کے خوف کی وجہ سے رنگ آمیزی کی گئی
 تھی لبرل جماعت کی مہم روش کو مٹا دیا۔ اس بدلتے ہوئے زمانے میں نعرہ ہائے جنگ اور

مسوینی کی آپ بیتی ہوتی قوم کی آوازیں ہماری قوم کی طاقتوں کو بڑھا رہی تھیں۔ ہماری اموات لاتعداد تھیں۔ اطالیہ کے شہر النفس سرخ فیضی اور نام نہاد فری مسیون کے ادارے جو سیاسی چالبازوں میں مبتلا تھے فطائیت کی آمد کا خوف محسوس کرنے لگے تھے۔ اس لئے ہر طرح کوشش کی گئی کہ کوئی دیکھائیں۔ انھوں نے مکاری کے جال پہلے سے زیادہ ہوشیار کے ساتھ بچھائے اور دھوکے کی ٹٹیاں بہت عیاری کے ساتھ ہمارے سامنے کھڑی کیں۔ ہر روز عام شہر ہیں اور اطالیہ کے کھلے دیہاتی میدانوں میں قتل و خون کا بازار گرم ہونے لگا۔ اتوار یا کسی تعطیل کے موقع پر حملے زیادہ نمایاں ہوتے تھے۔

میں نے ہمارے تشدد کو ضرورت کے موافق رکھا اور اس نقطہ خیال کو اپنی جماعت کے لڑنے والوں پر خوب واضح کر دیا۔ بعض موقعوں پر انھوں نے بہت افسوس اور تکلیف کے ساتھ میرے ان احکام کی اطاعت کی۔ وہ اپنے ان ساتھیوں کا خیال کر رہے تھے جن کو دھوکا دیکر مارا گیا تھا لیکن وہ ہمیشہ میرے احکام کی تعمیل کرتے تھے اور بہ رضا و رغبت پوری طرح میری اطاعت کرتے تھے۔ اگر میں چاہتا تو ڈٹ کے لڑنے کے لئے حکم دیدیتا اور نوجوان اس کی تعمیل میں جھپٹتے۔ میرے ساتھی مجھے ایک ایسا سردار سمجھتے تھے جس کا کوئی دوسرا نمونہ الہ نہیں ہو سکتا اور جس کے الفاظ ان کے لئے قانون کا درجہ رکھتے تھے۔

بعض واقعات نے مجھے اتنا متاثر کیا کہ میرے احساسات جاگ اٹھے اور مجھ میں فرائی کا گہرا شعور پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک واقعہ مجھے یاد ہے کہ ایک بیس سالہ نوجوان 'کاوش' نکلونوفا سکاری کو کسی اشتراکی نے کس طرح دھوکا دیکر خنجر سے قتل کر دیا۔ دو دن تک نزع میں رہ کر یہ نوجوان مرا۔ زخم کی تکلیف اور موت کی پریشانی کے باوجود وہ چاہتا تھا کہ میری تصویر اس کے قریب رہے۔ وہ مرنے کے لئے خوشی سے آمادہ تھا بلکہ اس کو ایک اعزاز سمجھتا تھا اور اس نے مجھ سے سیکھا تھا کہ کس طرح مرنا چاہیئے۔

میں سیاسی جنگوں کے متعلق بے حس ہو چکا تھا۔ میرا رجحان بہادرانہ جنگ کے سوا

۱۱۴
 مہولی کی آپ بیتی
 باقی سب کا مخالفت تھا۔ شہری جھگڑے کی پریشانی میں سمجھتا تھا لیکن جب سیاسی حالات نازک ہو جائیں اور حجبِ کمان ضرورت سے زیادہ جھکا دی گئی ہو تو یا تو تیر سن سے نکل جاتا ہے اور یا پھر تار ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ چند ہی مہینوں کی علی سرگرمی اور ہنگامہ آرائیوں میں ہیں وہ سب کچھ جیتتا تھا جو گذشتہ پچاس سالہ خالی خولی پارلیمانی جھگڑوں، سیاسی دغا بازیوں، خود غرضی اور شخصی خواہشات کی تشکیل کی گندی فضا، اور ایسے سلوک (جس کے ماتحت حکومت کو ٹیپے کا ایک ایسا برتن بنانے کی کوشش کی گئی جس کے اطراف مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں) میں ہم نے کھویا تھا۔

۱۹۲۱ء میں میں نے حکومت کے زیر سایہ ایک سیاسی سمجھوتہ کی کوشش کی۔ لبرل اور اشتراکی جماعت کی بے سمجھیاں بہت تھیں لیکن پھر بھی میرے تدبیر اور طریقہ کار نے جو میرا اپنا تھا نئی راہیں ڈھونڈ نکالیں۔ صلح نامہ پر اشتراکیوں نے دستخط کیے لیکن اشتراکیوں نے انکار کیا اور وہی اپنی جارحانہ روش جاری رکھی جس میں انھیں خود اشتراکیوں کی مدد بھی حاصل تھی۔ اس لئے ایک عام صلح نامہ کا تجربہ بے کار ثابت ہوا۔ اشتراکیت نے اطالوی زندگی کو غلط راستہ پر لگایا تھا۔ ہمیشہ امن سوز مخالفین کی کوششوں کا خدشہ تھا اور اسی لئے جھگڑے کا از سر نو آغاز ہو گیا اور یہ آخر تک چلتا رہا لیکن اس کے دوبارہ جاری ہونے سے ۱۹۲۱ء کی ایک زیر دست سیاسی جنگ کا آغاز ہوا۔

میں اس سال کی خوفناک لڑائیوں کا پورا ذکر نہیں کروں گا کیونکہ وہ گذر چکی ہیں۔ لیکن میرے ساتھیوں کے دلوں میں مقتولین کی امیٹ یاد باقی ہے۔ فسطائی فوج کے دستوں میں ہر عمر اور ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے، بہت سے ایسی حالت میں جبکہ فتح کا بھی یقین نہ ہوا تھا لیکن خدا ان کی روحوں پر ابدی نور کی بارش کرے گا اور ان کی نیک زندگیوں اور آخر وقت تک راسخ العقیدہ رہنے کا صلہ عطا کرے گا۔

۱۹۲۱ء کے ابتدائی مہینوں میں 'پو وبالی' میں سخت ہنگامہ ہوا۔ اشتراکی اس

مسلوینی کی آیت تھی کہ فسطائیوں کے جلوس مسیت پر گولیاں چلاں۔ روم میں ایسا ہی ہوا۔ اس وقت لگ ہارن، میں انٹر کی جماعت کی کانگریس ہو رہی تھی تفریق ترقی کرتی گئی اور ایک اشتعالی جماعت ایسی بنا کی گئی جو بعد میں اطالیہ کی سیاسی زندگی میں اس قسم کا قابل نفرت حصہ لینے لگی میں جانتا تھا اور باوجود چھپانیکے ہر شخص پر ظاہر تھا کہ اس نئی اشتعالی جماعت کو داسکو، سے ہدایات اور مدد ملتی تھی۔ ہم پر اس طرح حملہ کیا گیا جس طرح کہ دوسرے مقامات پر کیا گیا تھا ’ٹریٹی‘ میں جو کہ اطالویوں کا محبوب شہر تھا اور جہاں ایمان اور جوش کی سرگرمی تھی فسطائیوں کا ایک جلسہ ہوا ’ٹریٹی‘، کانفسٹائی سردار رگینٹا، تھا جو اطالوی ایوان کارن اور بہادر اور جوشیلا فسطائی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مختلف مواقع پر کس طرح دسلاویا، کے حملوں کو روکنا چاہیے اور کس طرح ان لوگوں کی حقوق کو ختم کرنا چاہیے جو ٹریٹی میں اس وقت اقتدار حاصل کر چکے تھے جلسہ روزیٹی ٹھیٹر میں ہوا۔ وہیں میں نے تقریر کی اور نہ صرف فسطائیوں کے لئے اصول بیان کئے بلکہ ان تمام کے لئے بھی جنہیں اطالیہ کی نئی اور مکمل پالیسی سے دلچسپی تھی۔ ان پیچیدہ مسائل کے تجزیہ کے بعد جو اس وقت خارجی پالیسی کو پریشان کر رہے تھے میں نے معاہدہ دراپالو، کی تینخ کا مطالبہ کیا جس کی رو سے ’سوزرا‘ اور گیولی نے فیوم سے دستبرداری حاصل کر لی تھی۔ میں نے بہر حال یہ اعتراف کیا کہ اس معاہدہ کے ایہ اثرات سے جو ایک عرصہ کی پھوٹ کا نتیجہ بن چکا ناممکن ہے۔

”دست برداری کی غلطی“ میں نے کہا بد آخری وقت میں صلح کرنے والوں سے پوری طرح متعلق نہیں کی جانی چاہیے کیونکہ دست برداری کا سوال پارلیمنٹ میں پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا، اسی طرح صحافت بلکہ یونیورسٹی میں بھی جہاں ایک پروفیسر نے کتاب بھی شائع کی تھی۔ یقیناً اس نے دزا کا بریا، میں اس کا ترجمہ اپنے خاص انداز میں یہ ظاہر کرنے کے لئے کیا تھا کہ ’ڈال میٹیا‘ اطالوی نہیں ہے!

”ڈال میٹیا کی اعلیٰ اسی جہالت اور غلط خیال میں پوسیدہ تھی۔ ہمیں امید تھی کہ ہم اپنے

۱۱۲
 مسوینی کی آپ بیتی
 اُسندہ کے طرز عمل سے ان فاحش غلیظوں کو رفع کر سکیں گے۔ ہم اطالوی ڈال میٹیا کو جانیں گے
 اس سے محبت کریں گے اور اس کی حفاظت کریں گے۔

مؤعاہدہ کو فسخ کرنے کی دو ہی تدبیریں ممکن تھیں، یا تو بیرونی جنگ چھیڑ دی جاتی یا پھر
 اندرونی انقلاب برپا کیا جاتا۔ لیکن دونوں طریقے فضول تھے۔ یہ ناممکن تھا کہ کسی راستہ چلنے
 کو پانچ سال کے قتل و خون کے ایک معاہدہ امن کے خلاف اکسایا جاتا۔ معجزہ دکھانا کسی کے
 بس کی بات نہ تھی۔

”داخلت کی تائید میں یہ ممکن تھا کہ اطالیہ میں ایک انقلاب برپا کر دیا جاتا لیکن نومبر ۱۹۲۱ء
 میں ایک ایسے معاہدہ امن کو منسوخ کرنے کے لئے انقلاب برپا کرنے کا خیال ناممکن تھا جو چھا
 ہوا یا براہر حال سنائیں۔ ۱۹۰۱ اطالویوں کا منظور تھا۔“

صاف طور پر یہ سمجھتے ہوئے کہ فیوم کی المیہ کے متعلق اطالیہ کی کس قدر غیر یقینی اور تغیر پذیر
 حالت ہے اور یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ انقلاب کرنا کس قدر ناممکن ہے کیونکہ اس کے قبل اور
 اویقینی نام کام ہونے کا خدشہ ہے میں نے مستقل طور پر یہ واضح کر دیا کہ ۱۹۲۱ء میں فسطائی
 سیاسی پروگرام کیا ہونا چاہیئے۔

”ان تمام حالات کے ماتحت“ میں نے کہا ”یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اطالوی جنگجو دستہ
 مطالبے کر سکتے ہیں :-

”اول یہ کہ امن کے معاہدوں کی نظر ثانی کی جانی چاہیئے اور ان فقرہوں میں رد و بدل
 ہونا چاہیئے جو ناقابل عمل ظاہر ہوں یا ان کے عمل سے نفرت اور نئے جنگ کے ذرائع پیدا
 ہو۔“ دوسرے یہ کہ فیوم کا اطالیہ سے معاشی احاطہ کر لیا جائے اور ان اطالویوں کی
 جانوں کی حفاظت کی جائے جو ”ڈال میٹیا“ ممالک میں ہیں۔

”تیسرے یہ کہ اندرونی پیداوار کے ذرائع کی ترقی سے اطالیہ مغربی متحول اقوام
 کی جماعت سے اپنے آپ کو بہتر مہج الگ کرے۔“

۱۱۷
 مسیحی کا آپدیتی
 ”چوتھے یہ کہ آسٹریا، جرمنی، بلغیریا، ترکی، ہنگری سے دوبارہ تعلقات قائم کرنے کی
 کوشش کی جائے لیکن اپنی عزت اور شمالی اور جنوبی حدود کی ضروریات کا پوری طرح لحاظ رکھتے ہو
 ”پانچویں یہ کہ مشرق قریب و بعید کے لوگوں سے جن میں سویٹ ولے بھی شامل ہیں دوستی
 پیدا کی جائے اور اس میں اضافہ کیا جائے۔

”دوچھٹے یہ کہ نوآبادیاتی پالیسی میں ہمارے حقوق اور ہماری قومی ضرورتوں کو ظاہر کیا جائے
 ”ساتویں یہ کہ ہمارے سارے ڈپلومیٹک نمائندوں کی یونیورسٹی ٹریننگ کے ذریعہ
 اصلاح اور بحالی عمل میں لائی جائے۔

”آٹھویں یہ کہ معاشی اور ثقافتی اداروں اور تیز رفتار ذرائع رسل و رسائل سے
 بحیرہ روم اور بحر اٹلانٹک کے اس پار کی بھی نوآبادیات تعمیر کی جائیں۔“
 میں نے تقریر جو شبیہ ایقان پر ختم کی۔ ”یہ قسمت میں ہے“ میں نے کہا ”کہ رومادو باہ
 ایسا شہر ہو جائے جو مغربی یورپ کی تہذیب کا مرکز ہو۔ یہیں حقیقت آنے والی نسلوں پر
 واضح کر دیں چاہیے اور اطالیہ میں ایک ایسی قوم کی تعمیر کرنی چاہیے جس کے بغیر انسانیت
 کی ائمہ تاریخ کا خیال ہی ناممکن ہو۔“

۱۹۲۱ء، ڈائٹے، کی صد سالہ برسی کا سال تھا۔ میں اطالیہ کے مستقبل کا خواب دیکھ رہا
 تھا، ایسے اطالیہ کا جو آزاد اور دولت مند دونوں ہو اور جس کے دریا بحری بیڑوں سے
 پُر ہوں اور جس کی زمین کے چیر چیر پر کاشت ہو رہی ہو۔ بعد میں ایک ’لمبارڈی فسطائی‘
 جلد میں میں نے فسطائی جنگ کے کچھ خاکے پیش کئے۔ ایک تقریر میں میلان کے دوستوں
 کو مخاطب کرتے ہوئے میں نے کہا کہ فسطائیت نے اپنی اتھک کوششوں سے لوگوں کو
 روشن مستقبل کے لئے تیار کیا اور قوم پر حکومت کرنے کے قابل بنایا۔ ان تمام بیانات
 کے ذریعہ قانون اور تشدد کے ذریعہ طاقت حاصل کر لینا خیال جڑ پکڑ چکا تھا۔ یہ کہ
 اشتراکی اور اشتہالی کو کہ آپس ہی میں بعض نظریوں پر جھگڑ رہے تھے لیکن ظاہر کر رہے تھے

نسبت دوسروں کے وہ فطائیت کے زیادہ مخالف ہیں۔ استمالیوں میں مذہب نہ تھا۔ ہر روز وہ قانون کی مخالفت کا ثبوت دیتے تھے اور اپنی تباہیوں کو احقانہ حد تک نظر انداز کئے ہوئے تھے۔

فلانس میں ایک قوم پرستانہ مظاہرہ کے دوران میں استمالیوں کا طاقت چل کرنے کے سلسلہ میں حملہ ہوا۔ ہم پھینکے گئے اور منتشر فسطائیوں کا پیچھا کیا گیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک نوجوان فسطائی جس کا نام 'برٹا' تھا اس موقع پر بیدردی کے ساتھ مارا گیا۔ یہ بد نصیب لڑکا دریائے 'آرتو' کے پل پر اچانک گھیر لیا گیا اور اس کو خوب مار پیٹ کر پانی میں پھینک دیا گیا۔ اپنے بچاؤ کے سلسلہ میں لڑکے نے پل کی باڑھ کو اپنے ہاتھوں سے مضبوط تمام لیا تھا لیکن استمالیوں نے فوراً موقع پر پہنچ کر اس کے ہاتھوں اور انگلیوں کو اتنا پٹیا کہ اس کی گرفت ڈھیلی ہوئی اور آخر کار وہ 'آرفو' میں گر پڑا اور اس کا جسم دریا کے دھارے پر بہہ گیا۔

اسی ایک خوفی واقعہ سے ظاہر تھا کہ اطالیہ میں استمالی غصہ کا پارہ کتنا چڑھ چکا تھا۔ گویا کہ یہ ناکافی تھا اور اسی لئے بہت جلد 'ایم لوبی' کا خوفی واقعہ پیش آیا جہاں ملاحوں اور فوجیوں کے ساتھ انتہائی بے دردی برتی گئی۔ استمالیوں کی حیوانیت اس سے ظاہر ہوئی کہ انھوں نے ان مقتولین کی لاشوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جیسا کہ جنگل کے وحشی اپنے مقتولین کی لاشوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

اس قسم کا سلوک کچھ ایک ہی صوبہ تک محدود نہ تھا۔ اسی زمانہ میں 'کاسالی مان فرٹو' کو گھیر لینے اور قتل کا ہنگامہ کر نیکا واقعہ پیش آیا۔ یہاں کے مقتولین میں دو مارڈیا، کے باجتری تھے اور یہاں ایک بہادر سیرادی مار یا ڈی وجی، بھی زخمی ہوا۔ 'میلان' میں منتشر فسطائیوں پر ایک ایک کر کے دھوکے سے حملہ کیا گیا۔ ہماری جماعت کا ایک بچہ تھا دوست نوجوان 'آلڈوسی' تمام بے رحمیوں اور پورے وحشیانہ پن کے ساتھ مارا گیا لیکن ۲۲ مارچ کو ایک انتہائی خوفناک واقعہ پیش آیا جس کے اثرات وحشت ناک ہوئے۔

مسلوئی کی آپ بیتی
اشتمالیوں نے ایک بم ڈالنا، تھیمیں پھینکا۔ یہ تھیمیں پسند تھریوں سے جو تماشہ دیکھنے کے لئے
آئے تھے بھرا ہوا تھا۔ بم کے حادثہ نے بیس آدمیوں کی جان لے لی اور پچاس مجروح ہوئے۔
تمام اہل میلان، بدلہ لینے پر تل گئے۔ عوام کے جذبات کو روکنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ فسطائیوں
کے دستوں نے اخبار اداوائی کے دفتر پر دوسری مرتبہ دھاوا کر دیا اور اس کو جلا کر خاکستر
کر دیا۔ دوسروں نے کوشش کی کہ عالمی ایوان پر بھی حملہ کر دیا جائے لیکن فوج نے فسطائیوں
کو روک لیا۔

برسر کار دستوں نے گرد و نواح میں کام شروع کر دیا جہاں اشتمالی اور اشتراکی قدم
جائے ہوئے تھے۔ فسطائیوں کے مستقل اور تیز کام نے شہری نظم کو دھم بہم کرنے والوں کے
چھکے چھڑا دیئے اور دو بھاگ کھڑے ہوئے۔ سیاسی اقتدار محفل تھا اور وہ بطنی اور بے
ہنگامی کو روک نہ سکتا تھا۔ ۲۶ مارچ کو میں نے تمام فسطائیوں کو 'لمبارڈی' میں اکٹھا کیا
وہ قطار در قطار میلان کی بڑی سڑکوں پر سے گزرے۔ یہ طاقت کا ایک ایسا مظاہرہ تھا جو
بھلا یا نہیں جاسکتا۔ آخر کار میں نے شہری زندگی اور شہری نظم کی حفاظت کرنے والوں کا
بول بالا کر دیا۔ اچھے کاموں کو دوبارہ جنم دینے کا جذبہ پھر پیدا ہو گیا، ڈانٹا، اور فسطائی
مقتولین کی مثالیں بہت ہی حوصلہ افزا ثابت ہوئیں۔ اب سب لوگ 'رومن لیٹوریو' کے
جھنڈے تلے اکٹھے ہو سکتے تھے اور ان کی نگرانی اطالوی نوجوانوں کے ذمہ ہو سکتی تھی، ان
نوجوانوں کے ذمہ جنھوں نے جنگ فتح کی تھی اور اب دوبارہ امن چین کی روح پھونک سکتے
تھے اور اپنے ضبط و نظم کا پھل پاسکتے تھے۔

ڈانٹا، میں بم کھینے سے جو ہلاک ہوئے ان کی ہمدردی میں جو مظاہرے ہوئے وہ
نا قابل فراموش تھے۔ اس دن سے دہشت پیدا کرنے والوں کو کچل دینے کا جذبہ برابر
ترتی کرتا گیا۔ اب ایسے ناپسندیدہ لوگوں کو چوہوں کی طرح بلوں میں بند کر دیا گیا اور چند
عالمی ایوانوں کے قلعوں اور اضلاع کے کلبوں میں محصور کر دیا گیا۔

۱۲۰
 باب پانچواں
 میری زندگی پر عمل تھی۔ ہر صبح میں دپا پولوڈی اٹالیہ کے ذریعہ نہ صرف میلان کو بلکہ اٹالیہ کے اُن سارے مخصوص مقامات کو جہاں قومیت اور سیاسی زندگی جنم لیتی ہے دن بھر کی خبریں پہنچاتا تھا۔ فسطائی جماعت کی رہنمائی میں مستقل فراجی سے کرتا تھا۔ مجھے اعتراف کرنا چاہیے کہ میں نے بعض احکام بہت سخت دئے تھے۔ میرے کان اُن خبروں کے لئے بھی کھلے ہوئے تھے جو مجھ تک ہمارے مختلف صوبائی انتظام کے متعلق پہنچتی تھیں۔ میں اپنے دشمنوں کی کارگزاریوں پر بھی نظر رکھتا تھا۔ میں نے فسطائیوں کے ایسے سیدھا راستہ متعین کیا اور ہمارے طریقہ کار میں ضروری ترمیم کے لئے آزادی کے مواقع فراہم کئے، میں نہیں چاہتا تھا کہ فسطائی جیسی خاص تحریک میں کسی اور چیز کی آمیزش کروں اور نہ یہ گوارا کر سکتا تھا کہ فوجوانوں کا ڈیڑھا جو فسطائی تحریک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اُن بڈھوں کے ڈانڈے سے ملاؤں جن میں تجارتی اتحادی، پارلیمانی مصالحتی اور اطالوی آزادی کی جھوٹی نمائش موجود تھی۔

اُن بہت سی مستقل تبدیلیوں میں سے جو میری زندگی کے ساتھ باقی رہیں پرواز کا آگ چھپا ہوا شوق بھی تھا۔ ایسے ڈرامائی رنگوں میں ڈوبے ہوئے اور عیجان آفریں وقت میں میں ہر صبح پرواز سیکھنے کے لئے اٹھا رہا میل سیکل پر جاتا اور آتا تھا۔ میرا استاد دیگیوسی راڈلی تھا جو ایک بنا در ہوا باز تھا اور اس سے بہت خوش تھا کہ اسے ایک اچھے ہوا باز ہونے کے مشکل فن کو مجھے سکھانے کا موقع ملا تھا۔ ایک صبح طیارہ میں میں داڈلی کے ساتھ بیٹھا تھا اور یہ پہلا سفر بخیر و خوبی ختم ہوا۔ لیکن دوسرے اڑان کے موقع پر اس کے برخلاف مشین میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی عین اس وقت جبکہ اتر رہے تھے طیارہ پلٹ گیا اور ایک بازو پر پھسلتا رہا اور اسی اتنا میں ہم کوئی چالیس میٹر کی اونچائی سے زمین پر گر پڑے۔ ہوا باز کے سر میں خفیف سی چوٹ آئی اور میرے سر میں کئی چوٹیں آئیں جن کے اچھے ہونے کے لئے کم از کم دو ہفتے چاہئے تھے۔ طیارہ گاہ کے معمولی علاج کے بعد میری باقاعدہ دیکھ بھال ڈاکٹر لیونارڈو پالیری نے دیکارڈیا میڈیکا آف پورٹا،

مسولینی کی آپ بیتی ۱۲۱
 وزیریا، میں کی۔ یہ واقعہ جو ممکن تھا کہ میری زندگی پر گہرا اثر ڈالتا میرے شخصی دوست
 ڈاکٹر امبروگیو بنڈا، کی مہربانی اور توجہ کی وجہ سے یوں ہی گزر گیا۔

بہر حال مجھے یہ معلوم کرنے کا موقع ملا کہ کتنے اطالیوں کی نظریں مجھ پر تھیں۔ مجھے مملکت
 کے ہر گوشہ سے متعدد خطوط وصول ہوئے جن میں اظہار ہمدردی اور عیادت کی گئی تھی۔
 کچھ دنوں آرام لینے کے بعد پاپولوڈی اٹالیہ کا کام حسب معمول کرنے لگا۔ میں جانتا تھا
 جو کام مجھے کرنا ہے اس سے اٹالیہ بے خیر نہیں ہے۔

داڈٹنا، کے قتل عام کے دن جبکہ ہر طرف جوش و خروش کی آگ بھڑک رہی تھی،
 پرمیو مینو، کے دہشت پیدا کرنے والوں نے ماسی، نامی ایک شخص کو 'میلان' بھیجا کہ وہ
 مجھے قتل کر دے۔ وہ شخص میرے گھر آیا اور گھنٹی بج کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ کچھ عجیب و
 غریب سا انسان معلوم ہوتا تھا۔ میری لڑکی ایڈا اور وازہ کھولنے اوپر گئی۔ اس نامعلوم
 شخص نے مجھے پوچھا۔ لڑکی نے پاپولوڈی اٹالیہ کا پتہ بتا دیا لیکن وہ وہاں جانکی بجائے
 نیچے اتار کر نور و لوناپارٹی، کے چوراسے پر زیر انتظار کرنے لگا۔ جب اس نے مجھے آسمان
 تو پہلے میری طرف لپکا پھر آہستہ آہستہ مجھ تک پہنچا۔ قریب آکر اس نے پوچھا کہ کیا میں پر فوسہ
 رسولینی ہوں اور جب میں نے ہاں کہا تو مجھ سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس شخص کے
 عجیب و غریب سلوک نے مجھے یہ سمجھنے پر مجبور کیا کہ وہ کوئی پاگل ہے۔ میں نے اس سے کہا
 کہ شاہراہ عام پر گفتگو کرنے کا کوئی موقع میں نہیں دے سکتا البتہ اگر وہ پاپولوڈی اٹالیہ
 کے دفتر پر آئے تو بات چیت ہو سکے گی، آدھ گھنٹہ بعد وہ آیا اور میں نے اس سے ملاقات
 کی۔ ماسی، نوجوان تھا، اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے، اور جب میرے مقابل
 ہوا تو کچھ گھبرا گیا گھبرایا ہوا سا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے پھر کہا کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے
 میں نے اجازت دی اور تاکید کی کہ جلد کہے۔ ایک لمحہ کے تاہل کے بعد اس نے کہا کہ
 پرمیو مینو، کے دہشت پیدا کرنے والوں نے اسے قرعہ اندازی کے ذریعہ اس کام پر مامور کیا ہے

۱۲۲
 مسؤلی کی آپ بیتی وہ 'برائٹا' پفل سے میرا کام تمام کر دے لیکن بعد میں کچھ شبہات کی وجہ سے پریشان ہو کر اس نے تصنیف کیا کہ میرے آگے سب کچھ کہہ دے گا اور تھیار میرے حوالہ کر کے اپنے آپ کو میرے رحم و کرم پر چھوڑ دے گا۔ میں نے سب کچھ سنا لیکن ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

پستول اس کے ہاتھ سے لیکر میں نے میرنشی اور اخبار کے ٹیلیفون آپریٹر سان ایلیا کو بلوایا اور اس افسردہ دل انسان کو جو دہشت پیدا کرنے والوں کے جال میں پھنس کر پریشان خاطر تھا اس کے حوالہ کیا۔ میں چاہتا تھا کہ 'سان ایلیا' اس شخص کو فسطائی و گینٹا کے نام ایک سفارشی خط کے ساتھ ڈسٹری لیا جائے۔ اس کے بعد ہی کسی طرح پولیس اس سے واقف ہو کر 'پیوینینو' کے دہشت زدہ کو گرفتار کر لیا۔ یہی ایک 'میلان' کی پولیس کی کارگاہ تھی دو ہینہ بعد ہی وہ 'ڈٹا' کی برالگانے والی جماعت کا کھوج نہیں لگا سکی۔

بہت سے میرے جنازہ کے متعلق سوچ رہے تھے لیکن محبت بہر حال نفرت سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ میں ہمیشہ واقعات اور انسانوں پر قابو محسوس کیا ہے۔

'گیولٹی' اُن دنوں ایک بہت ہی نازک پارلیمانی دور سے گزر رہا تھا۔ سیاسی آسمان پر ستاروں کی ایک لڑی جگمگ جگمگ کر رہی تھی — وہ فسطائیت تھی ان حالات سے دوچار ہو کر کونسل کے صدر نے جماعتوں کے وزن کو پارلیمانی انتخاب کی ترازو میں تولنا مناسب سمجھا اور اس نے مئی کے مہینہ میں انتخاب کا اعلان کیا۔

ابتدائی مباحثوں کے بعد مختلف جماعتوں نے جنھیں اشتراکیت کی مخالفت میں لطم کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی انتخابات ایک جماعت کی شکل میں لڑنا ضروری سمجھا اور اس ایک جماعت کا نام 'نیشنل بلاک' تجویز کیا گیا۔ اس جماعت کے بچوں نے فسطائیت اپنی جگہ پیدا کر لی۔ دوسری تمام جماعتیں سیاسی اور معاشی معاملات کو درہم برہم کر دینے والی نظر ہو رہی تھیں۔ اشتراکی جماعت اپنے آپ کو انتہائیوں سے بے تعلق ظاہر کر رہی تھی 'پاپولر پارٹی' جو ہمیشہ مذہبی رنگ میں ڈوبی دکھائی دیتی تھی۔ اب بھی ملک کے

مسلوئی کی آپ بیتی
پادریوں پر بھروسہ کر کے میدان میں تنہا ہی آئی۔

باب پانچواں

میں اپنی جماعت کی کارگزاری معلوم کرنے کے لئے مختلف صوبوں کے حالات کا مطالعہ شروع کیا۔
ابتداءً اپریل میں، بلوگنا، میں جو اشتر اکبول کا قلعہ اور ساری پویالی کی اونچ نیچ معلوم کرنے کا لمحہ
تھا میرا گرجوشتی کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ بلوگنا نے مجھے خوش آمدید کہا اور تقریروں کے ذریعہ اطالیہ
کے حالات درست کرنے کی خواہش کی۔ قصروں اور سیاہ کے قتل و خون کی یاد ابھی تازہ تھی فسطائیت
کی گرم بازاری تھی اس لئے میری موجودگی نے فوجانوں کی امید، ارادہ اور اعتقاد کو مضبوط کر دیا۔

بلوگنا سے میں فریاد کیا جو اشتر اکیت کا ایک اور قلعہ سمجھا جاتا تھا اور وہاں بھی لوگ ناقابل
فراموش طاقت کے مظاہرے کے لئے منتظر تھے۔ بلوگنا اور فریادوں و شہر زراعتی مرکز تھے۔
میں ان دنوں اپنے فوجانوں اور طاقت کے گہرے معلومات کی بنا پر اس سرزمین کے مزدوروں
کی ذہنیت، ان کے خیالات اور ان کی خواہشات کا اندازہ کر سکتا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ ان کی
ذہنیت بھٹک گئی ہے لیکن اس پر سرخ پر پگنڈا کا تسلط نہیں ہے۔ اندرونی طور پر ان کی ذہنیت
عقل مند پرست تھی اور قابل تعریف تھی جو کہ اطالوی نسل کی خوش قسمتی سے رٹیرک کی ہڈی تیار ہوئی

انتخابات کی سرگرمیاں پورے ایک ہفتہ تک جاری رہیں۔ اس اثنا میں میں نے صرف
تین تقریریں کیں، ایک بلوگنا میں دوسری 'فریاد' میں اور تیسری میلان میں بمقام 'پلیٹینو رینو'
۱۹۱۹ء کے سیاسی انتخابات میں جو کچھ ہوا تھا اس کے برخلاف مجھے نہ صرف میلان میں بلکہ بلوگنا
کے اضلاع اور فریاد میں بھی اکثریت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ اس خبر کا خیر مقدم خوشی
کے زبردست مظاہروں سے کیا گیا۔ اس کے سوا انتخابات میں ہر جگہ فسطائیت کا بول بالا تھا۔
نومبر ۱۹۱۹ء میں چار ہزار سے زیادہ آراء حاصل نہ کر سکا لیکن ۱۹۲۱ء میں

مجھے ۸۰۰۰ آراء حاصل ہوئے۔ اطالوی ایوان کے لئے میرا انتخاب میرے دوستوں،
ساتھیوں اور مددگاروں کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوا۔ میں نے اپنے سب وفادار نائب
مدیروں مثلاً گولیانی، گیانی، روچا، مورگانگی وغیرہ کو ۱۹۲۱ء کا واقعہ یاد دلایا جبکہ اپنی

مسلوئی کی آپ بیتی کہتا تھا کہ دو سال کے اندر ہی اندر میں اپنا انتقام لوں گا۔ میری پیشین گوئی منجھ پھا
 نہا کامی پر میں نے کہا تھا کہ دو سال کے اندر ہی اندر میں اپنا انتقام لوں گا۔ میری پیشین گوئی منجھ پھا
 ہوئی تھی۔ ساری آبادی اب ایک نئے اخلاقی ماحول میں سانس لے رہی تھی حالانکہ فسطائی زیادہ
 تعداد میں پارلیمنٹ میں داخل نہیں ہوئے لیکن پھر بھی جنھوں نے نمائندگی کی وہ سب کے سب
 اطالیہ کی قسمتوں کو نئے رستہ پر لگانے کی زبردست کوشش کرنے لگے۔

پارلیمنٹ میں ایوان کے قواعد کی پابندی کرنے کے لئے فسطائیوں نے اپنی جماعت الگ
 بنائی۔ وہ کل ۲۵ تھے۔ حالانکہ تعداد کے لحاظ سے یہ جماعت چھوٹی تھی لیکن ان میں بڑے
 دل گردے کے نمائندے تھے۔

اشتر کی جماعت میں جو کسی قدر بڑی تھی 'میانو' نامی ایک نااہل شخص بھی تھا۔ اس نے
 جنگ میں ملک کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور اسی لئے 'ٹیورن' اور 'ٹیلپس' کے اضلاع میں وہ منتخب
 کیا گیا تھا۔ اشتر کی جماعت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی نہ پالیسی نہ تھافتی عنصر نہ ارادہ
 اور نہ قربانی۔ کوئی چیز بھی تو اس نے پیش نہیں کی تھی۔ وہ ایک بزدل تھا جس نے جہاں اپنی
 کے خوف سے خندقوں کو چھوڑ دیا تھا اور دشمن کی طرف بھاگ نکلا تھا۔ وہ دعا باز تھا جس کو اشتر کی
 جنگ سے نفرت تھی کی وجہ سے دوران امن میں سیاسی انعام حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھا رہا
 تھے۔ یہ قابل نفرت ہستی اموات کے لئے جنگ سے واپس شدہ بہادر سپاہیوں کے لئے، زخمی
 کے لئے، معذوروں کے لئے اور یتیم بچوں کے لئے باعث شرم و ذلت تھی کوئی
 بھی اچھی پارلیمنٹ اسی قسم کے بدترین عنصر کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ فسطائیوں کو اپنے احکام
 اور اپنے ضمیر کی اطاعت کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ ایک دن انھوں نے 'میانو' کو
 پارلیمنٹ میں بکپ کر دروازے کے باہر پھینک دیا۔ اسے کبھی داخلہ کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے
 تھی۔ یہ طاقت کا ایک مظاہرہ تھا۔ غلطی نہ کیجئے! یہ ایک نظامِ عمل کو معین کرتا تھا۔ پارلیمنٹ
 کی فضا صاف ہو گئی اور سانس لینے میں سہولت ہو گئی۔

دورانِ میقات میں میں نے چند ہی تقریریں کیں۔ یہ ارجحیال ہے کہ میں نے کل پانچ دفعہ

مسلموں کی آپ بیتی ۱۲۵
 کہا ہوگا لیفٹیننٹ میں نے ہر حال میں اپنی خطابت کو حقائق کی حمایت میں صرف کرنے کی کوشش کی اور
 اس کو اطالوی زندگی کی کچھ سی تک ہی محدود کر لیا۔ میں نے پارلیمانی جھگڑوں اور پارلیمانی سیاست
 کی نمایاں باتوں کو بالائے طاق رکھا۔

۲۱ جون ۱۹۲۱ء کی تقریر میں میں نے بغیر کسی لحاظ کے گیولی وزارت کی خارجی پالیسی
 پر اعتراضات کئے۔ میں نے شمالی اطالیہ کے 'اپراڈیگے' کے سوال کو حقیقی بنیادوں پر
 قائم کیا اور حکومت اور نئے منصوبوں کے عہدہ داروں کی کمزوریوں کو آشکارا کیا۔ ان ہی
 میں ایک 'کرڈیاریو' بھی تھا جو حریت کے غلط تصور میں مبتلا تھا۔ وہ 'میسنری' سے متاثر
 تھا جو اطالیہ میں خارجی اور بین الاقوامی خیالات کی نمائندگی کرتی تھی۔ اس لئے میں سنجیدگی
 سے اعتراف کیا "چونکہ گیولی کی حکومت سالانہ اور کرڈیاریو پالیسی کی 'اپراڈیگے' میں
 ذمہ دار ہے اس لئے میں اس کے خلاف رائے دیتا ہوں۔ ہمیں جرمن ایوان کے اراکین
 سے یہاں ہماری موجودہ اطالوی پارلیمنٹ میں کہہ دینا چاہیے کہ اب ہم اپنے آپ کو 'بریز
 پاس' میں پاتے ہیں اور 'بریز' ہی میں برہمیت رہیں گے۔" میں نے دوبارہ فیوم اور
 ڈال میٹیا کے معرکتہ الاراء موضوع پر بحث کی اور 'سونما' کی شرمناک خارجی پالیسی پر
 جس کی وجہ ہمارا ملک تباہ اور ذلیل ہو رہا تھا زبردست حملے کئے۔

میں نے گھریلو پالیسی پر بھی زبان کھولی اور اشتراکیوں اور اشتعالیوں کے چہروں پر
 نقاب اٹھا کر انھیں فسطائیت کے مقابل کیا۔ میں نے طنزاً بتایا کہ کس طرح اشتعالیوں کی
 جماعت میں 'گرازیادی' شامل ہوا جو کسی زمانہ میں اشتراکی معلم کی حیثیت سے میرا مخالف
 تھا اور ان واقعات پر بھی روشنی ڈالی جن سے ظاہر تھا کہ نمائندوں کے آگے کوئی اصول
 نہیں ہیں اور وہ در اسی طاقت یا فائدہ حاصل کرنے کے لئے کسی نہ کسی جماعت یا نظام
 کا ساتھ دیتے ہیں۔

میری تقریر نے جس کا مقصد بظاہر واقعات کا اظہار تھا لگے ہاتھوں ضروری اشاروں

۱۲۶
مسولینی کی آپہنچتی وضع کر دیا کہ ہم فسطائی جماعت کی حیثیت سے کس طرح اپنی مصیبتوں پر قابو پائیں گے۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ تقریر نے گہرا اثر کیا۔ ایوان کے باہر اس کی گونج سنائی دینے لگی اور یقیناً اسی کی وجہ سے گیولٹی وزارت ٹوٹ گئی۔

میں پارلیمانی جدوجہد میں اکیلا نہیں تھا۔ قابلیت اور بہادری سے جماعت میری مدد کرتی تھی۔ فسطائی ریاست کے ایک مشہور عہدہ دار، ڈیوٹی فیڈرزونی نے گیولٹی کے وزیر خارجہ کا وٹ سوزز کے سارے کاروبار پر نظر ثانی اور تنقید شروع کر دی تھی خصوصاً آڈریٹنگ پالیسی کی تو خوب ہی خبر لے رہا تھا۔ بعض متعاقب ڈرامائی ہوائیں خصوصاً وہ جن میں سوزز اپنے کاروبار پر نہ صرف گہری جانچ پڑتال ہوئی اور فسطائی منطق اور ضمیر کی روشنی میں انھیں ٹھٹھایا بلکہ کھلے یا چھپے معاہدوں کی رو سے ان کا تجزیہ کیا گیا جن سے پارلیمنٹ کو واقف ہونا اور متصور کرنا پڑتا تھا۔

متحد پارلیمانی جریدہ کے بعد گیولٹی وزارت کو زوال ہوا اور اس کی جگہ 'بونومی' نے لی جو اشتراکی تھا اور مختلف غلط وجوہ سے اپنے آپ کو جمہوریت کا طرفدار بتاتا تھا۔ اس نے اندرونی معاملات کو سلجھانے کی کوشش شروع کی۔ اسے فسطائیوں اور اشتراکیوں کے درمیان صلح کرانے سے دلچسپی تھی جس کے نتائج کا ذکر میں کہیں اور پر کر چکا ہوں۔ صین اس وقت جبکہ بونومی اس سمت آگے بڑھ رہا تھا دسارزانا، کے قتل عام المناک حادثہ واقع ہوا۔ کم از کم اٹھارہ فسطائی نشانہ ہل ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد ہی 'موڈینا' میں بے رحمی کی خرنیہ ہوئی جہاں فسطائیوں کی پریڈ پر رائل گارڈز نے گولی چلائی۔ کوئی دس قتل ہوئے اور کئی زخمی۔ ان حالات کے تحت کوئی نہیں کہہ سکتا کہ گھریلو پالیسی کے قدیم جم چکے تھے۔ مین بحیثیت جریدہ نگار اور سیاس کے اپنی جماعت کی پوری طرح نمائندگی کر رہا۔

مجھے 'چی جونی سوززیے' سے دوید و جنگ کرنی پڑی۔ وہ ہماری اطالوی سیاسی میسنری میں نمایاں شخصیت رکھتا تھا۔ کئی حملوں کے بعد ڈاکٹروں نے ہماری جنگ

۱۲۷
مسوئی کا آپ بیتی موقوف کراچی چونکہ میرے مقابل کے دل پر حملہ ہو چکا تھا۔ اس جنگ کے کچھ ہی بعد پارلیمانی جھگڑے کے سلسلہ میں مجھے میجر باسی کیوسے بھی دو بد و جنگ کرنا پڑا۔

میرا خیال ہے کہ ایک تیغ زن کی حیثیت سے مجھ میں کچھ اچھی خصوصیتیں ہیں اور اس سوا مجھ میں بہادری کے جوہر بھی ہیں ان ہی صفات کی وجہ سے میں جنگوں میں کامیاب رہا اور میری بہادری ہی نے مجھے واقعات سے اچھی طرح نپٹنے دیا۔

نومبر ۱۹۲۱ء میں میں نے سارے اطالیہ کے فسطائیوں کی کانگریس منعقد کی۔ اس وقت آگیا تھا کہ فسطائیت کی پہلی شکل بدل کر اس کو دوسری شکل میں پیش کیا جائے۔ پہلے اس کی حیثیت عام سیاسی تفریقوں سے الگ ایک تحریک کی تھی لیکن اب اس کو مضبوط سیاسی گرفت اور مرکزی اور مقامی تنظیم کی حیثیت سے ترقی کر کے ایک ٹھوس اور مادی جماعت کی شکل میں پیش ہونا تھا۔

اطالوی جنگجو جیسے جوش و خروش میں ڈوبے ہوئے تھے اس لئے ان میں ایک منظم جماعت سے زیادہ نظم فوج کی خصوصیات تھیں۔ اب ضروری تھا دوسری شکل اختیار کر کے عام کاروبار کی رہنمائی کے لئے پرانی جماعتوں کے جانشین ہوتے۔ آگسٹیو میں جہاں گٹس کا مقبرہ تھا اور اب جو روما میں ایک موسیقی گاہ ہے ایک نئی جماعت کی تشکیل کے شرائط پر راضی ہونا پڑا جس کے پیش نظر تنظیم اور نظام اہل دونوں ہوں۔

یہ جلسہ یادگار تھا۔ تابعین کی تعداد اور مباحثوں کی تیزی اور سنجیدگی کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ انھوں نے فسطائیت کی جو اغردی کو واضح کر دیا۔ اس جلسہ میں میرے نقطہ خیال کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ اطالوی جنگجو جیسے اب اپنے آپ کو تبدیل کر رہے تھے انھیں فسطائی قومی جماعت جس کا ایک مرکزی نظام اعلیٰ کونسل اور صوبائی نظام چھوٹی چھوٹی فسطائی جماعتوں کو ہر مقام پر مربوط و منظم کرنا تھا) کا ماتحت ہونا تھا۔ اس موقع پر میں چاہتا تھا کہ ہماری جماعت میں سے شخصی اثر جو فسطائی تحریک پر میرے ارادہ کا چھایا ہوا تھا

۱۲۸
 مسیوینی کی آپ بیتی
 شاید دوں لیکن جتنا زیادہ میں چاہتا تھا کہ اپنی جماعت کو خود اختیار تنظیم عطا کروں انشاء ہی زیادہ واقعات سے مجھے ثبوت ملتا تھا کہ میری جماعت بغیر میرے حکم، میری نگرانی، میری مدد اور زیرِ تحریک کے زندہ ہی نہیں رہ سکتی گی۔

رومانا کا جملہ فسطائیت کی بنیادی طاقتوں کا مظہر تھا لیکن میرے لئے خصوصاً وہ میری شخصی طاقت کا مظاہرہ تھا۔ متعدد اور خشکوار واقعات بھی ہوئے۔ بعض لوگ روم میں مارے گئے۔ روم میں مزدوروں کے محلے ہمارے مخالف تھے۔ سکاگر بس کا کام پوری طرح ترقی کرتا گیا مائیکہ رو کی ٹرکوں پر فسطائی جوق جوق صف آرا، دکھائی دینے لگے اور اس سے ہر شخص پر ظاہر ہو گیا کہ فسطائیت ایک جماعت کی شکل میں منضبط ہو چکی ہے ایسی کہ وہ بارخانہ اور مدافعتہ دونوں طریقوں میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

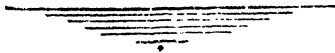
بولونی وزارت مختلف قسم کی مشکلات کے باوجود بھی سمجھوتہ کی پالیسی پر کاربند رہی۔ روم اور مونیخ کچھ غیر موزوں سا تھا۔ ۱۹۱۷ء کے سال نے ایسی مشکلات پیدا کیں جو کسی بھی سیاست کو پریشان خاطر کر دیتیں۔

آسمان پر ایک چمکدار لکیر دکھائی دینے لگی تھی لیکن بہر حال نہ اس نے بادل ابھی چھٹے نہ تھے۔ اس بے ڈھنگے سال کے اختتام کے قریب معاشی دنیا میں ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس نے ساری مملکت کو غم و اندوہ کی سیاہ چادر میں طغوت کر دیا۔ یہ حادثہ، بانکا اٹالینا وی اسکوٹو، کا دیوالہ تھا۔ اس حادثہ کا اثر اطالیہ کے جنوبی حصہ پر خاص طور سے ہوا جہاں غریب طبقے نے اپنی پونجی اس بنک میں جمع کر رکھی تھی۔ بنک کا یہ بڑا ادارہ جنگ عظیم کے دوران میں قائم ہوا تھا اور ہماری صلاحیتوں کو منظم کرنے میں بڑا حصہ لیا تھا لیکن جنگ کے بعد وہ اپنے تعلقات کا وزیرواشت نہیں کر سکا۔ بنک کا یہ بڑا نظام جس میں جنوبی اور شمالی اطالیہ کے مزدوروں کو گہری دلچسپیاں تھیں خود بخود ٹوٹ رہا تھا اور جنگ کے بعد کی اطالوی معاشی پالیسی کو نام نہانہ تھا۔ خدا جانے یہ جہالت تھی، بے وقوفی تھی یا غلطی؟

۱۲۹
 مسولینی کی آہستہ آہستہ یقیناً ہمارا وطن بحیثیت ایک طاقت اور تعمیر نو کی قوت کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہو گیا تھا۔ ہماری گھریلو پالیسی کی غلطیوں میں دنیا کی آنکھوں کے سامنے معاشی فقدان کا اضافہ ہوا۔

معاشی انتشار اور اسی سے متعلق مباحثوں میں فسطائیت نے حصہ نہیں لیا۔ اس نے دیر ضرور کی لیکن قوم کی معاشی پالیسی کی تشکیل کے لئے اس نے احتیاط، عقلندی اور ہوشیاری کو پیش نظر رکھا۔

پہلی دفعہ میں پبلک فینانس کے زبردست مسئلہ سے دوچار ہوا ہوں۔ میرے لئے یہ ایک نیا طیارہ تھا لیکن ہمارے میدان میں کوئی بھی قابلِ معرکہ نہ تھا۔



پچھٹا باب

حصولِ اقتدار

جبکہ سلطنت کی تعمیری ذمہ داری سر ہو یا یہ کہ نبطی کی حالت سے قوم کو نجات دلانا تو سرمایہ کا صحیح مصرف اور بینک کاری کی ترقی نظر انداز نہیں کی جانی چاہیئے۔
 دہانکا اٹالینا ڈی اسکونی کے اعلان دیوالہ نے، جیسا کہ میں نے کہا ہے، ہمارے معاشی نظام کی ایک گہری کمزوری ظاہر کر دی۔ جنگ کے بعد یہ واضح تھا کہ بینک کاری اور بہت سے حرفتی کاروبار بے ٹھکانا ہیں اور یا تو انھیں محفل ہو جانا چاہیئے یا پھر ان کی جگہ زیادہ مستحکم اداروں کو لینی چاہیئے۔

سرمایہ داری کی مخالف جماعتوں میں جھگڑے ہو گئے اور ان سے متوسط طبقہ کے رُجحان میں ایک تلون سا پیدا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ ہمارا سرمایہ دار حرفتی طبقہ ایک محتول نظام نہ ہونے کی بُرائی سے نفرت کرتا ہے۔ نہیں مستحکم سرمایہ داری کی روایات اور سخت تجربہ کی ضرورت تھی۔ ہم نے معلوم کیا کہ واقعات کی رو میں یہ دیکھنا مشکل ہے کہ جب وقت پڑے گا اور طاقت کی آزمائش ہوگی تو کون صحیح راستہ پر ہے اور کون ہٹ چکا ہے۔
 دوسری قوموں نے جہاں اپنے ماہران مالیات کی آنکھوں سے ہمارے عجیب اضطرار کو دیکھا تو ہماری معاشی زندگی کے متعلق خوفناک پیشین گویاں کیں۔ اطالوی حکومت خود نہیں جانتی تھی کہ روپیہ پیسے کے معاملات سے کس طرح بننا جائے اور کسی بہتر ترکیب کی عدم موجودگی میں جیسا کہ عام طور پر ایسے موقعوں پر ہوتا ہے نوٹیں چھاپنے لگی۔ اس کی وجہ سے معاملات جو

مسلو کی آپہنچی ۱۳۱
پہلے ہی خراب ہو گئے اور الجھ گئے تھے اور بھی بدتر ہو گئے۔ باب چھٹ

جنوری ۱۹۲۲ء میں جنوبی فرانس میں بمقام 'کیانے' بین الاقوامی کانفرنس ہوئی۔ یہ بہت اچھی ضیافت تھی اور فرانس کی تواضع نے اس کو اوجھی فرسے وار کر دیا۔ میں وہاں اپنے اخبار 'پاپو' لوڈی اٹالیہ کی خدمت کرتے گیا تھا۔ رائے عامہ کو خواہ وہ عارضی طور پر ہی کیوں نہ ہو بہر حال اندرونی معاملات سے بٹانے کا کتنا بہترین موقع تھا اگر لوگ کلیغوں کی بجائے بین الاقوامی مسائل کو ہم اچھی طرح جانچ سکتے تھے۔

دیکھنے میں میں جانتا تھا کہ دنیا کے بڑے سیاست دانوں سے ملوں۔ میں چاہتا تھا کہ ہماری بین الاقوامیت کے متعلق جو رائے عامہ تھی اس کی بہتر رہنمائی کی جائے۔ 'کیانے' کی کانفرنس 'جنیوا' میں ہونے والی کانفرنس کا پیش خیمہ تھی۔ اٹالیہ کو اپنی پالیسی کا انتخاب خود ہی کرنا چاہیے تھا اور اس میں ان اہم مفادات کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے تھا جو ہماری تاریخی اور سیاسی ضروریات کی پیداوار تھے۔

بہر حال ان ہی باتوں کا لحاظ کر کے میں نے 'کیانے' جانے کا تصفیہ کیا اور ضروری احترام کے لئے دس ہزار لیرے جمع کیا۔ میرے بھائی 'آرنالڈو' نے اس کو فرنیسی سکول میں تبدیل کر دیا جو پانچ ہزار دو سو فرانکس سے زیادہ نہیں ہوئے۔ گو کہ میں نے بیرونی مبادلہ کی ادا اختیار کی تھی لیکن اس چھوٹے سے شخصی تجربہ نے مجھ پر گہرا اثر کیا۔ اب یہ بات مجھ پر واضح ہو گئی تھی کہ اٹالوی کرنسی کی قیمت فرنیسی کرنسی کے مقابلہ میں نصف سے زیادہ گر چکی تھی۔ یہ ذلت کی ایک بڑی علامت تھی اور ایک فاتح قوم کی خود داری پر ضرب کاری۔ اس سے واضح ہو گیا کہ ہم دیوالیہ ہونے کے قریب ہیں۔ فوراً خیال ہوا کہ فسطائی طاقت کے ذریعہ اس کا تدارک کیا جائے ہیں ایک موقع ملا تھا۔ بد قسمتی سے واقعات کی ترقیوں نے حکومت کو سیاسی جماعتوں کو یا پارلیمنٹ کو عمل کے لئے مجبور نہیں کیا تھا۔ روپیہ کی مصنوعی ریل پیل نے عوام میں خوشحالی کا ایک غلط احساس پیدا کر دیا۔ 'کیانے' کانفرنس کی کوئی اہمیت نہیں تھی وہ تو 'جنیوا' کانفرنس کا پیش خیمہ تھی۔ وہ ایک

میلونی کی آپ بیتی ماحول میں گھری ہوئی تھی۔ یورپ کے ایسے مقامات پر جو اجلاسوں کے لئے خوشگوار نئے متعقد بین الاقوامی جلسے اٹانڈینے کی حد تک متواتر ہوتے رہے۔ آخری جلسے لچسپی سے خالی تھے اور اہمیت حاصل کرنے کی بجائے اخباروں کے لئے طنز و تشویش کا سامان ہوئے۔ مجھے بہر حال کیا کے دوران قیام میں اس بات کا موقع ملا کہ شخصی طور پر اور راست طریقہ سے واقعات اور اور لوگوں کا گہرا مطالعہ کر کے نتائج اخذ کرتا۔

دیکھنے، کانفرنس نے دفعتاً فرانس کی وزارت میں ایک نازک صورت حال پیدا کر دی۔ بریائی، جس سے میں ان دنوں ملتا تھا ایوان کی رائے کے انتظار کے بغیر استعفیٰ دیدیا۔ میں نے ۲۴ جنوری ۱۹۲۲ء کو ایک مضمون ”کیانے کے بعد کے عنوان کے تحت لکھا جس کو متعدد بین الاقوامی سوالات کے بعد حسب ذیل الفاظ پر ختم کیا :-

”ایسے مسائل، سوالات اور مہارت ناموں کا سلسلہ جن کا کوئی تصفیہ نہیں کیا گیا لا تھا۔ اس کی بجائے ضرورت ہے کہ فرانسیسی صورت حال سے سبق حاصل کیا جائے۔ یہ ایک تلخ صداقت تھی۔ عوام جو اخلاقی اور معاشی نقطہ نظر سے بری حالت میں تھے اپنے دل میں کہتے، ”یہ لوگ ضمیر نہیں رکھتے یا یہ کہ کمزور ہیں۔ یا تو وہ صلح کرنا نہیں چاہتے، یا یہ کہ صلح کرنے سے موجودہ اخلاقی اور معاشی خوف ناک صورت حال میں یورپ کو سمجھ سے کام لیا جائے یا پھر ڈوبنا چاہیے۔ آئندہ یورپ مفلس اور منتشر لوگوں کی وجہ سے ممکن ہے ایک نوآبادی بن جائے دوسرے دو براعظم تاریخ کے آسمان پر ماند ہو چکے ہیں۔“

یورپ کے آسمان پر میری آنکھوں کے آگے جو اندوہ نال سماں تھا اس کے سوا ہمارے گھریلو مصیبتیں ہمیشہ بڑھتی ہی جاتی تھیں۔

جریدہ نگار، سیاس اور رکن پارلیمنٹ کی حیثیت سے میں نے ہمیشہ اطالیہ کے دھوکے سے متعلق کہا ہے۔ ایک وہ جو غلامی سے آزاد تھا۔ وہ شریف، مغرور، وفادار، جنگ کی خوفی قربانی سے منسوب اور اطالوی قوم کے حقوق کی حفاظت کے لئے ہمیشہ پیش پیش تھا۔

مسوئی کی آپ بیتی ۱۳۳
اس کے برخلاف دوسرا حصہ بالکل ہی بے حس تھا۔ اس کو نہ شرف کا پاس تھا اور نہ افتداز کا اپنی
روایات سے بے بہرہ تھا اور جدید اصول تحریکات کا شکار تھا۔ اس میں نہ تو بہادری تھی اور نہ
قربانی کا مادہ۔

اطالیہ کے ان دو حصوں میں ہزاروں موقعوں پر آپس میں جھڑپیں ہوئیں اور وہ اکثر دفعہ
خونی شکل اختیار کر کے فسطائیوں اور ان کے مخالفین کی خونخوار اور فیصلہ کن جنگیں نہایت ہوئیں۔
ان کے اصلی حدود و احوال کو صحیح روشنی میں دیکھنے کے لئے ہمیں چند خاص واقعات کا تجزیہ کرنا چاہیے۔
مثال کے طور پر ’پیسویا‘ کے واقعہ کو لیجئے۔ ایک بہادر عہدہ دار ’لفٹنٹ فڈر کیو فلوریو‘
کو جس نے جنگ میں بہادرانہ خدمات انجام دی تھیں اور جو ’ڈی انزویو‘ کے ساتھ ’فیوم‘ بھی گیا تھا
’کافیروچیسی‘ نامی ایک انارکسٹ نے دھوکے سے قتل کر دیا۔ ایک بہادر آدمی کو اس طرح
قتل کرنا ایک بھاری جرم تھا اور اس کی وجہ سے فسطائیوں کے دلوں میں ایک بے چینی سی پیدا ہوئی
مقتول کے آخری الفاظ سنجیدگی اور ممانعت سے پڑتے تھے۔ اُس نے کہا ”مجھے اس کا افسوس ہے
کہ اب میں اپنے ملک کے لئے کچھ اور نہ کر سکوں گا“ اس کے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکا اور مر گیا۔
میں نے محسوس کیا کہ اس قسم کی قربانیاں فسطائیت میں ربط و اتحاد کا باعث بنتی ہیں۔

”ایک مضبوط اتحاد ہے“ میں نے اپنے اخبار میں لکھا ”جو فسطائیوں کو ایک ہی رشتہ میں
پڑوتا ہے اور ’فلوریو‘ کی وفاداری کے لئے لوگوں کو متحد کرتا ہے۔ یہ مقدس رشتہ ہمارے
مقتولین کا ہے۔ ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے اور ان میں نوجوان اور بچہ کار بھی شامل
ہیں۔ نہ کوئی جماعت اور نہ اطالوی تاریخ کوئی حالیہ تحریک فسطائیت کا مقابلہ کر سکتی ہے۔
ایک طرح نظر بھی فسطائیت کی مانند جو نوجوانوں کے خون سے رنگین ہو پیش نہیں کیا گیا۔
”اگر فسطائیت ایک عقیدہ نہیں ہوتا تو کس طرح وہ اپنے حصوں میں بہادری کی لہر دوڑا
سکتا؟ ایک عقیدہ ہی، ایسا عقیدہ جو اپنے عروج پر پہنچ چکا ہو فڈر کیو فلوریو کی زبان سے
وہ الفاظ کہلواسکتا ہے۔ وہ الفاظ سند ہیں اور مقدس بھی۔ ان میں سادگی بھی ہے اور دلچسپی

۱۲۴
مسئولین کی آپ بیتی
”اطالیہ کے تمام فسطائیوں کو وہ الفاظ کان دھ کر سننا چاہیے اور خاموشی کے ساتھ ان پر غور و فکر بھی کرنا چاہیے لیکن مضبوط ارادہ کے ساتھ اپنی منزل کی طرف برابر گامزن ہونا چاہیے کوئی سنگ راہ انہیں نہیں روک سکے گا!“

مقتولین کی طرف سے جو کچھ پابندیاں ہم پر عاید ہو چکی تھیں ہم ان سے بخوبی واقف تھے۔ جب مقتولین کے دلوں سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے تو شرافت کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی بزرگی کا امتیاز نقش چھوڑ جاتا ہے۔

فسطائی جاہلیت، ان کے جلسے، ان کی ملی ہوئی صفیں اور ان کی قوم پرستانہ خدمات مقتولین کے مسلک پر اپنی نظریں جمائے ہوئے تھیں۔ ہم ان کا نام لے کر کیے بعد دیگرے پکارتے اور ہر نام پر ہمارے ساتھی جواب دیتے ”حاضر“۔ یہ ایک سادی سیدھی رسم تھی لیکن اس کی اہمیت ہنر نہ قسم کے تھی۔

اطالیہ کے دونوں مخالف حصوں کا مقابلہ دوا راکین سینٹیٹ کرڈارو، اور رسالی ٹا، کے سیاسی رویہ سے صاف ظاہر تھا جو سرحدوں پر حکومت کے ہائی کمشنر مقرر تھے۔ یہ دونوں ان باشندوں سے جن کی رگوں میں اطالوی خون نہیں ہے رحم اور رساوت کی درخواست کرتے محض اس لئے کہ وہ خود اطالوی ہیں سرحد کے جرمن زبان بولنے والوں سے کسی قسم کے مطالبات نازیبا نہیں سمجھے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس بزدلی اور غلامی سے ہم نے وہ سب حقوق کھو دیے۔ جن کو رضاکاروں کے خون نے مقدس کر دیا تھا۔ جون ۱۹۲۱ء میں جیسا کہ میں نے گذشتہ باب میں کہا ہے الفاظ کو ملائم کرنے کے بغیر میں نے پارلیمنٹ میں سب کے آگے ذکر ڈارو، اور رسالا ٹا، کے کام کا مضحکہ اڑایا تھا۔ پھر بھی کسی نہ کسی طرح ان کا تباہ کن کام جاری رہا۔ ایسی کمزوری کے ثبوت نے فسطائیوں کو بھڑکادیا اور انھوں نے ان دونوں کے خلاف سخت الفاظ میں احتجاج کیا۔ ۱۱ جنوری ۱۹۲۲ء کو ٹریبیٹی، کے جلسہ میں فسطائیوں نے رسالا ٹا، کو واپس بلا لینے اور نئے مصلوبوں کے لئے مرکزی دفتر پر دباؤ ڈالنے کا مطالبہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ روش

۱۳۵
 مسولہ کی آپ بیتی
 ایسے طور پر جاری رہی حقیقت میں دونوں اراکین سینیٹ 'کریڈارو' اور 'سالاما'، وائس بلائے گئے
 حالانکہ حکومت نے انہیں دوبارہ مامور کیا تھا لیکن ان کی غلطیوں کے نتائج کا خمیازہ بھگتنا پڑا
 سیاہ قیصیوں کو چاہیے تھا کہ دوسرے طریقے سے عزت اور احترام کے ساتھ 'برنیر' اور 'نیوٹو'
 کی مقدس سرحدوں کو محفوظ کرتے۔

اس تلخ حادثات کے زمانہ میں جبکہ گرما گرم مباحثے اور جھگڑے ہو رہے تھے اور یورپ کا
 مطلع طوفانی حوادث سے پُر تھا، پانی ٹھن مینی ڈیکٹ پانزدہم گیا کو موڈی لاجی سا، کے انتقال
 کی خبر آئی۔ 'نیٹھس' و 'جنیوا' کے ایک معزز خاندان کا فرد تھا۔ وہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۲ء کو مرا تھا۔
 اس نے جنگ کے طوفانی زمانہ میں گرجا پر حکومت کی تھی اور نیک دل پائس دہم کا جانشین ہوا
 تھا جس نے سیاسی اور مذہبی جدت طرازیوں کا زبردست مقابلہ کیا تھا۔

'مینی ڈیکٹ پانزدہم' نے ہمارے دلوں میں کوئی ہمدردانہ یا دہنیں چھوڑی۔ اگر ہم چاہیں
 بھی تو نہیں بھول سکتے کہ ۱۹۱۴ء میں جبکہ لوگ جدوجہد میں مصروف تھے اور ہم دیکھ چکے تھے کہ
 'زاریت' اور روسی انقلاب فوجوں کے ساتھ مشترقی محاذ پر ناکام ہو چکے ہیں۔ اسی موقع پر
 اس 'پان لف' نے جنگ کو "بیکار قتل عام" کہا تھا۔ ایسے نازک موقع پر اس اعلان سے ان
 لوگوں کے دلوں پر ایک چوٹ سی لگی جو امید کر رہے تھے کہ بہت سی تاریخی نا انصافیوں کا ازالہ
 کر دے گا۔ اس کے علاوہ جنگ ہماری ایجاد تھی اور عیسائی گرجا ہمیشہ جنگ و جدال سے
 بیگانہ رہا۔ ان تمام باتوں کے باوجود بھی پوپ کے رویہ کو بعض ایسے لوگ تنقیدی نظر نہیں دیتے
 یا یہ کہ تاریخ سے ناواقف ہیں عین انصاف اور خارجی اثرات کی روح سمجھتے ہیں۔
 لیکن یہ رجحان اور اس کا اظہار ہم اطالویوں کے لئے ایک نئی ہی قدر قیمت رکھتا
 تھا۔ اس سے اطالیہ کے حالات کا ایک بے ترتیب پہلو ظاہر ہوا یعنی اسیے وقت میں جبکہ
 اطالیہ ایک زبردست جدوجہد میں مصروف تھا روم میں 'پان لف' کی جو حیثیت تھی وہ وہ
 ظاہر ہو گئی۔ اسی وجہ سے 'مینی ڈیکٹ پانزدہم' کی وفات پر اس کی جانشینی کا مسئلہ مستقبل کے

ہمارے ملک میں ایک کہاوت مشہور ہے جو بہت ہی غیر معمولی واقعات سے یہ ظاہر کرنے کے لئے منطقی کی جاتی ہے کہ بہت ہی پیچیدہ مسائل کو بھی آسانی سے حل کیا جاسکتا ہے۔ وہ کہاوت یہ ہے کہ ”جب ایک پوپ فرما ہے تو دوسرا پوپ بنایا جاتا ہے“۔ اس سادے سیدھے اقرار واقعہ پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ بہر حال سینٹ پیٹرک جانشین، پرنس آف اپالز، کانگنم البدل اور اس مادی دنیا میں حضرت مسیح کا نمائندہ بننے کے لئے اسمبلی کی انتخابی کارروائی کچھ زیادہ موزوں نہیں۔ جو تعلقات ریاست اور گرجا کے درمیان قائم تھے ان کے پیش نظر شخص سمجھ سکتا تھا کہ پوپ کو منتخب کرنے والی مجلس کے نتائج کا گہری دلچسپی کے سوا دوسرے کیا اسباب ہو سکتے تھے۔ ساری عیسائی دنیا کی آنکھیں روما پر جمی ہوئی تھیں۔ تمام یورپی اعلیٰ عدالتوں میں ایک بے چینی سی تھی۔ انتہائی راز میں اثرات کام میں لائے جا رہے تھے اور وہ ایک دوسرے کو دبانا اور اپنا بول بالا کرنا چاہتے تھے۔

دنیل کے ہر ملک کے تماشائی اور مدبرین یہ دیکھ کر شہد رتھے کہ پوپ کو منتخب کرنے والی مجلس کی تیاری میں عجیب و غریب پیچیدگیاں پیدا کی جا رہی تھیں اور سارا روم دوران رائے دیں میں سینٹ پیٹرک کے پلازا، میں خاموشی کے ساتھ انتظار کرنے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں مینی ڈیکٹ پانزدہم، کے سیاسی اثرات پر ایک مباحثہ چھڑ گیا۔ اس جانشین کے متعلق کمیونسٹیکوئیاں ہوئیں خصوصاً جریدہ نگاروں کی صف کسی سے پیچھے نہیں رہی۔ وسیع اثرات کے بہت سے مسائل بے ضرورت تفصیلات کے ساتھ معرض بحث میں آئے۔ بہر حال، ہونومی وزارت، جو کہ گھریلو پالیسی میں نا اہل اور دبیاں کاٹا لینا ڈی اسکوٹو، کے دیوالیہ ہونے کا باعث سمجھی جاتی تھی اس کا زوال دراصل اس وجہ سے ہوا کہ قومی پارلیمنٹ میں پوپ مینی ڈیکٹ پانزدہم، کی مقدس یاد کا کام نہ رہی۔ میں نے بارہا اپنی قسطنطنیہ جماعت چرس کو میں مطالبہ کی نواب جماعت سمجھتا تھا یہ ہر گرجا

ہمارے مذہبی خیالات میں اخلاقیات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ میں نے اس ضرورت کا اقرار کیا تھا کہ بے نتیجہ تصورات، بے معنی مصنوعات اور پادریوں کے خلاف غلط اعتراضوں کا سدباب کیا جائے۔ یہ رجحان نہ صرف ہماری اخلاقی حالت کو دوسرے کے مقابلہ میں پیچھے کر دیتا تھا بلکہ مذہبی نقطہ نظر سے اطالیوں کو مختلف مکتب خیال میں تقسیم کر دیتا تھا۔ اس کے علاوہ یہ رجحان ہم کو اس غلط اور ظالم طاقت کے ماتحت کر دیتا تھا جو سیاسی قسم کی بین الاقوامی میسنری تھی اور یہ انیکولسیاکن، ممالک کی میسنری سے مختلف تھی۔ میں چاہتا تھا کہ یہ تباؤں کہ کس طرح ریاست اور گرجا کے تعلقات ناقابل حل نہیں ہیں اور یہ بھی سمجھاؤں کہ ایک غیر جانبدارانہ تحقیق کیسے بعد کس طرح ایک فہم کا ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو اطالیوں کو زندگی کا آسرا اور ان کی شہری زندگی اور مذہبی اعتقاد کو ایک دوسرے میں سود سے فسطائیوں نے جو اپنے دور کے کافی سمجھا روگ تھے مذہبی پالیسی کے میرے اس نئے خیال کو قبول کیا جس طرح سے کہ ہم میسنری کو اطالیہ میں جانتے تھے اس کے خلاف جگہ کرنے کا پیمانہ ہم نے اسی خیال کے دامن سے باندھ دیا۔ یہ جنگ بنیادی اہمیت رکھتی تھی اور فسطائیت آخر تک اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تلی ہوئی تھی۔

ہیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اطالوی میں ہمیشہ ایک انتشار کی نائندگی کرتے رہے ہیں نہ صرف سیاسی زندگی میں بلکہ روحانی تخیلات میں بھی۔ میسنری کی ساری طاقت پوپ کی پالیسی کے خلاف مرکوز تھی لیکن یہ جدوجہد کوئی سچا طبع نظر نہیں رکھتی تھی۔ یغنیہ انجمن دراصل عملی نقطہ نظر سے باہمی اغراض، خود غرضی اور اپنے متقصین کے فائدہ کے سہارے پر تھی۔ اپنی طاقت کو ٹھکانے کے لئے اور درپردہ کارروائیوں کو تقویت پہنچانے کے لئے میسنری نے لبرل گورنمنٹس کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا جو ۱۸۷۱ء کے بعد ایک دوسرے کی جانشین ہوئی اس طرح اس نے دو عملی حکومتیں، عدالتیں، تعلیمات میں، اور فوج میں بھی اپنے اثرات پڑھائے تاکہ ساری قوم پر چھا جائے۔ بیسویں صدی کے آخر تک اس کے خفیہ طرز عمل اور اس کے پراسرار

۱۳۸
 مسوینی کی آپ بیتی
 جلسوں نے جو ہمارے فرقوں کی صاف گوئی اور حق پرستی کے جذبے کے خلاف تلخے بنائے
 اخلاق میں بُرائیاں، زندگی کے تصور میں نقص اور دوسری روحانی اور کرداری کمزوریاں
 پیدا کر دیں۔

اس خفیہ ادارہ سے میری نفرت کا آغاز جوانی ہی سے ہوا۔ بہت پہلے ۱۹۱۴ء میں
 "انکوئٹا" کی کانگریس میں میں نے برادران ملک کے آگے یہ سوال پیش کیا تھا کہ۔
 اشتراکی یا مین؟ میرا نقطہ نظر باوجود اشتراکی مینوں کی سخت مخالفت کے کامیاب رہا۔
 بعد میں فسطائیت کے لئے بھی میں نے ایسا ہی طاقتور رویہ اختیار کیا۔ اس کے لئے ہمت کی
 ضرورت تھی میں نے موقع کا نہیں بلکہ اپنے ضمیر کا حکم مانا۔ میرے طرز عمل میں کوئی بات بھی
 ایسی نہ تھی جو بے سوچ، مخالف میں تحریک میں پائی جاتی تھی۔ اس کے بانی مدافعت کے
 اصول پر کاربند تھے اور ایک مذہبی فرقہ کی حیثیت سے ان کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

میری سیدھی اور مستقل پالیسی کے لئے آج بھی میاں فی طبع مجھے سنا ہوا نفرت کرتا ہے۔
 اس قسم کی مینسری کو اطالیہ میں شکست ہوئی لیکن وہ بین الاقوامی مخالف فسطائیت نقاب اوڑھے
 ساز باز کرتی ہے۔ وہ مجھے شکست دینے میں ناکام رہی۔ اس نے مجھ پر کھینچنے کی کوشش
 کی لیکن اس کا نشانہ خطا کر گیا۔ میرے خلاف اس نے جان لیوا ساز مشینیں کھینچ کر ایہ کے
 قاتل میری تقدیر پر قابو نہیں پاسکے۔ اس نے میری کمزوریوں کے متعلق افواہیں پھیلانیں
 اور میرے قریبی جہانی جراحوں کا حال طشت از باہم کیا لیکن میں ہمیشہ سے زیادہ صحت مند
 اور طاقتور ہوں۔ یہ ایسی جنگ تھی جس کا مجھے بہت تجربہ تھا۔ ہر دفعہ جب کمی میں اطالوی
 سیاسی زندگی کی شکل صورتوں کو جھٹلا دینا، سیاسیات کو ذاتیات سے بدل کر خلوص،
 صاف گوئی اور وفاداری کے رنگوں میں پیش کرنا چاہتا تھا تو ہمیشہ مینسری میرے خلاف
 کھڑی ہو جاتی تھی۔ لیکن اس تنظیم کو جو کبھی بہت طاقتور تھی میں نے بہر حال شکست دیدی،
 میرے خلاف وہ کامیاب نہیں ہوئی اور نہ ہو سکی تھی۔ اطالویوں نے یہ جنگ میرے لئے

مسکوئی کی آپ بیتی
۱۳۹
جیتی اور انھوں نے اس کو ٹھکے کا علاج دریافت کر لیا۔
باب چھٹ

آج ہم اطالیہ میں کھلی فضا میں سانس لیتے ہیں اور زندگی روز روشن کے خوشگوار ماحول میں کھلی پڑی ہے!

جب بوٹومی، کو زوال ہوا تو بادشاہ نے بہت سے دماغوں سے مشورہ کیا۔ مجھے بھی دوسرے ان کے سرکاری محل، کبوری تال، میں جہاں کانفرنس منعقد ہوتی تھیں اسی سلسلہ میں یاد فرمایا گیا بعض اسباب کے تحت میں نے جو کچھ حکمران کے حضور میں کہا یہاں بیا نہیں کر سکتا۔ سیاسی نزاع نے غیر معمولی رُخ اختیار کیا اور ہم اندھیرے میں راستہ ٹھٹھتے تھے۔ ان لوگوں کی تعداد جو سیاسی میدان میں تھے اور جو اقلیت کی جگہ پر کرنے کی اہلیت رکھتے تھے بہت محدود تھی۔ انھوں نے پہلے 'آرلینڈو' کی طرف دیکھا پھر ڈی نکولا، کی طرف لیکن حالات حاضرہ کے تحت کوئی بھی وزارت قائم کرنے کی ذمہ داری نہیں لیتا چاہتا تھا اس لئے وہ بوٹومی کی طرف واپس لوٹے جس کو دوسری دفعہ پھر شکست ہوئی جبکہ اس نے اپنے آپ کو ایوان میں پیش کیا۔

میں نے مشورے ہوئے اور نئی تجویزیں ہوئیں لیکن ہمیشہ وہی چند نام لئے گئے۔ آرلینڈو، ڈی نکولا اور بوٹومی! جو تصویر پیش کی گئی وہ وہی جمہوری کی تھی جو کئی جمہوریوں کو مصیبتوں میں مبتلا کر چکی تھی اور جو کئی ممالک کو اس طرح رسوا کر چکی تھی کہ انھوں نے اپنی زندگی کے سالوں کی تعداد سے زیادہ حکومتیں اور وزارتیں بدل دی تھیں۔ یہی خصوصیات ہماری کے لئے بھی ضروری سمجھے گئے اور لیڈروں سے کہا گیا کہ وہ کچھ رد و بدل کر کے باہمی سمجھوتے کے ساتھ مصالحت کریں۔ اس سے موجودہ گھٹیا طریقہ کار دائمی ہو جاتا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ طریقہ کار قانون سازوں کو غریب ہو لیکن عملی طور پر اس کی بالکل ہی دوسری حیثیت تھی۔ 'پاپولر' اور 'کیتھالک' پارٹی نے اپنی بڑی سیاسی ذہنیت کے مد نظر جس کے سبب وہ درپردہ غیر معمولی قدامت پرست اور ظاہر انقلاب پسند تھی، کی واپسی کے خلاف

مسوینی کی آپ بیتی ۴۰
رائے دی پاپولاری کی حیثیت عجیب تھی۔ بدقسمتی سے ایوان میں وہ ایک طاقتور جماعت پر قابض تھے۔ اقتدار کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے انھوں نے 'گیوٹی' کے خلاف رائے دی اور 'بونومی' کو مدد دینے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے کسی بھی وزارت کو ناراضی طور پر بھی تسلیم پانے نہیں دیا۔

مشوروں کے باوجود بھی وہی نام پیش ہوتے تھے۔ یہ پہلا جھوٹا جھوٹا جمہور تھی۔
پر آخر کار طاری ہوتا ہے۔ وہ سیاسی منطق، معمولی سمجھ اور بدقسمتی سے خود اطالیہ کے بھی پرچے اڑا رہا تھا۔ آخر کار وینکٹا وزارت، قائم ہوئی۔ اس پارلیمنٹ کے رکن کے معمولی انتخاب کو جو 'گیوٹی' سے گہرا تعلق رکھتا تھا موجودہ برے وقت کی حفاظت کے لئے واحد جائے پناہ بنایا گیا۔ ہر روز ہم عزت کی سیر بھی سے ایک قدم نیچے اتر رہے تھے۔ ان حالات کے ماتحت اور اس خیال سے بھی کہ 'وینکٹا' نے اس بوجھ کو اٹھالیا جس کو کوئی اور اٹھانے کے لئے تیار نہ تھا بہر حال میں نے اپنے اخبار میں یہ اعلان کرنے میں پس و پیش نہیں کیا کہ نئی کاپی جو کہ بے رنگ ہے مگر سب کوئی نہ کوئی کام کرے۔ میں یہ کہنے کے لئے بھی تیار تھا کہ اور کچھ نہیں تو وہ کم از کم آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتی ہے خواہ وہ معمولی نظم و نسق کی حد تک ہی کیوں نہ ہو۔ وہ حکومت بری ہے جو کچھ نہیں کرتی اور اس سے بدتر وہ جو نظم و نسق بھی مضبوط نہیں کرتی ایسا کہ جو اس کا اپنا کہلائے۔

وینکٹا، پارلیمنٹ کا ایک ٹرانٹ رکھی تھا اور وہ ایک ایسا شخص تھا جیسا کہ پرانی جہر کا ابھرا ہوا حرف ہوتا ہے۔ اپنے معاصرین کی تیسرے درجہ کی اخلاقیات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ صرف ایک مہتی سے عقیدت رکھتا تھا اور وہ مہتی اس کے استاد 'گیوٹی' کی تھی۔ مینا کٹا، دوسرے زمانہ میں وزیر خزانہ رہ چکا تھا۔ جیسا کہ اس کے دوست بھی کہتے تھے نازک مواقع پر بھی وہ وزارتی سخت کارروائی کرنے کی جرأت نہیں رکھتا تھا اس کو جاحظوں کی جدوجہد، فطائیت کی طاقت اور نازک بین الاقوامی خارجی واقعات کا

ان حالات کے ماتحت قدم لبرل اطالیہ اپنے مسائل کو سلجھانے کی کوشش، پارلیمانی جھگڑوں بے نتیجے پن کی غیر موزوں سازشوں، شخصی اقتدار کی کوشش، متواتر نزاعات اور صحافتی ہنگاموں کے ساتھ اطالیہ کو نقصان پہنچا رہا تھا ایسے اطالیہ کو جو بحسن ادا و باہمی کو سدھارنے میں جدوجہد کر رہا تھا جس کے دیہی بینک ناکافی تھے جس کا معاشی نظام حقیر اور غیر ضروری تھا جس کی خیرات غیر موزوں اور نا عاقبت اندیش تھی، جس کا درجہ ایک ادنیٰ ملازم کا سا تھا جس کے کندھے پر رومال اس لئے تھا کہ وہ بین الاقوامی کانفرنس میں دوسروں کا منہ صاف کرے، ایک ماں کی طرح دوسروں کی سرپرستی کرے، اور ایک غنئی سپوت کی طرح دوسروں کی سرزمین کو اپنے خون سے سینچے۔۔۔ یہ تھی اطالیہ کی رہنمائی اور یہ تھی اس کی قیمت!

’فیناٹا، پُرانی دنیا کی پوری طرح ناسدگی کرنا تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جسے دفعتاً بہت سے سرایتنے والوں کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ وہ اکثر کہتا تھا کہ وہ نہیں سمجھ سکا کہ اسے اطالوی حکومت کا صدر کیوں بنا دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ کا یہ بڈھا رکن کہتا تھا کہ وہ لوگ جو اس کے اطراف ہیں اور جنہوں نے اس کو بائرا اور طاقتور بنایا ہے وہ سب کے سب قدیم لبرل جمہوری دنیا کے رہنے والے نام لیا ہیں اور جو اب وقت کے پیچھے ہیں اور تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور اپنی حفاظت کے لئے کسی نہ کسی طرح مصالحت کے لئے بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں۔

لیکن فسطائیت کی طاقت و شین متحرک ہو چکی تھی۔ کوئی بھی اس کی راہ میں حائل ہو کر اسے روک نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کا صرف ایک ہی مقصد تھا اور وہ مقصد اطالیہ کے لئے ایک حکومت جیتا کرنا تھا۔

ان دنوں فسطائیت کے انقطاع اور اس کی تقسیم کی کوششیں ہو رہی تھیں لیکن میں نے فلم کی چند جنبشوں اور اندرونی تنظیم سے ان کو مٹا دیا۔ مجھے ایسی عام غلطیوں کی نسبت ’قیوم‘ کے ایک حادثے سے زیادہ دکھ پہنچا۔ وہاں ’زانیلا‘ نامی ایک دغا باز اطالوی نے اطالیوں کے خلاف

۱۴۲
 مسیحی کی آپ بیتی
 ایک سازش تھی۔ فسطائیوں نے اس کو ملک سے باہر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس خود مختار اور
 بوجہ گوسلاویا کے بڑے نمائندے کو مجبوراً وہ بدقسمت شہر چھوڑنا پڑا جو اطالیہ ہی کے طفیل میں امن و
 امان کا ماحول پیدا کر سکتا تھا۔

اس موقع پر ہیڈ پیپرگ، کاچارلس سینٹ اسٹیفن، کاناج چھل کرنے کی دو مرتبہ ناکام کوشش
 کے بعد مرگھا۔ تباہی نے اپنا بدلہ لے لیا تھا اور ہیڈ پیپرگ کے خاندان کی واپسی کا آخری موقع بھی
 ختم کر دیا تھا۔ اطالوی تاریخ میں اس حکمران خاندان نے ہمیشہ بد بختانہ اثرات کی نمائندگی کی ہے
 اور وہ ہمارے انتظام کے لئے دائمی طور پر سنگ راہ تھا۔

وجنیوا، کانفرنس اس وقت منعقد ہوئی جبکہ عوام نہ اس کی طرف گہری توجہ کر رہے تھے
 اور اس سے دلچسپی لے رہے تھے، ان کی زندگیاں امید و بیم کے عالم میں تھیں، ابھی قنوطی
 اور ابھی رجائی!

مئی کی پہلی تاریخ کو نام نہاد مزدوروں کی تقریب تھی۔ اس تقریب کی نمایاں خصوصیتیں
 بدقسمتی سے اشتراکی اور اشتعالی حملے اور بلوے تھے حتیٰ کہ اعلان جنگ کی ساگرہ بھی جو ۲۴ مئی کو
 واقع ہوئی خون کے چھینٹوں سے داغ دار تھی۔ تمام اطالیہ میں سنجیدہ تقاریر ہو رہی تھیں
 لیکن روماس استمالیوں نے اس پر ریڈ پر آشباری کی جو این ریکوٹوٹی کے اغراض منقذ
 ہوئی تھی۔ یہ وہی رومی تھا جس نے نہ صرف اپنی زندگی کو بلکہ اس کے سہارے کو بھی مغرور
 دشمنوں کے مقابلہ میں پیش کر دیا تھا۔ اس آشباری میں ایک شخص ہلاک ہوا اور ۲۴ زخمی ہوئے۔
 گویا کہ یہ حادثہ کافی نہیں تھا۔ مزدوروں کی متحدہ جماعت نے جو فسطائیت
 کی مخالفت تھی، ایک عام ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ یہ بہت زیادتی تھی! حکومت کی طرف سے
 عمل کی کوئی علامت ظاہر نہیں تھی میں نے بغیر کسی تامل کے فسطائیوں کو صف آرا ہونے کا حکم
 دیدیا۔ میں نے عہد کیا کہ ہم اس سرخ تحریک کی کمر توڑ دیں گے۔ ہم ضرور اس سے ٹکرائیں گے
 اور بہت ممکن ہے کہ اس درندہ کو ہمیشہ کے لئے پھل دیں۔“

مسوینی کی آپ بیتی ۱۴۳
متوسط طبقوں اور حکومت کے نامعلوم رویہ کے لحاظ سے ہمارے بہادرانہ تصفیہ نے
جو پورے نشیب و فراز، یقین اور ذمہ داری کے بعد اختیار کیا گیا تھا اشتراکیوں اور اشتمالیوں
کو ٹھنڈا کر دیا۔ فسطائی صف آرائی بجلی کی طرح اس مگر فضائیں کو مندی۔

اسی دن ہڑتال ختم ہو گئی۔ عام شہر کوں پر، چوراہوں پر اور میدانوں میں فسطائی مداخلت نے
ایک قسم کا نظم قائم کر دیا لیکن، نامیسی ٹورلو، کی پارلیمنٹ میں ہمیشہ کی طرح ریشہ دو انیاں جاری
رہیں خاکوں اور پر وگراموں کو مضبوط کرنے کے لئے پس و پیش ہوتا رہا کبھی رجحان آمریت
کی طرف ہوتا اور کبھی اشتمالیوں کے ساتھ اشتراک عمل کی طرف۔ ایسے میں ۱۲ جولائی کو وزیر
خزانہ دپیانو، نے ایک بیان دیا جو ہماری انتہائی بے چینی کا باعث ہوا۔

قومی بجٹ میں ساڑھے ساٹھ ارب کا خسارہ تھا۔ یہ رقم اطالیہ کے لئے بہت بڑی تھی
اور ہمارے معاشی نظام کے لئے ناقابل برداشت، داخلی اور خارجی پالیسی پر معاشی تباہی
کی ضرب اضافہ تھی۔ وزیر فیکٹا، نے غیر معمولی طور پر اپنی تاہلی کا مظاہرہ کیا تھا۔ ۱۹ جولائی
۱۹۲۲ء کو میں نے پارلیمنٹ میں ایک تقریر کی جس میں علانیہ فسطائی جماعت کی آراء کی تقویت کو
بوجود وزارت سے ہٹا لیا تھا۔ اشتراکیوں کی صحیح طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو حکومت
کے ساتھ اس لئے اشتراک عمل کرنا چاہتے تھے کہ اس کو اور زیادہ نشانہ ملامت بناسکیں اور
’پاپولاری‘ جماعت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو غلطی سے اپنے آپ کو موقع کا مالک سمجھتی ہے
میں خود وزیر اعظم سے حسب ذیل صاف اور چھتے ہوئے الفاظ کہے۔

”مغز فیکٹا! میں کہتا ہوں کہ آپ کی وزارت باقی نہیں رہ سکتی کیونکہ وہ ہر طرح سے
ناموزوں سی ہے دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی وزارت اپنی زندگی کے دن
بڑھا نہیں سکتی، شکر کیجئے ان لوگوں کا جنہوں نے آپ کو تقویت پہنچائی! یہی روایتی رسی مدنی
ہے اُن لوگوں کی جو اس سے لٹک رہے ہیں۔ بہر حال آپ کی مدد کرنے والے آپ کی وزارت
کے رویہ کی تصدیق کرنے موجود ہیں۔ کونسل کے صدر ہونے پر آپ نے اظہار تعجب کیا تھا۔“

مسئولین کی آپ بیتی ۱۴۴
میں نے فیاکٹا، کی غلط پالیسی کی جانچ شروع کی اور یہ اعتراف کرتے ہوئے ختم
کیا کہ فسطائیت پارلیمانی اکثریت سے ملحدہ ہو کر ایک سیاسی اور اخلاقی بلندی حاصل کر سکی۔
”اکثریت کا جزو ہونا ناممکن ہے“ میں نے اضافہ کیا ”اور اس کے ساتھ ہی باہر کام کرنا
بھی جیسا کہ فسطائیت اب کرنے پر مجبور ہے ناممکن ہے“۔ میرے ان الفاظ سے ایک گڑبڑ
سی مچ گئی لیکن اس میں اضافہ اس وقت ہو جبکہ میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا
”فسطائیت اپنا تصفیہ آپ کر لے گی۔ غالباً وہ بہت جلد ہی کہہ دیگی کہ آیا وہ ایک جائز عادت
یعنی حکومت کی جماعت بننا چاہتی ہے یا یہ کہ مخالف جماعت۔ آخر الذکر صورت میں وہ
حکومت کی اکثریت میں شامل نہیں رہیگی اور نتیجہ کے طور پر ظاہر ہے کہ وہ اس ایوان میں
شریک نہیں ہو سکے گی۔“

اس طرح میں نے نہ صرف زوال پذیر فیاکٹا، وزارت بلکہ کسی بھی حکومت کو ایک
زوردار دھمکی دی تھی۔ میں نے اپنے ارادہ کا اظہار اور موجودہ حیثیت کا اعلان کر دیا۔
اسی دن فیاکٹا، وزارت ٹوٹ گئی اور پھر وہ دوبارہ اندھیرے میں راستہ ٹھونکنے
اور جانیشین کے متلاشی ہوئے آرلینڈو، لونومی، فیاکٹا، گیولٹی — پھر یہی نام ہرگز
زبانوں پر تھے۔ حذف و تفریق کے بعد آخر کار میڈا، کا نام تجویز ہوا۔ وہ پاپولر پارٹی کی
طرف سے میلان کا تائیدہ تھا اور یہی وہ شخص تھا جو پاپولاری، اراکین کا سردار تھا جو
ہر وزارت کو خفیہ اور سرائشی طریقہ کار سے اپنے قبضہ میں رکھتے تھے۔ میڈا، جو وزیر
ہو چکا تھا خوف کے مارے بظاہر انکار کرتا رہا۔ ہمارا خیال تھا کہ کوئی بھی اطالیہ میں اس قسم کا
بوجھ نہیں اٹھائے گا جس میں پادری اور احراری دونوں شامل ہوں۔ حریت اور جمہوریت نے
جس قسم کی طاقت کا مطالبہ کیا تھا کم از کم اب تو اس کو کوئی چھو نہیں سکتا۔

ان حالات میں اشتراکیوں نے قوم کو خوب دھوکا دیا جبکہ فسطائیوں نے خاموشی کے
ساتھ خور و نوش کا انتظام کیا جو کہ قومی وقار کے حصول کی جنگ میں ہتھیار اور قوت ارادی کا

۱۲۵
 مسوینی کی آپ بیتی جبکہ ان مصیبتوں سے بچکارا پانے کے طریقوں پر غور کرنے کے لئے کانفرنس ہو رہی
 کام دیتے تھے۔ جبکہ حکومت کے قیام کی کوئی تدبیر سوچائی نہیں دے رہی تھی اٹالیہ میں ایک غیر ظاہر موقع
 پیدا ہوا یعنی جماعت کی پوری طاقت نے جس میں مزدوروں کی اتحادی جماعت، اشتراکی پارلیمانی
 جماعت اور جمہوری جماعت شامل تھی اٹالیہ میں ایک عام ہڑتال کروی۔ اس کی نوعیت بالکل مختلف
 فطائیت تھی۔ بظاہر اس کا اعلان تھا کہ وہ اس پبلک آزادی کی حفاظت کرنا چاہتی ہے جو فطائیت
 کی وجہ سے معرض خطر میں ہے۔

سیاست کی یہ غلط راہ روی جس نے ماضی میں ہر قسم کی آزادی کو کچل دیا تھا، اخلاق، امن
 اور ہر قسم کے نظم کو دہم برہم کر دیا تھا فطائیت اور اطالویوں کے خلاف کوئی اور زیادہ جانتا
 اور نا انصافانہ کارروائی نہیں کر سکتی تھی۔ ان دنوں میں جبکہ غلط طاقتیں کام کر رہی تھیں میں نے
 اہل فیصلے کئے۔ ہماری ترقیوں نے رفتہ رفتہ سیاسی اور فوجی طاقت کی شکل اختیار کرنی شروع کی۔
 جس کی بدولت بعد میں ہم نے روما پر اپنے اقتدار کی فتح حاصل کی۔

فطائیت کے خلاف جو مظاہرے ہو رہے تھے ان کے جواب میں میں نے فطائیوں کو
 ہونے کے لئے دوبارہ حکم جاری کیا۔ فاسی اٹالیا فی ڈی کمبا ڈی ٹو، کنی کونسل کو مستقل طور پر
 کام جاری رکھنے اور فطائی اہل حرفت کو عوام کی خدمت گزاری کی ذمہ داری دی گئی۔ اسکو ڈسٹری
 کو مخالف انتظامات بننا مست کرنے کے لئے متعین کیا گیا۔ میلان کی فطائی جماعت نے 'اوانتی'
 پر حملہ کیا جو ہمارے مخالفین کی صف میں بی بیخ و برباد کیا گیا تھا۔ انھوں نے اس کے دفاتر جلا دیئے
 اور راستہ کی موٹروں پر قبضہ کر لیا۔ ہڑتال کے باوجود بھی انھوں نے عوام کی خدمات کے لئے عملی
 راستہ تیار کر لیا۔ ہڑتال کو روکنے سے حکومت قاصر تھی لیکن حکومت کی جگہ ایک نئی طاقت نے
 لے لی تھی۔ فطائیوں نے جو پوری طرح مسلح تھے برقی اسٹیشنوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ ضروری تھا کہ نوے
 اور پچھتر گامے کے مراکز کو ہمیشہ کے لئے تباہ کر دیا جائے یہی لئے فطائیوں نے ایسا رویہ اختیار کیا
 صرف وہ میلان، ہی میں تین نوجوان سیاہ فاسیوں کی جان گئی۔ ان میں سے دو تو جامہ کے

مسئولین کی آپہنچتی۔ ان کے علاوہ ہمارے بہت سے لڑکے زخمی ہوئے۔

طاقت کی آزمائش اب کامیاب ہو چکی تھی اور اطالیہ کے دشمنوں پر قابو حاصل کر لیا گیا تھا۔ وہ ذمہ داری کو احمقانہ خطابت کے ادبی میدان میں آگے اور پیچھے کر رہے تھے۔ عوام کی زندگی عام حالت پر واپس لوٹ چکی تھیں۔ فسطائیت نے صرف آئندہ کے اطالیہ پر چھا جانے کا نظا ہر نہ صرف طاقت سے کیا تھا بلکہ بنیادی، مستقل، دانشمندانہ اور بے غرض قوم پرستانہ جذبات سے بھی آشکارا کیا تھا۔ ہمارے مخالف شکست کھا چکے تھے، پریشان تھے اور دب چکے تھے۔ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ اب فسطائیت ایک ایسی طاقت ہو چکی ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کورییری ڈیلا سیرا، جو میلان کا سنجیدہ اور ایک حد تک قابل تعریف اخبار تھا، جس نے ہمیشہ متوسط طبقہ کی ترجائی کی تھی اور جس نے کچھ عرصہ پہلے ایک اشتراکی رہنما ویلفیو ریورائی کی تسلیش کی تھی اب محسوس کرنے لگا تھا کہ حکومت کے معاملات میں فسطائیت کی آواز کو وزن دینا ضروری تھا۔ غیر نشئی بخش حالت جاری رہی۔ بادشاہ نے بھی مجھے یاد فرمایا۔ آرلینڈو سے بھی میں نے ملاقات کی۔ یکے بعد دیگرے سب کوششیں رائیگاں گئیں۔ اس لئے تھک کر وہ پھر فیاکٹا سے رجوع ہوئے۔ اس نے میرے ہاں سپامبرینچھے یو پوچھنے کے لئے کہ کن شرائط کے ماتحت فسطائی نئی حکومت کے عہدے قبول کرنے تیار ہوں گے۔ میں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ فسطائی اہم ترین عہدوں کا مطالبہ کریں گے۔

مجھے کابینہ میں شامل ہونے کے لئے مجبور کیا گیا۔ لیکن یہ کس قدر لغویت تھی ! حقیقت میں مجھے وزارت سے باہر رہنا چاہیئے تھا تاکہ میں آزادی کے ساتھ سوچ سکوں اور تھکر سکوں اور اگر ضرورت ہو تو عملی اقدام کر سکوں۔ میرے مطالبے پر حال فسطائی نمائندگی کے متعلق ضرورت سے زیادہ سمجھ گئے۔ فیاکٹا، وزارت نے ہمارے بغیر اپنا قدم بڑھایا لیکن پہلے ہی قدم پر عوام نے اس کی مخالفت شروع کر دی۔

دوست اور دشمن سبھی کی نظریں فسطائیت کی طرف تھیں۔ یہی ایک ایسا عنصر تھا جس سے

۱۴۷
 مسیوینی کی آپ بیتی
 اطالوی زندگی میں دُچپی کی چنگاری بھڑک اٹھی۔ میں نے اپنے دل میں تصفیہ کر لیا تھا کہ سیاہ مٹی صیقل
 کی رہنمائی میں خود ہی کروں گا اور میں روما پر دھاوا کرنے کا غزم بھی کر چکا تھا۔ موقع اس کے سوا
 کوئی اور حل نہیں پیش کرتا تھا۔

۱۶ اکتوبر کو میں نے ایک خبر لکھ کر میلان بلایا جو حقیقت میں فسطائی عقیدہ کا شدید انتہائی تھا۔
 اور میں نے ایک فوجی اور سیاسی تنظیم کا خاکہ پُرانے رومی طرز پر کیا۔ فسطائیوں کو 'پرن ہی پی'
 اور 'ڈیپاری' میں تقسیم کیا رہتاؤں کے مشورہ کے بعد ہم نے ایک وروی، اظہار جذبات
 کے فقرہ، اور عبور و مرور کے خفیہ لفظ کا تعین کیا۔ اطالیہ کے ہر صوبہ کے فسطائیت کے موافق
 و مخالف مواقع سے میں واقف تھا۔ میں دریائے ڈربین، کے کنارے کنارے امبر،
 کی طرف ہٹ کر روما پہنچ سکتا تھا۔ جنوب سے 'پوگلی' اور 'بیلنڈ' کے جتنے مجھ سے مل سکتے
 تھے۔ 'اکوٹا' کے اطراف جو مخالف علاقہ تھا وہی ایک سنگ راہ تھا۔ میں نے 'آر پی بائی'
 اور فسطائیت کے دوسرے کارندوں کو طلب کیا اور حکم دیا کہ 'اکوٹا' کے علاقہ کو اشرک
 آستما کی اقتدار سے رہا کریں۔ وہ شہر جو دہشت پیدا کرنے والوں کے قبضہ میں سمجھا جاتا تھا۔
 بالکل فوجی طریقے کے مطابق فتح کر لیا گیا۔ اس سلسلہ میں کچھ اموات واقع ہوئیں اور کچھ لوگ
 زخمی ہوئے۔ یہ بہت بُرا تھا لیکن اب فسطائیت کی مخالف طاقتیں ٹوٹ چکی تھیں۔ صرف
 روما ہی میں فسطائیت کی مخالف جماعتیں جمع تھیں اور انھیں اپنے مقام پر واپس کر دیا گیا،
 'مانٹسی ٹوریو' کو جہاں پارلیمنٹ کے اجلاس ہوتے تھے۔

ہمارے صوبوں پر روشنی کی ایک نئی کرن چھیلانی۔ ہم نہایت آزادی کے ساتھ
 سانس لے سکتے تھے۔ فسطائیت کی طوفان خیز لہر اب پوری طرح اٹھ رہی تھی۔ مشہور ناقد
 عالمگیر شہرت رکھنے والے مورخ اور چار دانگ عالم کے مفکر سنجی میری تحریک اور رہنمائی
 کو دُچپی کی نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ جب میں دہریت کے خلاف ادارے لکھ رہا تھا تو
 میں نے لکھا: "فسطائیت آج زندگی کے پہلے زینے پر ہے اور یہ زینہ مسیح کا ہے"

مسکوئی کی آپ بیتی ۱۲۸
جلدی مت کرو، دوسرا زینہ سینٹ پال کا اس کے بعد آئے گا۔

باب چھٹا
ان دنوں میں روما اور اقتدار پر فتح پانے کی جزئیات تیار کر رہا تھا۔ یقیناً میں کسی شخصی اقتدار سے متاثر نہیں ہوا، نہ کسی اور دھوکے سے اور سیاسی امانیت کی خواہش سے!

زندگی کے متعلق میرا نظریہ یہ تھا کہ ہمیشہ دوسروں کا لحاظ کیا جائے۔ میں نے تاریکی میں نظریوں کی تلاش کی ہے لیکن کبھی میں نے اپنی کلوصلاصی کی فکر نہیں کی بلکہ ہمیشہ دوسروں کا خیال کیا ہے میں نے جنگ کی ہے اپنے فائدے کے لئے نہیں بلکہ راست ہو یا توسط سے ہر حال میں نے ہمیشہ قوم کے بہترین مفاد کا خیال پیش نظر رکھا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اطالیہ پر اس کی بہبودی اور بھلائی کے لئے فطائیت کی حکومت ہو۔

بعض وجوہ سے میں تمام طریقہ ہائے کار کو یہاں بیان نہیں کر سکتا حتیٰ کہ بعض معمولی باتوں کو بھی جن پر میں ان دنوں عمل پیر تھا۔ ان میں سے بعض سیاسی اور خفیہ ہیں جن کے متعلق میرا خاموش رہنا ضروری ہے۔ میرا اخبار پاپولوڈی اٹالیہ میرے دشمنوں یا غیروں کی توجہ کو اس طرف متوجہ کرے بغیر روم پر چڑھائی کا روحانی اور مادی مرکز بن چکا تھا۔ وہ ہمارے خیالات اور عمل کا مرکز تھا۔ فوجی اور سیاسی دونوں طاقتیں میرے احکام کے آگے سر جھکا دیتی تھیں۔ میں نے سارے خالوں اور تجویزوں کا وزن معلوم کیا اور آخر کار سوچ سمجھ کر میں نے خود تیار کیا اور ان ہی پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ہی اٹینو، انکونا، بولزانو جیسے مقامات پر جہاں ہماری کارگزاری مشتبہ تھی ٹرے پمانہ پر فوجی نقل و حرکت کی تیاری کی گئی۔

میں چاہتا تھا کہ فسطائیوں کی دماغی کیفیتوں سے اپنے آپ کو باخبر رکھوں اور ان کی حسرت اور استقامت کا اندازہ کروں۔ اسی وجہ سے اطالیہ کے مختلف حصوں میں چار اہم تقریریں کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ ان تقریریں میں نے آئندہ کی پالیسی پیش کی تھی اور فطائیت کی منزل مقصود کی رہنمائی بڑی احتیاط سے کی تھی۔ وہ اقتدار کی فتح تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس مجمع سے لطف و کرم کا واسطہ قائم کروں۔ میں نے ہمیشہ مجمع کے آگے تلخ معنیقثوں کا کھلنا نہ دیا۔

۱۴۹
مسلوئی کی آپ جی دفعہ تو سختی اور دشمنی کی حد تک بھی پہنچ گیا ہوں۔ دوسری جماعتوں کے مقابلہ
میں یہ ایک متضاد کارنامہ ہے کیونکہ اکثر و بیشتر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر ملک اور ہر زمانہ
میں سیاسی جماعتیں مجمع کی چال پوسی کیا کرتی ہیں۔

مثال کے طور پر روما پر چڑھائی کے ایک مہینہ پہلے، ۱ ستمبر ۱۹۲۲ء کو میں نے لکھا تھا
کہ یہ جو مجمع کو موہ لینے کے خیال کا سنگ بنیاد ترقی کرتے کرتے قصر کی شکل اختیار کر چکا ہے۔
سب سے پہلے اس کو ڈھا دینے کی ضرورت ہے۔

فسطاطی جلسے جن میں میں شریک رہا ہوں، یوڈائن، میں، شمالی اطالیہ میں، کمیونائیں،
واوی، پو، میں، جنوبی اطالیہ کے مرکز خرفی میلان میں اور نیلے میں منعقد ہوئے۔ میں چاہتا
تھا کہ ان اضلاع کے صحیح حالات سے خود بخود طور پر واقفیت پیدا کروں۔ مجھے فاتح تسلیم
کیا گیا۔ اس سے میں نے بڑی محسوس کی لیکن یقین ماننے مجھ میں غور نہیں پیدا ہوا۔ میں اپنے
آپ کو طاقتور محسوس کرنے لگا لیکن اس کا بھی احساس ہو کہ مجھ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے
اُن چار شہروں میں جو مختلف اعتبار سے ایک دوسرے سے الگ الگ تھے میں نے کیا
ہی جذبہ دیکھا۔ میرے ساتھ اطالوی قوم کا، ایماندار، نیک، صاف اور مخلص جذبہ تھا۔
میں نے دفاسی اٹالیا نی ڈی کبائی لنٹو، کی مرکزی مجلس کو طلب کیا اور ہم نے سیاہ
قمیصیوں کی روم پر فاتحانہ چڑھائی کی نقل و حرکت کا خاکہ تیار کیا۔

اُن دنوں میلان کے 'سرکولوسیا' میں تقریر کرتے ہوئے میں نے اپنے آرمودو لوگو
سے بیان کیا کہ ہم آخر کار 'حریت کے زوال کے قریب آگئے ہیں جہاں سے فسطائیت کا
عروج ہو گا جو ایک نئی اطالیہ کا ضامن ہو گا!'

ساتواں باب

فتح روم

اب ہم ابد مدت شہر کی تاریخی چڑھائی کے لئے آمادہ تھے۔
 صوبوں کا دورہ مکمل کر کے اور ان کے حالات کا اندازہ کر کے، سیاہ فمیسوں کے مختلف
 سرداروں کے بیانات سن کر، اور عمل کا خاکہ منتخب کر کے اور موقع سے فائدہ اٹھانے کا عزم کر کے
 میں نے 'فلارنس' میں فسطائی تحریک کے سرداروں اور عملی کام کرنے والوں کو یکجا جمع کیا۔ ان میں
 مائیکل باینجی، ڈی بونو، اٹالو بالیو، گیوریائی، وغیرہ شامل تھے۔ اس خاموش کانفرنس میں کسی
 تجویز پیش کی کہ ہم فوراً فتح کی سالگرہ کی تقریب میں سیاہ فمیسوں کی نقل و حرکت ہونا چاہیے
 لیکن میں نے یہ تجویز ناپسند کی کیونکہ اس انقلابی تحریک کے جزو سے یادگار کا ایک دن خراج تہا
 یہ ضروری تھا کہ ہم اپنی تحریک کو موقع کے پورے فوائد ہم پہنچائیں اور اس کو پوری طرح
 بھرک اٹھنے دیں اور یہ بھی لازمی تھا کہ نہ صرف فوجی پہلو پر غور کریں بلکہ سیاسی اثرات اور
 ان کی قدر و قیمت کا بھی اندازہ لگائیں۔ آخر کار ہمیں جارحانہ قبضہ کے تکلیف دہ امکانات
 پر غور کرنا پڑا اور نہ ایک چھوٹی سی فروگزاشت ہمارے سارے منصوبوں کو خاک میں ملا سکتی تھی
 ہم مجبور ہوئے قبل از قبل یہ طے کرنے کے لئے کہ کب، کیونکر، کن ذرائع سے، کن اشخاص سے
 اور کن مقاصد کے تحت فسطائیوں کو ہوشیاری کے ساتھ برسر عمل ہونا چاہیے۔

نیپلر کا فسطائی جلسہ جو ہمارا دوسرا بڑا جلسہ تھا اپنے ضبط اور تقاریر کی ظاہر داریوں میں
 ہماری صف آرائیوں کی ابتداء کو چھپا سکا۔ ایک مقررہ وقت پر سارے اطالیہ کے

۱۵۱
مسوینی کی آپ بیتی
عملی دستوں کو مسلح ہونا تھا اور انھیں شہروں، ڈاک خانوں، پولیس کے صدر دفاتر، ریل روڈ اسٹیشن، اور فوجی بارکس پر قبضہ کرنا تھا۔

فسطائی جتپوں کو روما کی طرف دریائے ٹرنین، کے کنارے کنارے اپنے اپنے سرواڑوں کے ساتھ جانا تھا۔ اسی قسم کی نقل و حرکت، ایڈریاٹک کی سمت بھی ہونی تھی جہاں سے روما گنا، مارچے، ابروزی، صوبوں کی طاقت کو اکٹھا ہونا تھا۔ یہ منصوبہ چاہتا تھا کہ ہم، انکوٹا، کوئسٹر کی اختتامی حدود سے آزاد کر آئیں اور ہوا بھی یہی۔ اطالیہ کے درمیانی حصہ سے جو جتنے پینلزمین جمع ہونے کے لئے تیار ہو رہے تھے ان کی بھی روما کی طرف رہنمائی کی گئی۔ انھیں فسطائی سوار مدد پہنچا رہے تھے جو کاراڈونا کے زیر قیادت تھے۔

جس وقت فسطائی فوجوں نے حرکت کا تصفیہ کیا اور عملی اقدام کیا اسی وقت مارشل لا، فسطائیت کے سخت قوانین جو سپاہی اور عہدہ داروں کے لئے یکساں تھے نافذ کئے گئے۔ ہماری نیا سنل ڈائریکٹریٹ، کا سیاسی اقتدار فوراً ہی فوجی نظم کی شکل میں منتقل ہو کر چار عہدہ داروں جنرل ڈی بونو، جنرل ڈی وچی، جنرل اٹالو بالبو، اور جنرل مانگیل بیانچی کے ہاتھوں میں ہو گیا۔ میں ان چاروں کی کھٹی کا صدر تھا۔ میں ڈوچے (رہنما) تھا اور ان چاروں کے کام کی ذمہ داری بھی مجھ ہی پر عائد ہوتی تھی، اور یہ ذمہ داری نہ صرف فسطائیت کی حد تک تھی بلکہ سارے اطالیہ کی حد تک۔

ہم نے جمیع ہونے کا عام صدر مقام امبریا کے دار السلطنت پیروگیا، کو بنایا جہاں سے کئی راہیں مرکز کی طرف جاتی تھیں اور جہاں سے روما پہنچنا آسان بھی تھا۔ سوئے اتفاق سے اگر سیاسی اور فوجی کارروائی ناکام بھی ہو تو ہم سلسلہ اپنی نائز، کو عبور کر کے وادی دپو، میں پہنچ جاسکتے تھے۔ یہ علاقہ ہر تاریخی انقلابی تحریک کے زمانہ میں ہمیشہ صحیح طور پر ”موقع کی کلید“ سمجھا جاتا تھا۔ وہاں ہمارا تسلط مکمل تھا۔ ہم نے عبور و مرور کے لئے لفظ کا تعین کر لیا تھا اور اپنی نقل و حرکت کی تفصیلات مقرر کر لی تھیں۔ ہر چیز کی اطلاع مجھے پاپولو ڈی اٹالیہ کے دفتر

۱۵۲
 مسلولی کی آپ بیتی
 مٹی تھی۔ آرمودہ فسطائی پیامبر مٹی کی طرح جالابن رہتے تھے۔ میں نے اعلان لکھا تھا جس کو
 نقل و حرکت سے پہلے ملک کے آگے پڑھنا تھا۔ ہیں بہت ہی وفادار اور ناقابل فراموش دوستوں
 سے معلوم ہوا تھا کہ فوج جب تک کوئی غیر معمولی واقعہ نہ پیدا ہو اپنے آپ کو غیر جاندار رکھنے والی
 نیپلز کی تاریخی کانگریس میں میری افتتاحیہ تقریر کے بعد جس میں فسطائی نقل و حرکت کا خاکہ پیش کیا
 تھا اور نیپلز کو بحیرہ روم کی ملکہ کا خطاب دینے کے بعد عام مباحث جاری رہے جن کا کوئی خاص
 مقصد نہ تھا سوائے اس کے کہ وقت حاصل کیا جائے۔ ان مباحث کا لیڈر رائلین بیانچی تھا جو
 روما پر چڑھائی کرنے والے چار عہدہ داروں میں سے ایک تھا۔ اس زمانہ میں میں نے ایک خاص
 سیاسی رجحان نمایاں کیا تھا۔ ڈی بونا اور رالیو جو عملی حقوق کے متعلق بہت اچھا تجربہ رکھتے تھے
 پیرو گیا، کے عام صدر منہام کو پہنچ گئے۔

میں اس ملتوی شدہ کانگریس سے میلان واپس ہوا۔ اتنا، راہ میں مجھے اپنے دوستوں سے
 ملنے اور تیاریوں میں اضافہ کرنے کا موقع ملا۔ میں نے اس تنظیم کے متعلق سبب مثل، لمبارڈی،
 اضلاع کے میلان میں بھی ہونے والی تھی اہم گفتگو کی، پولیس کو مشتبہ نہ کرنے کے لئے کیونکہ میرے
 اطراف ہمیشہ جاسوس لگے رہتے تھے میں نے ایک ایسے شخص کا رویہ اختیار کیا جس کو کوئی دنیا کا
 فکر و پریشانی نہ ہو۔ کیسی قدر مشکل تھا کیونکہ مجھے اپنا قیمتی وقت نئی موٹر کی رفتار دیکھنے اور دوسرے
 کاموں کے لئے آنے جانے میں صرف کرنا تھا۔ شام میں میں تھیر کو جاتا تھا اور یہ ظاہر کرتا تھا کہ
 میں ادارے لکھنے اور اخبار کے انتظام میں کافی مصروف ہوں۔

لیکن جب مجھے معلوم ہو گیا کہ ہر چیز تیار رہتے تو میں نے میلان سے اپنے اخبار پاپولر
 کے ذریعہ اور دوسری اشاعتوں کے ذریعہ انقلاب کا اعلان کیا۔ اس پر چاروں عہدہ داروں
 کے دستخط تھے اور اس کا متن حسب ذیل تھا۔

”فسطائی اور اطالوی بھائیو!

”ٹھانی بیوی لڑائی کا دن آپہنچا۔ چار سال پہلے قومی فوج نے آخری حربہ جس کی وجہ سے

۱۵۳
 مسوینی کی آپ بیتی
 فتح تک پہنچ سکی تھی یہیں کھویا تھا اور آج سیاہ قیدیوں کی فوج اسی فتح کو قبضہ میں کئے ہوئے ہے
 اور اس کا روم کی طرف جانا اس دارالسلطنت کی فتح کا موجب ہے۔ اس وقت سے پرنسپل
 اور ڈیریاری، آمادہ جنگ ہیں۔ فسطائیت کا مارشل لا اب ایک حقیقت ہے ڈوچے کے
 حکم سے جماعت کے تمام فوجی، سیاسی اور نظم و نسق کے کاروبار ایک خفیہ چارارکافی مجلس عاملہ
 کو امرانہ اقتدار کے ساتھ سپرد کئے گئے ہیں۔

”قومی فوج کو قتل اور خفاختی دستوں کو اس جدوجہد میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ فسطائیت
 دو ٹوریا دینی ٹو، کی فوج کی عزت کی از سر نو تجدید کرتی ہے۔ اس کے سوا فسطائیت پولیس پر
 چڑھائی نہیں کرتی بلکہ اس سیاسی جماعت کا مقابلہ کرتی ہے جو بزدل ہے اور جو چار سال کے
 عرصہ میں قومی حکومت قائم نہیں کر سکی۔ یہ بات جاننا چاہیئے کہ فسطائیت قوم میں ضبط و نظم
 قائم کرنا اور طاقت بڑھانا چاہتی ہے تاکہ ترقی و بہبود کی تجدید ہو۔ ان لوگوں کو فسطائی حکومت
 سے نہ ڈرنا چاہیئے کھیتوں میں کارخانوں میں، ویلا روڈ میں یا دفاتر میں کام کرتے ہیں۔ ان کے
 حقوق کی حفاظت کی جائیگی۔ ہم نہیں بھگتیں گے فسطائیوں کے ساتھ رحمانہ برتاؤ کریں گے۔“

”فسطائیت تلوار سونٹ کر ان گتھیوں کو کاٹ ڈالے گی جنہوں نے طاووسی زندگی کو بندھنوں میں
 الجھا رکھا ہے۔ ہم خدا کو اور ہمارے پانچ سوتھوین کو اس بات کا گواہ رکھتے ہیں کہ ایک ہی
 تحریک ہے جو ہمیں آگے بڑھاتی ہے اور ایک ہی جذبہ ہے جو ہم میں مشتعل ہے۔
 یہ تحریک اور یہ جذبہ ملک کی حفاظت کرنے اور بزرگی قائم رکھنے کا ہے۔
 ”سارے اطالیہ کے فسطائیوں! رویوں کی طرح اپنے جوش و خروش کو آگے بڑھاؤ!
 ہم جیتنا چاہیئے اور ہم جیتیں گے۔“

”اطالیہ پائندہ باد! فسطائیت پائندہ باد!

”چارارکافی مجلس“

رات میں مجھے دیکر یوناء ایلی سانڈری، اور بلوگنا کے خونی حلوں کی پہلی خبریں ملیں اور

۱۵۴
 مسوینی کی آپ بیتی اور فوجی بیا کرس پر دعوے کی بھی اطلاع ملی۔ میں نے اپنا اعلان بہت مختصر اور
 موثر مرتب کیا تھا اور اس نے سارے اطالویوں پر اثر ڈالا۔ ہماری زندگی یکدم سے انقلابی
 ماحول میں آگئی تھی۔ مختلف شہروں میں وجود و جہد ہو رہی تھی اس کو بعض دفعہ خبیروں کے مبالغہ
 ایک ڈرامائی رنگ دے دیا تھا۔ ملک کے ذمہ دار حلقوں میں یہ خیال جڑ بکڑ رہا تھا کہ اس تحریک
 کی وجہ سے کم از کم ایک ایسی حکومت وجود میں آئے گی جو عزت و وقار قائم کرے گی آبادی کا
 بڑا حصہ حیرت و استعجاب کے ساتھ واقعات کو دیکھ رہا تھا۔

برلن یا کوئی اور جماعت کا لیڈر آگے نہیں دکھائی دیتا تھا۔ سب کے سب اپنی اپنی جگہ
 پر خوف کے مارے دم بخود تھے۔ وہ اچھی طرح جان چکے تھے کہ اب ہماری باری ہے اور ہر شخص
 محسوس کرتا تھا کہ اس جدوجہد میں فسطائیت کو فتح ہوگی۔ میں اسے دُور سے بھی محسوس کر سکتا
 تھا۔ ساری فضا اس سے محو رہتی اور ہوا کا ہر جھونکا یہ سرگوشی کرتا تھا۔ بارش کا ہر قطرہ یہی پیام
 زمین پر لاتا تھا اور زمین اس سے اپنی پیاس بجھا لیتی تھی۔

میں نے سیاہ مٹیس پہنی اور پاپولوڈی اٹالیا کو محفوظ کر لیا۔ صبح کے دھندلکے میں میلان
 کا نیا ہی رنگ و روپ تھا۔ کچھ وقفوں اور کچھ اچانک خاموشیوں نے ہر شخص کو ان چند اہم قوتوں
 کا احساس کروایا جو تاریخ کے دوران میں آتے اور جاتے ہیں۔

رائل گارڈز کی غصیلی ملٹین شہر کی گشت لگا رہی تھیں اور ان کے پاؤں کی چاپ ویران
 شہروں پر ایک گونج پیدا کر رہی تھی عوام کی خدمات بہت ہی معمولی طریقے پر انجام دی جا رہی تھیں
 بارکس پر فسطائیوں کا حملہ اور ڈاک خانوں پر قبضہ آتش باری کا سبب ہوا اور اس سے شہر میں
 خانہ جنگی کا سا بڑا رنگ نمایاں ہوا۔

میں نے اپنے اخبار کے دفتروں کو حملہ کی مدافعت کے لئے ہر طرح سے تیار کر رکھا تھا
 میں جانتا تھا کہ اگر حکومت کے عہدہ دار اپنی طاقت کا ثبوت دینا چاہیں گے تو پہلے پاپولوڈی
 اٹالیا پر حملہ کریں گے۔ حقیقت میں صبح کے ابتدائی گھنٹوں میں میں نے دیکھا کہ میرے دفتر اور

مسوئلیتی کی آپ بیتی ۱۵۵
باب ساتواں
میری ذات کے مقابلہ میں توپ و تفنگ تیار ہیں۔ فوراً ہی آتش باری جانبداروں سے شروع ہوئی۔ میں نے اپنی بدوق سنبھالی اور نیچے پہنچا کہ دروازوں کی حفاظت کروں۔ ہمسائے دولت اور دیوچوں کے سامنے جمع ہو گئے تھے اور امان چاہتے تھے۔ آتش باری کے دوران میں گولیوں کی آوازوں پر سے گئیں۔

آخر کار رائل کارڈز کے ایک میجر نے صلح کی درخواست کی اور مجھ سے ملنا چاہا مختصر سی گفت و شنید کے بعد سمجھوتہ ہو کہ رائل کارڈز کو دوسو میٹر پیچھے ہٹا لیا جائے گا اور توپ و تفنگ کو بھی بیچ کر ملک سے ہٹا کر موٹر پر کوئی سو میٹر پر رکھا جائے گا۔ اس قسم کا اعلان امن میرے لئے ۲۸ اکتوبر سے شروع ہوا۔

رات میں اراکین ایوان، اراکین سینیٹ، میلان کے سیاست، لمبارڈی پارلیمانی دنیا مشہور ترین اور ذمہ دار اشخاص جن میں کوئٹی رکن سینیٹ، کریس پی اور کیانی ٹانی بھی شامل تھے پاپو لودی اٹالیا کے دفتر کو یہ کہنے کے لئے آئے کہ میں اس جدوجہد سے باز آؤں جو کہ ایک ہنگامہ پرور اور خطرناک خانہ جنگی کا پیش خمیہ ہوگی۔ انھوں نے مرکزی حکومت سے سمجھوتہ کرنے کی تحریک پیش کی۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ممکن ہے کہ وزارت کی تبدیلی ملک کو اس انتشار سے بچالے۔ میں ان پارلیمانی ارکان کے بھولے پن پر ہنسا اور کچھ حسب ذیل قسم کے الفاظ میں جواب دیا: ”جناب میں! کسی قسم کے معمولی یا مکمل ہنگامہ کا کوئی اندیشہ نہیں ہے اور نہ وزارتوں کی تبدیلی کا مسئلہ درپیش ہے۔ میں نے جو کام شروع کیا ہے وہ زیادہ بخیر اور زیادہ وسیع نوعیت کا ہے۔ تین برس تک ہم ایک بے چینی کے عالم میں رہے اور چھوٹی موٹی لڑائیوں اور تباہیوں پر اکتفا کرتے رہے لیکن اس دفعہ میں اس وقت تک ہتھیار نہیں ڈالوں گا جب تک کہ مکمل فتح حاصل نہ ہو جائے۔ اب وقت آگیا ہے کہ نہ صرف حکومت کو بلکہ ساری اطالوی زندگی ہی کو بدل دیا جائے۔ پارلیمنٹ میں جماعتوں کی جدوجہد کا سوال نہیں ہے بلکہ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آیا ہم خود مختار زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں یا یہ کہ ہم اپنی ہی کمزوریوں سے

۱۵۶
 مسولنی کی آپ بیتی
 غلام ہو کر رہیں گے۔ جنگ کا اعلان ہو چکا ہے اور ہم اس کو اتہا تک پہنچا دیں گے۔ کیا آپ ان
 ذرائع مراسلت کو دیکھتے ہیں؟ سارا اطالیہ جدوجہد میں سرگرم ہے۔ نوجوان مسلح ہیں۔ میں ایک
 ایسا رہتا سمجھا جاتا ہوں جو پیچھے نہیں بلکہ آگے رہتا ہے۔ نوجوانوں میں جو قابل تعریف بیداری پیدا
 ہو چکی ہے اس کو میں اپنے فیصلہ سے بے وقعت کرنا نہیں چاہتا۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ
 آخری باب ہے اور اسی سے ہمارے ملک کی روایتیں پوری ہوں گی۔ اس کو مصالحت پر
 ختم نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے بعد میں نے اپنے ملاقاتیوں کو ایک خط دکھایا جو سپہ سالار گریل ڈی انزیو کے ہاں
 صبح وصول ہوا تھا۔ میں نے ایک مختصر سا پیام بھی ’فیوم‘ کو چھٹکارا دلانے والے کے نام بھیجا جو
 ابتدائی جدوجہد ہی سے ہمارے ساتھ تھا۔ یہ خط جنرل گیام پیٹرو، ڈوئیٹ، پوگنیو کا سچی
 کے ہاتھوں مجھ تک پہنچا تھا۔ ڈی انزیو نے جس سے سیاست دانوں کو بڑی امیدیں وابستہ
 تھیں حسب ذیل خط لکھا تھا۔
 ”ڈیر مسولنی!

”دن بھر کی سخت محنت کے بعد آج شام میں نے تین پیام بروں سے ملاقات کی
 اس کتاب میں جس کو بارہا داخل و محمولات کا نشانہ بنایا گیا ہے ایسے حقائق جمع ہیں جن کو
 ایک آنکھ والا منظر کرتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اب اطالوی نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ
 ان کو پہچانیں اور ان پر صاف دلی کے ساتھ عمل کریں۔

”یہ ضروری ہے کہ ساری غلطیوں کو یکجا کیا جائے اور اطالیہ کی منزل مقصود کی طرف
 انھیں آگے بڑھایا جائے بے چینی اور بے صبری سے نہیں بلکہ مردانہ استقلال ہی سے ہمارے
 عقدے حل ہونگے۔ پیامیر نے کسی رنگ آمیزی کے میرے خیالات اور میرے ارادے
 تم سے کہیں گے، بادشاہ جانتے ہیں کہ میں اب بھی اطالیہ کا بہت ہی وفادار اور بہت ہی
 جوشیلا سپاہی ہوں۔ انھیں بری قسموں کے مقابلے میں جن سے میں مقابلہ کرنا اور جن پر

سرکاری کی آپ بیتی
فتح پانا ہے آڑے آنے دو۔ فتح پالاس کے آنکھوں کی روشنی ہے۔ اس کی طرف سے آنکھیں
باب ساتواں
بند مت کرلو۔

گبریل ڈی انزویو

ڈی انزویو کا خط پڑھ کر سنانے کے بعد میں نے دلہارڈ کے سیاست دانوں کو یہ کہہ کر حرکت
کہ اگر میرے ساتھ صرف ایک ہی آدمی باقی رہ جائے یا یہ کہ میں بالکل ہی اکیلا رہ جاؤں تب
بھی میں جنگ اس وقت تک موقوف نہیں کروں گا جب تک کہ میرے مطالبات پورے نہ ہو جائیں۔
میرے حصول بحث اور میرے زوردار اور قوی دلائل نے ان لوگوں کو متاثر کیا جو مصمت
اوسبھوتے کے لئے آئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں ایک فوراً ہی وزیر اعظم دنیا کٹا کے
پاس دوڑا ہوا گلیا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ میرے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ بیچارے دنیا کٹا اپنی
غلیطیوں سے قبل از قبل واقف ہونے کی بجائے حیران تھا کہ اس موقع کی نزاکت کا ذکر کس سے اور
کیونکر کرے۔ ایوان ان دنوں بند تھا، اب وہ کہاں جاسکتا تھا؟

ہر موقع پر تھی کہ سنجیدہ موقع پر بھی اٹھا اور مٹھا خیر واقعات شامل ہو جاتے ہیں اور المناک
حادثوں کے زیر سایہ کچھ عرصہ کے لئے نشوونما پاتے ہیں۔ اطالیہ کی آخری لبرل حکومت اپنی
آخری جھلک دکھانا چاہتی تھی۔ اس نے ملک کو ایک اعلان کے ذریعہ حسب ذیل الفاظ میں غماز کیا۔
”اطالیہ کے بعض صوبوں میں غلط مظاہرے ہو رہے ہیں جن کا مقصد ریاست کے
اقتدار اور نظام کو دہم برہم کرنا ہے۔ ان کی نوعیت ایسی ہے کہ ملک میں ایک بڑی آفت
پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔ حکومت نے اپنی سب کوشش کی کہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے اس امید میں
کہ موقع کی نزاکت کو برائے من طریقہ پر ختم کر دیا جائے۔ انقلابی رویہ کے مقابلہ میں حکومت اس
اپنا فرض سمجھنے پر مجبور ہے کہ کسی نہ کسی صورت سے یہ ہر قیمت عام نظم برقرار رکھا جائے۔ حالانکہ
اس نے استعفیٰ پیش کر دیا ہے لیکن وہ شہریوں کی اور آزاد اصلاحاتی اداروں کی حفاظت کا
فرض ادا کرے گی۔ اس اثنا میں شہریوں کو خاموش اور پرامن رہنا چاہیئے اور عوام کی حفاظت کا

مسولینی کی آپ بیتی جنگ کا اعلان ہو چکا ہے اور ہم اس کو اتہا تک پہنچا دیں گے۔ کیا آپ ان ذرائع مراسلت کو دیکھتے ہیں؟ سارا اطالیہ جدوجہد میں سرگرم ہے۔ نوجوان مسلح ہیں۔ میں کیا ایسا رہتا سمجھا جاتا ہوں جو پیچھے نہیں بلکہ آگے رہتا ہے۔ نوجوانوں میں جو قابل تعریف بیداری پیدا ہو چکی ہے اس کو میں اپنے فیصلہ سے بے وقعت کرنا نہیں چاہتا۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ آخری باب ہے اور اسی سے ہمارے ملک کی روایتیں پوری ہوں گی۔ اس کو مصالحت پر ختم نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے بعد میں نے اپنے ملاقاتیوں کو ایک خط دکھایا جو سپہ سالار گبریل ڈی انزلیو کے ہاں صبح وصول ہوا تھا۔ میں نے ایک مختصر سا پیام بھی ’فیوم‘ کو چھٹکارا دلانے والے کے نام بھیجا جو ابتدائی جدوجہد ہی سے ہمارے ساتھ تھا۔ یہ خط خبر لیگام پیرو، ڈویٹ، پوگی نیوکاس چی کے ہاتھوں مجھ تک پہنچا تھا۔ ڈی انزلیو نے جس سے سیاست دانوں کو بڑی امیدیں وابستہ تھیں حسب ذیل خط لکھا تھا۔

”ڈیر رسولینی!

”دن بھر کی سخت محنت کے بعد آج شام میں میں نے تین پیام بروں سے ملاقات کی۔ اس کتاب میں جس کو بارہا دخل و محقولات کا نشانہ بنایا گیا ہے ایسے حقائق جمع ہیں جن کو ایک آنکھ والا مظلوم کرتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اب اطالوی نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ ان کو پہچانیں اور ان پر صاف دلی کے ساتھ عمل کریں۔

”یہ ضروری ہے کہ ساری خلص قوتوں کو یکجا کیا جائے اور اطالیہ کی منزل مقصود کی طرف انہیں آگے بڑھایا جائے بے جھٹی اور بے صبری سے نہیں بلکہ مردانہ استعجال ہی سے ہمارے عہدے حل ہونگے۔ پیام برنجیری رنگ آمیزی کے میرے خیالات اور میرے ارادے تم سے کہیں گے، بادشاہ جانتے ہیں کہ میں اب بھی اطالیہ کا بہت ہی وفادار اور بہت ہی جوشیلا سپاہی ہوں۔ انہیں بری قسموں کے مقابلے میں جن سے ہمیں مقابلہ کرنا اور جن پر

مسلمانی کی آپ بیتی
 فتح پانا ہے آڑے آنے دو۔ فتح پالاس کے آنکھوں کی روشنی ہے۔ اس کی طرف سے آنکھیں
 بند مت کرلو۔

گبریل ڈی انزویو

ڈی انزویو کا خط پڑھ کر سنانے کے بعد میں نے دلہبار ڈکے سیاست دانوں کو یہ کہہ کر نہرت کیا
 کہ اگر میرے ساتھ صرف ایک ہی آدمی باقی رہ جائے یا یہ کہ میں بالکل ہی اکیلا رہ جاؤں تب
 بھی میں جنگ اس وقت تک موقوف نہیں کروں گا جب تک کہ میرے مطالبات پورے نہ ہو جائیں۔
 میری مقبول بحث اور میرے زوردار اور قوی دلائل نے ان لوگوں کو متاثر کیا جو مصمت
 اور سمجھوتے کے لئے آئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں ایک فوراً ہی وزیر اعظم دیا کلا کے
 پاس دوڑا ہوا گیا یہ معلوم کرانے کے لئے کہ میرے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ لیچرافیا کلا اپنی
 غلطیوں سے قبل از قبل واقف ہونے کی بجائے حیران تھا کہ اس موقع کی نزاکت کا ذکر کس سے اور
 کیونکر کرے۔ ایوان ان دنوں بند تھا، اب وہ کہاں جاسکتا تھا؟

ہر موقع پر حتیٰ کہ سنجیدہ موقع پر بھی اتوار اور منگل کے خیر واقعات شامل ہو جاتے ہیں اور المناک
 حادثوں کے زیر سایہ کچھ عرصہ کے لئے نشوونما پاتے ہیں۔ اطالیہ کی آخری لبرل حکومت اپنی
 آخری جھلک دکھانا چاہتی تھی۔ اس نے ملک کو ایک اعلان کے ذریعہ حسب ذیل الفاظ میں مخاطب کیا۔
 ”اطالیہ کے بعض صوبوں میں غلط مظاہرے ہو رہے ہیں جن کا مقصد ریاست کے
 اقتدار اور نظام کو دہم برہم کرنا ہے۔ ان کی نوعیت ایسی ہے کہ ملک میں ایک بڑی آفت
 پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔ حکومت نے اپنی سب کوشش کی کہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے اس امید
 کہ موقع کی نزاکت کو پر امن طریقہ پر ختم کر دیا جائے۔ انقلابی رویہ کے مقابلہ میں حکومت اس
 اپنا فرض سمجھنے پر مجبور ہے کہ کسی نہ کسی صورت سے یہ ہر قیمت پر قائم رہے۔ حالانکہ
 اس نے استغنیٰ پیش کر دیا ہے لیکن وہ شہریوں کی اور آزاد اصلاحاتی اداروں کی حفاظت کا
 فرض ادا کرے گی۔ اس اثنا میں شہریوں کو خاموش اور پرامن رہنا چاہیئے اور عوام کی حفاظت کا

مسئول کی آپ بیتی
جو تدبیر اختیار کی جا رہی ہیں ان پر اعتماد رکھنا چاہیے۔

”اطالیہ پائندہ باد! شاہ اطالیہ پائندہ باد!“

شہر مدخل

”فیکلا، شانزر، امڈولا، ٹاڈی، الیسیو، برٹون، پارٹو

سولیری، ڈی ویٹو، اینیل، ریچو، برٹینی، روزی، ویلوسازا

فلپی، لوجیانی“

اس کے ساتھ ہی تمام وزراء نے ملک کے حالات کا لحاظ کر کے صدر کونسل فیکلا پر سارے محکموں کا نظم و نسق چھوڑ دیا اور اس نے اپنے بعض دوستوں سے جو رومیں تھے مشورہ طلب کیا۔ نتیجہ کے طور پر اس نے مارشل لا کے اعلان کا تصفیہ کیا جس کو بادشاہ نے اپنی دوراندیشی سے نامنطور کر دیا۔ بادشاہ وقت جانتے تھے کہ سیاہ قیدیوں کی تحریک تین سال کی جدوجہد اور لڑائی کا نتیجہ تھی اور یہ بھی انھیں معلوم تھا کہ صرف ایک ہی جماعت کی فتح سے امن اور شہر ہی نہیں کی نشوونما ہو سکتی ہے۔

قدیم دستوری روایات کا احترام کرتے ہوئے بادشاہ نے فیکلا کو دستوری قوانین پر عمل کرنے کی اجازت دیدی۔ اس کے ساتھ ہی ایک استعفیٰ دینے، عہدے قبول کرنے، مشورے، مراسلت، الزامات، وغیرہ وغیرہ کی گڑبڑ مچی۔ اسی اثنا میں ایک دھوکا دیا گیا جس نے مجھ کو بڑے آسمان کی نشاندہی کی۔ جو ایہ کیہ یعنی نیشنل پارٹی، جو فسطائی جماعت کی بڑی حد تک ہم خیال تھی گو کہ جدوجہد کے طریقوں میں یکساں نہیں تھی خفیہ پیامات کے توسط سے بعض مطالبوں کو پیش کرنے لگی اس نے یہ اقرار کیا کہ یہی موقع حاصل ہے۔ شاہانڈرانے جو اس جماعت کا خاص نمائندہ تھا ایٹا کرنے پر رضا مندی ظاہر کی اور اقتدار کے صلیب کو اپنی پیٹھ پر اٹھانے کے لئے آمادگی کا اظہار کیا۔ اس کو فسطائیوں کی مدد سمجھا جا رہا تھا لیکن میں نے اس قسم کی تحریک کی سخت مخالفت کی جس کی وجہ سے مصالحت اور غلطی دائمی ہو جاتی تھی۔ فسطائیت مسلح تھی اور قومی زندگی کے بحال ہونے کا ہوا اٹھایا۔

موسلینی کی آپ بیتی۔ اس کا مقصد واضح تھا اور وہ عموماً پارلیمنٹ سے ہٹ کر راستہ اختیار کر رہی تھی۔ کسی بھی صورت سے وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی فتح کو گھٹایا جائے یا اس طرح سے جبری کانٹ چھانٹ کی جائے۔ یہی جو آپ بیتی نے فسطائی اور مینی نیشنل جماعت میں مصاحبت کرانے والوں کو دیا اور بھوتہ سے انکار کر دیا۔ میرے منصوبوں کے مطابق جدوجہد جاری رہی۔ اس آپ بیتی کے صفحات پر ان تمام انقلابی واقعات کا تفصیلی تذکرہ ناممکن ہے جو ان دنوں پیش آئے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہر گھنٹہ کے تمام پچھلے اطلاعی سیاسی موقع پر قابو پانے کا احساس زیادہ ہوتا تھا۔ تکالیف مستحضر تھیں۔ فسطائی مضبوط صفوں کے ساتھ روما کے دروازے پر تھے اور متوقع تھے کہ میں ان کی فوجوں کی قیادت کر کے ان کے ساتھ دار السلطنت میں داخل ہوں گا۔

۲۹ ستمبر کی دوپہر میں مجھے دیکو ونیال کی جانب سے ایک ٹیلیفونی پیام روما سے ملا۔ ہنریچی کے ایڈی کانگ جنرل سٹاڈینی نے بڑی ہربانی سے مجھے روما آنے کے لئے کہا کیونکہ حالات کے معائنہ کے بعد بادشاہ چاہتے تھے کہ مجھے وزارت کے قیام کی دعوت دیں۔ میں نے جنرل سٹاڈینی کی ہربانی کا شکریہ ادا کیا لیکن میں نے ان سے کہا کہ یہی پیام وہ ٹیلیگرام کے ذریعہ مجھے دیں۔ ان دنوں ٹیلیفون پر کسی چالبازی کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ جنرل سٹاڈینی نے اول تو میری خواہش کو دربار کے ضوابط کے خلاف بتایا لیکن خاص حالات کے تحت آخر کار ٹیلیگرام دینے پر راضی ہوا۔ چند گھنٹوں کے بعد ایک ضروری پیام وصول ہوا۔ وہ شخصی تھا:۔

”موسلینی، میلان۔“

”ہنریچی حکم دیتے ہیں کہ آپ فوراً ہی روما آئیں کیونکہ بادشاہ چاہتے ہیں کہ وزارت کے قیام کی ذمہ داری آپ پر عائد کریں۔“

”جنرل سٹاڈینی“

ابھی یہ فتح نہیں تھی بلکہ جو ترقی کی گئی تھی وہ قابلِ لحاظ تھی۔ میں نے راستہ پر گویا، کے انقلابی صدر دفتر سے مراسلت کی اور دیا پولادی اٹالیہ کی ایک خاص اشاعت کے ذریعہ

میں بہت ہی خستہ حال تھا۔ احکامات دینے، فسطائی فوجوں کا ساتھ دینے اور فسطائیت کے بہادرانہ طریقہ کار پر جنگ کا دار و مدار چھوڑنے میں مجھے کئی رات مسلسل جاگنا پڑا تھا۔

اہم ذمہ داری کا وقت اب مجھ پر شروع ہونے والا تھا۔ مجھے اپنے فرض اور مقصد میں ناکام نہیں ہونا چاہیے تھا۔ میں نے اپنی پوری طاقت مدد کے لئے جمع کی، مقتولین کی یاد تازہ کی، خدا سے امداد طلب کی، اور اپنے وفادار ساتھیوں سے اعانت کی خواہش کی۔

۳۱ ستمبر ۱۹۲۲ء کی رات کو میں نے اپنے جنگجو اخبار ’پاپو لودی اٹالیہ‘ کی نگرانی اپنے بھائی آرنالڈ کے ہاتھوں میں دی۔ پہلی نومبر کی اشاعت میں حسب ذیل اعلان شائع کیا۔
”آج سے ’پاپو لودی اٹالیہ‘ کی نگرانی آرنالڈ و سولینی کے تفویض کی جاتی ہے۔

”میں برادرانہ محبت کے ساتھ سارے دیروں، ستر کار، اخباری نمائندوں، ملازمین، کارکنوں اور ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے ساتھ اخبار اور ملک کی خدمت میں مخلصانہ اشتراک عمل کیا۔

”مسوینی“

میں اخبار سے بہت ہی رنج و غم کے ساتھ علیحدہ ہوا کیونکہ وہ ہماری فتح کا موثر اور زیر دست وسیلہ تھا۔ مجھے یہ اضافہ کرنا چاہیے کہ میرا بھائی آرنالڈ و، اس کی باعزت اور موتروں اور ارت کے قابل تھا۔ جب میں نے اخبار کی ادارت بھائی کے ہاتھوں میں دیدی تو رومارواتہ ہوا۔ اُن جو شیلہ لوگوں کو جو چاہتے تھے کہ میں بادشاہ سے ملنے خاص ریل گاڑی میں رومارواتہ میں نے کہا کہ معمولی گاڑی میں میرے لئے ایک ڈبہ بہت کافی ہے ورنہ انجن اور کوئلہ کا بے ضرورت اسراف ہوگا۔ کفایت شعاری کو کام میں لاؤ کیونکہ حکومت کے آدمی کا یہی اہم نصب العین ہے۔ اس کے علاوہ بھی میں جھلملاتی چوکی دار السلطنت کی دھوپ میں سیاہ قسیوں کی قیادت کرتے ہوئے جو ساٹھ مادی نیلا کے پاس جمع تھے رومارواتہ میں داخل ہو سکتا تھا۔

۱۶۱
 مسوینی کی آپ بیتی کے خبر سارے اطالیہ میں پھیل گئی۔ ہر شہنشاہ پر جہاں جہاں ریل ٹھہرتی تھی فسطائی
 میری رونمائی کی خبر سارے اطالیہ میں پھیل گئی۔ ہر شہنشاہ پر جہاں جہاں ریل ٹھہرتی تھی فسطائی
 جونی جونی موجود ہوتے تھے اور بارش کے باوجود بھی مجھ سے انہماک عقیدت اور میرا خیر مقدم کرتے
 میلان سے گزرتا تکلف دہ تھا۔ اس شہر نے مجھے دس سال تک پیار دیا تھی اور میرے اطمینان کا
 باعث ہوا تھا۔ میری تکلیف میں اس نے میرا ساتھ دیا تھا اور اس نے فسطائی فوجی جتوں کو بہترین
 طریقہ پر تیار کیا تھا۔ سیاسی جدوجہد کی وہ ایک تاریخی یادگار تھا۔ قیمت کا لکھا پورا کرنے اور ایک
 عظیم تر کام کے لئے میں اب اسے چھوڑ رہا تھا۔ سارا میلان جانتا تھا کہ میں جا رہا ہوں اور میں
 محسوس کرتا تھا کہ ایک ایسی رخصت میں بھی غم کی نشانی تھی ہلکا سا رخ کا پر تو شامل تھا۔

لیکن یہ وقت جذبات کا تھا بلکہ جلد اور اہل فیصلوں کا تھا۔ اہل خاندان سے رخصت ہونے
 اور ان کے وداعی بوسوں کے بعد میں میلان کی نمایاں شخصیتوں سے ملا۔ اس کے بعد میں وہاں سے
 چلا، اٹھیری رات میں دوڑتا ہوا، اپنے آپ سے مشورہ کرنے، اپنی روح کو تازہ کرنے، اپنے
 دوستوں کی آوازوں کو سننے، اور آنے والے روز کی درخشانی کا ماحول سے اندازہ کرنے کے لئے چلا۔

سفر کی معمولی تفصیلات اور ان دنوں کے حالات اہم نہیں ہیں۔ ریل مجھے فسطائیوں میں
 لے آئی اور سانٹا ماری نیا، میں مجھے روم کی جھلک دکھائی دینے لگی۔ میں نے فسطائی جتوں کا
 کامعائنہ کیا اور روم میں داخل ہونے کے لئے میں نے تعلقات برتے۔ چارارکانی مجلس اور
 عہدہ داروں کے درمیان میں نے باہمی تعلقات قائم کئے۔ میری موجودگی نے جوش و خروش
 میں چارگنا اضافہ کیا۔ نوجوانوں کی آنکھوں میں میں نے مقصد کی کامیابی کی مقدس مسکراہٹ دیکھی۔
 ان عناصر کے ساتھ میں چاہتا تو نہ صرف اطالیہ کی برسر حکومت جماعت کو بلکہ کسی قسم اور کسی قوم کے
 دشمن کو دعوت مبارزت دے سکتا تھا۔

روم میں ایک شاندار استقبال میرا انتظار کر رہا تھا۔ میں دیر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اپنے
 سیاسی دوستوں سے ملے بغیر میں کیوری نال، کو بذریعہ موٹر چلا گیا۔ میں سیاہ قمیض پہنا ہوا تھا
 بغیر کسی تعلقات کے مجھے بادشاہ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ اسی فانی ایجنسی، اور دنیا کے دوسرے

۱۶۲
 مسلولی کی آپدیتی
 اخباروں نے اس ملاقات کی بہت سی خیالی تفصیلات دہرائیں۔ بعض ظاہری وجوہات کی عجوبی
 سے میں صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ یہ کانفرنس بہت ہی محبت آمیز رنگ لئے ہوئے تھی میں نے
 کوئی منصوبہ نہیں چھپایا اور نہ اطالیہ پر حکومت کرنے کے اپنے طریقے ظاہر کرنے میں ناکام رہا۔
 مجھے حاکم وقت کی تائید حاصل ہوئی۔ سوائے ہوٹل میں ٹھہر کر میں نے کام شروع کر دیا۔ سب سے
 پہلے میں نے فوجی کمانڈر سے معاہدہ کیا کہ وہ ایک عام فوج تیار کرے جس کی صفوف کا بادشاہ
 خود معائنہ فرمائیں گے۔ میں نے تفصیلی اور قطعی احکام دئے۔ ایک لاکھ سیاہ قمیصوں نے
 بادشاہ کے آگے پرٹیک۔ انھوں نے بادشاہ کے حضور میں فسطائی اطالیہ کا خراج پیش کیا۔

میں اس وقت کامیاب رہا اور سارے روم میں بھی میرے اعزاز میں جتنے بھی
 غیر ضروری مظاہرے ہونے والے تھے ان سب کو روک دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی بھی پرٹیک فسطائی
 کمانڈر کے حکم کے بغیر نہ ہونے پائے۔ یہ ضروری تھا کہ شروع ہی سے ہر شخص کو اپنے منصوبوں پر
 کاربند رہنے کے لئے ضبط کا ایک اٹل احساس کرا دوں۔ فوجی عہدہ داروں کی اطاعت و عقیدت
 کو بھی میں نے روکا۔ میں ہمیشہ سے فوج کو قہر کی سیاست سے الگ اور اعلیٰ سمجھتا رہا ہوں۔ میرے
 خیال میں فوج کو کامل اور شعوری ضبط کا تابع رہنا چاہیئے۔ اس کو صرف سرحدوں کی اور تاریخی
 حقوق کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ فوج ایک ایسا ادارہ ہے جس کو استقامت کے ساتھ محفوظ
 رکھنا چاہیئے۔ اس کو اپنی اہمیت ذرہ برابر بھی نہیں کھوئی چلیں۔

لیکن اُن دنوں زیادہ پیچیدہ مسائل میں الجھا ہوا تھا۔ میں روم میں صرف اس لئے نہیں
 تھا کہ نئی وزارت قائم کروں بلکہ میں نے اس کا بھی مضبوطی کے ساتھ تصفیہ کر لیا تھا کہ اطالویوں کی
 زندگی کی از سر نو تعمیر کروں۔ میں نے یہ عہدہ کر لیا تھا کہ بلند اور اچھے مقام صہ کی طرف اس کی
 رہنمائی کروں گا۔

رومانے میرے انتہائی حواس کو تیز کر دیا تھا۔ کیا پٹ منڈی کا ابدی شہر دو کوٹ
 اور دو ڈپلومی رکھتا تھا۔ صدیوں کے دوران میں وہ اپنی دیواروں کے اندر شہنشاہی فوجوں کو

۱۶۳

میں کوئی کلام ہی تھا اور عالمی تمدن و خیال کو زوال پذیر ہوتے دیکھ چکا تھا۔ روماشہزادوں اور لیڈروں کا مقصود نظر، عالمی شہر، پرانی مملکت کا وارث اور عیسائیت کی طاقت تھا۔ روماشہ قومی لیڈر اور کسی ایک جماعت کے نہیں بلکہ ایک زبردست عقیدہ اور تمام لوگوں کے نمائندہ کی حیثیت سے میرا خیر مقدم کیا۔ میں ایک عرصہ تک جماعت کے نمائندہ اور حکومت کے کارندے کی حیثیتوں سے اپنے طرز عمل کے متعلق سوچتا رہا۔ دن اور رات اسی خیال میں گم سم رہتا تھا۔ میں جیت چکا تھا اور زیادہ جیت سکتا تھا۔ میں چاہتا تو اپنے دشمنوں کو جو فسطائیت کو نقصان پہنچانے کا سبب ہوئے تھے اور جن سے مجھے اس وجہ سے نفرت تھی کہ انھوں نے اطالیہ کو جنگ کے زمانہ کی طرح امن کے دنوں میں بھی دھوکا دیا تھا صرف تلمیچی حد تک نہیں بلکہ واقعی دیوار میں چن سکتا تھا۔ ماحول اطالیہ کے آثار سے پر تھا۔ میں نے تین لاکھ سیاہ قمیصوں کو صف آر کیا۔ وہ میرے اشارہ کے منتظر تھے۔ انھیں کسی نہ کسی مقصد کے تحت کام میں لایا جاسکتا تھا۔ دار السلطنت میں ساٹھ ہزار مسلح سپاہی تیار تھے۔ روماشہ کی چڑھائی میں آتش باری کی جاسکتی تھی اور اگر قدیم و جدید انقلابات کی پیروی کی جاتی تو خون کی ندیاں بہائی جاسکتی تھیں۔ موقع اس کا تقاضا تھا کہ میں حالات کا بخیرگی سے مطالعہ کروں اور ٹھنڈے دل سے اپنے مقاصد اور طرز عمل کے قریب و بعید کے نتائج پر پہلے سے زیادہ غور کروں۔

میں چاہتا تو آمریت کا اعلان کر سکتا تھا اور ایک ایسی وزارت بنا سکتا تھا جو بالکل ہی فسطائی جماعت پر مشتمل ہو اسی طرز جس طرح کہ فرانس میں انقلاب کے زمانہ میں قائم کی گئی تھی۔ فسطائی انقلاب اپنی طرز میں بالکل ہی عجیب تھا۔ تاریخ میں اس کی کوئی مثال تھی۔ طریقہ کار اور مقررہ روایتی نظم کو برقرار رکھنے کی دانستہ کوشش کے اعتبار سے بھی وہ دوسرے انقلابات سے مختلف تھا۔ اسی سبب سے فوجی تیاری کو بہت جلد ختم ہو جانا چاہیے تھا۔ میں نہیں بھولا تھا کہ پارلیمنٹ مجھ سے قریب ہے جس کے ارکان کو روماشہ مجھے جال میں پھنسانے کے لئے تیار، پرانی روایتی سازش کے عادی، شکاری اور صرف خوف کی وجہ سے لڑنے کے تہیاریں

۱۶۴
 مسولہ کی آپ بیتی۔
 ایک ایسی سینٹ موجود تھی جس سے میں آئینی ضبط کے تحت اپنا احترام کروا سکتا تھا لیکن گرجا نشاۃ الثانیہ
 عمل کی توقع نہیں کیا جاسکتی تھی۔ تلج دیکھ رہا تھا کہ دستوری قواعد کی حدود میں رہ کر میں کیا کر سکتا تھا اگر جا
 کا اقتدار واقعات کا یہی چینی کے ساتھ مطالعہ کر رہا تھا۔ دوسری اقوام انقلاب کو دشمن کی نظروں سے
 نہیں تو کم از کم مشتبہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ غیر ملکی بینک خبروں کے لئے بے چین تھے۔ شرح مباد
 میں کم وبیشی ہوتی رہی اور قرض کا لین دین بھی خصائص ہونے کے انتظار میں ابھی تک گھٹتا اور
 بڑھتا رہا تھا۔ سب سے پہلے یہ ضروری تھا کہ نئی حکومت کی بنیادوں میں استقامت ظاہر کی جا سکے۔
 مجھے ہر چیز پر بار بار غور کرنا تھا۔ کئی راتوں تک تو میں بالکل ہی نہیں سویا کیونکہ منصوبوں کا دماغ میں
 رجوم تھا۔ اس کا ثبوت ان انتظامات میں ملتا ہے جن کو میری حکومت نے پہلے چوبیس گھنٹوں میں پیش کیا
 دوسرا مسئلہ انقلاب کے طریقہ کار سے پیدا ہوا۔ ہر انقلاب زبردست انسانی قوت اور
 بے عرض رہنماؤں کے علاوہ دو اوجھو میتیں رکھتا ہے۔ ایک جم پندی اور دوسرے طباعی جم
 دوسرے الفاظ میں انقلابی ضد کہا جاسکتا ہے۔ جب انقلاب ختم ہو جاتا ہے تو عوام جو کسی ناجی
 یا سماجی حقیقت سے اکثر متاثر کئے جاتے ہیں معمولی کاروبار کی طرف دوبارہ پُر امن طریقہ پر واپس
 لوٹ جاتے ہیں۔ وہ نئی حکومت کا معنی اور مضبوط حصہ ہو جاتے ہیں۔ واقف کار اور بے عرض
 رہنما حکومت کے ضروری طبقہ امرائیں شامل ہو جاتے ہیں لیکن ضدی اور جم پسند ایک بھاری
 وزن ہیں۔ اول الذکر رات کی رات میں بے عیب انسانیت دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ نہیں
 سمجھتے کہ کوئی ایسا انقلاب نہیں ہے جو انسانوں کی فطرت کو بدل دے۔ بلند خیالات کی وجہ سے
 ضدی لوگوں کے خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوتے اور اسی لئے وہ مطمئن بھی نہیں ہوتے۔
 وہ اپنا وقت اور دوسرے کی محنت بے کار ضائع کرتے ہیں جبکہ وقت اس کا تقاضا ہوتا
 ہے کہ آگے بڑھنے کے لئے محنت کی جائے۔ ہم پسند ہمیشہ اپنی قسمت سے انقلاب کی قسمت کا
 اندازہ کرتے ہیں۔ وہ فتح سے شخصی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جب ان کے ارادوں
 میں کامیابی نہیں ہوتی تو وہ انتہائی اور خطرناک تدابیر اختیار کرتے ہیں۔

۱۶۵
 مسلوبی کی آپ بیتی فتح کو صدی اور ہم پسند لوگوں کے نشانہ سے بچا تھا۔ فسطائی انقلاب میں
 اب مجھے فسطائی فتح کو صدی اور ہم پسند لوگوں کے نشانہ سے بچا تھا۔ فسطائی انقلاب میں
 کسی نہ کسی طرح ہم پسند پیچھے رہ گئے کیونکہ یہ انقلاب دوسروں کی بہ نسبت زیادہ اونچا تھا لیکن
 میں برابر اس کو اپنا فرض سمجھتا رہا کہ ایسے خطرناک موقع پر بھونک بھونک کر قدم اٹھاؤں۔
 سب سے پہلے واقعات کی رو میں میں نے چاہا کہ ملک کو ایک نئی تنظیم اور ایک نئی حکومت
 کا یقین دلاؤں۔ بہت حکم نافذ کئے چند ہی ہنگامہ خیز واقعات پیش آئے ایسے جو نازک مواقع پر
 ضروری پیش آتے ہیں۔ میں نے وفیالٹا کی حفاظت کی ضرورت محسوس کی اور ایسے دس سیاہ
 قمیصیوں کو بلوایا جنہوں نے بہادری میں بڑا نام پیدا کیا تھا تاکہ وہ وفیالٹا کو اس کے وطن پیٹری
 ایمانداری کے ساتھ بچائیں۔ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ ”کوئی بھی“ میرا حکم تھا ”اس کا بال
 بیکانہ کرے اور نہ ہتھک اور ذلت کا برتاؤ کرے“۔ اس نے وطن پر اپنا ایکلو تار کا قربان کر دیا
 تھا جو ہوائی جہاز کے حادثہ میں دوران جنگ مرا تھا۔ اس کے لئے وفیالٹا، غربت کے برتاؤ
 کا مستحق تھا بلکہ کچھ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر۔

مخالف جماعت کے لیڈروں کی جائیداد کی ضبطی کو میں نے منع کر دیا۔ اپنی زبردست
 طاقت کے بل بوتہ پر یہی میں نے اپنے مخالفین کی نہ صرف زبانی بلکہ حقیقی تباہی کو روکا جس
 اُن کی جان بخشی کی۔ اس کے ساتھ ہی چند گھنٹوں میں میں نے نئی وزارت قائم کی جیسا کہ میں نے کہا تھا
 میں نے فسطائی آمریت کا خیال نکال دیا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ قوم کو ایک ایسی معمولی زندگی کا
 اندازہ کراؤں جو جماعت بندی کی خود غرضی سے پاک ہو۔ اس قسم کا مضمانہ جذبہ خوش قسمتی سے
 مجھ پر خطرناک اور نازک ترین مواقع پر بھی طاری ہوتا ہے۔ آخر کار نشیب و فراز کی جانچ پڑتال
 کر کے میں نے تصفیہ کیا کہ وزارت قومی رنگ کی بناؤں گا۔ مجھے اس وقت بھی اس کا احساس تھا
 کہ بعد میں وزارت کو دوسرے عناصر سے پاک کرنا ضروری ہو جائے گا لیکن میں چاہتا تھا کہ
 اس کا مطالبہ خود سیاسی واقعات کریں۔ لیکن رحم و کرم کا یہ آخری شیش تھا جو میں نے اطلالیہ
 کے سیاسی جماعتوں کے حلقے کو پیش کیا۔

۱۶۶
 مسوینی کی آپ بیتی
 نئی وزارت میں وزراء اور ریاست کے نائب معتمدین میں پندرہ فسطائی، تین قوم پرست
 تین بیہی احراری، چھ پاپولاری اور تین اشتراکی جمہوریت پسند شامل تھے۔ میں نے بیہی احراروں کے
 ساتھ رعایت کی تھی جنہوں نے فسطائی انقلاب کے فائدہ بخش نتائج کو اپنے قبضہ میں کر لینے کی
 تازہ ترین کوشش کی تھی۔ پاپولاری، اور اشتراکی جمہوریت پسند میں سے میں ان کا انتخاب کیا جنہوں
 نے قومی روح کو برقرار رکھنے کا وعدہ کیا تھا اور جنہوں نے غلط راہ پر چلنے والے عوام یا اشتراکیوں
 کے ساتھ سازش نہیں کی تھی۔ میں نے صدارت کے ساتھ ساتھ دفتر امور داخلہ اور خارجہ دونوں اپنے
 ہی ماتحت رکھے۔ ارمانڈو ڈیاز کے سپرد وزارت جنگ کی اور وعدہ کیا کہ اس کے ساتھ
 ایسی فوج دوں گا جو ملک کے نمایان شان ہو اور وٹوریو بنی ٹو، کے فاتح کے لائق ہو۔ بحری
 امیر البحر تھائون ڈی ریول کے تفویض کیا اور فیڈرونی کے تفویض نوآبادیات۔
 وزارت کی مکمل تشکیل حسب ذیل تھی:-

بینیٹو مسوینی _____ صدر کونسل، امور خارجہ اور داخلہ، (فسطائی)
 ارمانڈو ڈیاز _____ فوج
 باؤلو تھائون ڈی ریول _____ بحریہ
 لوگی فیڈرونی _____ نوآبادیات (قوم پرست)
 آل ڈواونگیو _____ عدالت (فسطائی)
 آلبرٹو ڈی اسٹینینی _____ مالیات (فسطائی)
 ون سن زوڈا مگورا _____ خزانہ (پاپولاری)
 گیووانی جنٹائل پروفیسر _____ تعلیمات (بیہی احراری)
 گبریلو کارنازا _____ تعمیرات (جمہوری)
 گیو سے پے ڈی کیا پی ٹانی _____ زراعت (بیہی احراری)
 یقوونی سوروزی _____ تجارت و حرفت (جمہوری)

سوئس کی آب و ہوا ۱۶۷
اسٹی ناؤ کاوازونی _____ سماجی کاروبار (پاپولاری) باب ساتواں

گیووانی کولوناڈی سیزارو _____ ٹپہ (اشترکی جمہوریت پسند)
گیووانی گیوریاٹی _____ خود مختار صوبجات (فسطائی)

ریاست کے نائب مقہمین

صدارت _____ گیا کولوآسرو (فسطائی)
امور داخلہ _____ آڈو غنزی (فسطائی)
امور خارجہ _____ ارسٹو ورسالو (پاپولاری)
جنگ _____ کارلو بوتارڈی (اشترکی جمہوریت پسند)
بحریہ _____ کاشانز وچیانو (فسطائی)
خزانہ _____ آؤڈو وروچو (قوم پرست)
فوج _____ سی زاری ماریاڈی وکی (فسطائی)
مالیات _____ پیٹرولی سیا (اشترکی جمہوریت پسند)
نوابادیات _____ گیووانی مارچی (بیمنی احزاری)
خود مختار صوبجات _____ امبرٹو ملن (پاپولاری)
عدالت _____ قلوبو میلانی (پاپولاری)
تعلیمات _____ ڈاریولوپنی (فسطائی)
فنون لطیفہ _____ لیوگی سی سی لیانی (قوم پرست)
زراعت _____ روٹا ویکارگینی (فسطائی)
تعمیرات _____ الی ساندروسارڈی (فسطائی)
ٹپہ _____ می چالے ٹرزاک (فسطائی)
نجات و حرف _____ گروپچی گیووانی (پاپولاری)

مسلمی کی آپ بیتی
سماجی کاروبار _____ سلو یوگاٹی (فسطائی) باب ساتواں

جب وزارت بن چکی تو میں نے جنگ کی تیاری موقوف کرنے کا اعلان کیا۔ اس پر چار ارکانی مجلس کے دستخط تھے :-

”اطالیہ کے سارے فسطائیو! ہماری تحریک کامیاب ہوئی اور ہمارے رہنما نے ریاست کا سیاسی اقتدار حاصل کر لیا اور دفتر امور خارجہ اور داخلہ کو راستہ اپنے ماتحت رکھا۔ ہماری حکومت نے ہمارے ان آدمیوں کے ساتھ جن کے دست و بازو کی بدولت ہمیں بحر و بر میں کامیابیاں نصیب ہوئی قومی مفاد کے پیش نظر دوسری جماعتوں کے بھی بعض ارکان کو بھی شامل کر لیا کیونکہ وہ بھی قومی مفاد سے متعلق تھے۔ اطالیہ کے فسطائی اس سے زیادہ کامیابی کے متمنی نہیں ہیں۔“

”فسطائیو! چار ارکانی مجلس عمل جماعت کے افراد کو ان کی دی ہوئی طاقت واپس کرتی ہے اور تمہاری جو ائمہ دی اور تمہارے ضبط کے بہترین ثبوتوں کا اعتراف کرتی ہے۔ تم نے ملک کا مستقبل سنوارنے میں اپنے حوصلوں کے موافق حصہ لیا۔“

”جس ضبط کے ساتھ زبردست آزمائش کے لئے یکجا ہوئے تھے اسی ضبط کے ساتھ منتشر ہو جاؤ۔ ہمیں قوی توقع ہے کہ اس سے اطالیہ کی تاریخ میں ایک نیا باب کھلے گا اپنے معمولی کاموں پر چلے جاؤ کیونکہ اطالیہ خوش آئند مستقبل کے لئے پُر امن طریقہ پر کام چاہتا ہے۔ ہماری اس مشکل سے حلال کی ہوئی فتح کو اقتدار اور شکست کے ان دونوں میں کسی طرح نہیں لگانا چاہیئے۔“

”پائندہ باد اطالیہ! پائندہ باد فسطائیت!“

چار ارکانی مجلس

اس کے بعد میں نے ڈی انٹرویو کے نام ایک تار روانہ کیا اور اس اعلان کو ملکیت کے پولیس اور دوسرے عہدہ داروں میں تقسیم کیا۔ انٹرویو کے نام کا تار حسب ذیل الفاظ میں تھا :-

۱۶۹
 مسولینی کی آپ بیتی
 ”قوم کو ضبط اور داخلی امن کے اہم فرائض کا یقین دلاتے ہوئے اسے سپہ سالار میں سے
 اور قوم کی قسمتوں کو محبت سے لبریز مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وہ جانباز فسطائی نوجوان جو بیچے
 آپ کو قوم کے حوالہ کرتے ہیں فتح کی چمک سے اندھا نہیں ہو جائے گا۔“
 ”مسولینی“

عہدہ داروں کے نام جو گشتی اعلان بھی کیا تھا وہ حسب ذیل تھا:-
 ”آج سے پڑچٹھی کی ایما پریس ملک کی حکومت کی غنائین اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہوں
 یہ چاہتا ہوں کہ سارے عہدہ دار خواہ وہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے سب کے سب
 اپنے فرائض سمجھداری کے ساتھ انجام دیں اور ملک کے بہترین مفاد کے آگے اپنے آپ کو
 سرنگوں کر دیں۔
 ”میں مثال پیش کروں گا۔“

”صدر کونسل و وزارت دفتر امور داخلہ

”شہر حدتھ:۔ مسولینی“

میں نے ۱۶ نومبر کو ایوان کا اجلاس طلب کیا تاکہ میں اُن کو وہ سب کچھ بتاؤں جو
 اب تک کر چکا ہوں اور آئندہ کے ارادوں سے بھی واقف کراؤں۔ یہ ایک غیر معمولی اجلاس
 تھا اور ہال کچھ بھرا ہوا تھا۔ ہر رکن موجود تھا۔ میرے اعلانات مختصر صاف اور زور
 تھے اور میں نے کسی قسم کی غلط فہمی کا احتمال نہیں چھوڑا۔ انقلاب کے حقوق کو میں نے تسلیم کر لیا اور
 حاضرین کو اس واقعہ کی طرف متوجہ کیا کہ صرف فسطائیت ہی کے ارادوں اور کوششوں کی وجہ
 سے انقلاب جواز اور برداشت کی حدود کے اندر رہا۔

”میں چاہتا تو، میں نے کہا ”اس بھورے رنگ کے ہال کو کشتوں سے بھر دیتا۔ بار
 کے دروازوں کو بند کر دیتا اور بالکل ہی فسطائی حکومت قائم کر دیتا۔ یہ سب باتیں میں آسانی سے
 کر سکتا تھا لیکن کم از کم کچھ دنوں تک میں ایسا نہیں کروں گا۔“ اس کے بعد میں نے شہر کا کار

۱۷۰

مستوفی کی آپ بیتی

مستوفی اور اطالوی مردوروں کے ساتھ اٹھارہ روپی کی جینوں نے فطانی شریک کو

باب ساتواں

عملی طور پر تقویت پہنچائی تھی۔ میں نے دوسری وزارتوں کی طرح اپنا پروگرام وضع نہیں کر دیا،

کیونکہ وہ صرف کاغذ پر ہی ملک کے مسائل کو حل کیا کرتی تھیں۔ زبانی جمع خرچ کی بجائے میں نے

میدان عمل میں کودنے کا ہتھ کیا۔ بیرونی سیاسیات کے متعلق میں نے صاف طور پر اپنا

عہدہ ظاہر کر دیا کہ اس خصوص میں قومی عزت اور مفاد کا ہر حال خیال رکھا جائے گا۔ اس طرح

ہر معاملہ کی نسبت میں نے ایسے وزن دار بیانات دئے جن کی وجہ سے معلوم ہوا کہ فطانت

کس طرح قبل از قبل ہی مسائل کی جانچ پڑتال کر کے حل معلوم کر چکی ہے اور آئندہ کے لئے

حکومت کا لائحہ عمل مقرر کر چکی ہے۔ اپنی تقریر کو میں نے حسب ذیل الفاظ میں ختم کیا۔

”حاضرین! بعد کی اطلاعات سے آپ لوگوں پر فطانی نظامِ عمل کی تفصیلات

وضوح ہو جائیں گی۔ جہاں تک ممکن ہو سکے میں نہیں چاہتا کہ ایوان کے خلاف حکومت کروں

لیکن ایوان کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی حیثیت کو محسوس کرے۔ ایسے حالات میں امکان ہو سکتا

ہے کہ ایوان دوسری دن میں برخاست کر دیا جائے یا پھر دو برس تک کھلا رہے۔ ہم پورا

اقتدار چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے کندھوں پر پوری ذمہ داری ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بغیر

پورے اقتدار کے ہم ایک لیرا، تک نہیں بچا سکتے۔ ہم امکانی رضاکارانہ خدمات کے

حصول سے انکار نہیں کریں گے بلکہ ہم ان کو خوشی سے قبول کریں گے اگر وہ اراکین ایوان

اراکین سینیٹ یا عام شہریوں میں سے قابل افراد کی طرف سے پیش ہوں۔ ملک ہمارا خیر

کرتل ہے اور خطر ہے۔ ہم اس کے لئے الفاظ کا ذخیرہ نہیں جیسا کریں گے بلکہ عملی حقیقتوں کا انبا۔

ہم موازنہ کو درست کر کے اصلی حالت پر واپس لائینا وعدہ کرتے ہیں اور ایسا ہی کریں گے ہم

چاہتے ہیں کہ قوم کو ضبط سکھائیں اور ایسا ہی کریں گے۔ ماضی حال، اور مستقبل کا ہمارا کوئی

دشمن بھی ہمارے اقتدار سے دھوکا نہ کھائے، لہذا اور طفلانہ دھوکا جیسا کہ ماضی میں وہ کھائے ہیں

”ہماری حکومت کی ایک وسیع جگہ قوم کے ضمیر میں ہے۔ اسکو نیکی اور بہترین اطالوی

مسلوٹی کی آپ بیتی
 پود کی تائید حاصل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گذشتہ چند سالوں میں اتحاد کی روح کو گرائنے
 کی بہت کوشش کی گئی۔ ملک پھر شمال سے لیکر جنوب تک اور برہم سے لیکر جزیروں تک پابند لو
 میں مکرڑا ہوا ہے جس کو شہرِ بحیرہ روم اور بحرِ اطانتک کی نوآبادیوں میں مھلایا نہیں جاسکتا۔
 حاضرین! قوم کو مزید بلند بانگ دعوے نہ سناؤ۔ میری اطلاعات کے متعلق کہنے کے لئے مان
 درخواستیں بہت زیادہ ہیں۔ زبانی جمع و خج کی بجائے صاف دلی اور حاضر دماغی کے ساتھ
 ہمیں میدانِ عمل میں آنا چاہیئے اور ملک کو اس کی بزرگی اور بہبودی کا یقین دلانا چاہیئے خدا
 میری مدد کرے محنت شاقہ کو کامیابی پر ختم کرنے کے لئے! "

میں یقین نہیں کرتا کہ سلسلہ کے بعد سے کبھی دماغی ڈیویو کے ہال میں اس سے زیادہ
 صاف اور زوردار الفاظ سنے گئے ہوں گے۔ ان سے میرے جسم میں جوش و خروش کی ایک
 آگ سی گئی۔ اس تقریب میں میرے دل و دماغ کی قدیم و جدید کشش کی روح موجود تھی۔ ایک سے
 زیادہ اراکین ایوان کو میرے طعنوں پر ضبط کرنا پڑا لیکن میری اس صاف گوئی کو سارے اطمینان
 کی تائید حاصل ہوئی۔ میری نظریں ہال کی جماعتوں اور سیاست دانوں کی چھوٹی چھوٹی طاقتوں
 تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ میں ساری قوم سے خطاب کر رہا تھا، وہ مجھے سن رہی تھی اور میرے
 الفاظ کو سمجھ رہی تھی!

میرا اندرونی سیاسی جذبہ کہہ رہا تھا کہ اس وقت سے فسطائی صداقت زیادہ بھیلے گی
 اور اطالوی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گی اور شاید تمدن کی یہ نئی شاہراہ ہو۔

آٹھواں باب

حکومت کے پانچ سال

سکری

میرے انقلابی طریقوں اور سیاق و سباق کی قوت نے مجھ پر اقتدار کی بڑی ذمہ داری عائد جیسا کہ میں نے کہا ہے میرا کام نہ معمولی تھا اور نہ آسان۔ اس کے لئے گہری نظر کی ضرورت تھی اور اس کے سبب زیادہ سے زیادہ فرائض مسلسل مجھ پر عائد ہوتے جاتے تھے۔ ایک نئی ہی زندگی شروع ہوئی اور اس کے تذکرہ کے لئے مجھے آپ بیتی کی معمولی طرز کو چھوڑنا پڑے گا اور میری حکومت کی کارگزاری کو مادی شکل میں پیش کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد ہی سے میری زندگی حکومت کے ہزاروں کاروبار سے پُر ہو گئی اور میں اپنی انفرادیت کھو بیٹھا۔ بعض دفعہ میں ٹھوس نوعیت کا طرز عمل اور طریقہ کار محسوس کرتا ہوں اور یہ ایک شخص سے متعلق نہیں ہوتا بلکہ اُن کا تعلق مجمع سے اور تمام لوگوں سے ہوتا ہے۔ اس طرح ایک شخص کی پوری زندگی دوسرے کی تمام زندگیوں میں گھل مل گئی۔

یقیناً میں جانتا تھا کہ جب میں نے حکومت کی غنائیں اپنے ہاتھ میں لی ہیں تو ریاست کا مرکزی اقتدار متزلزل تھا یہیں ایک مالیاتی مسئلہ سے دوچار ہونا تھا۔ احراری جماعت کے رہنماؤں نے یہ تعجب خیز خبر دی تھی کہ چھ سو کروڑ کا نقصان تھا۔ انفرادی طور پر لوگ کسی نہ کسی طرح گزارا کرتے تھے۔ ضرورت سے زیادہ چھپی ہوئی نوٹیں اور مصنوعی دولت کی ریل ہل حوام کو گمراہ کر رہی تھی اور ملک کی مالیات کے متعلق غلط فہمی پیدا کر رہی تھی۔ ان حالات کے تحت ایک افسانوی دھجپی پیدا ہو گئی تھی اور ان سب کو ایک سخت فسطائی مالیاتی پالیسی سے دہست کرنا تھا۔

۳۷
 مسوینی کی آپ بیتی
 باہر ہماری سیاسی شہریت سلسل گھٹ رہی تھی خیال کیا جا رہا تھا کہ ہماری قوم بغیر ضبط و نظم
 اور بغیر ترقی و بہبودی کے ہے۔ بد نظمی کے کہنے اثرات نے ان ممالک کی ہمدردیوں کو ہم سے محروم
 کر دیا تھا جو بہر حال ہم سے بہتر حالت میں تھے۔ اس سے بدتر یہ ہو کہ ہمارے دشمنوں کا غصہ
 ان حالات کی وجہ سے زیادہ ہو گیا۔

کھل
 اطالوی تعلیم کا نظام خواہ وہ جامعہ میں ہو خواہ وسطانیہ اور تحتانیہ مدارس میں ہو با
 ہی نظری طریقوں پر کار بند تھا وہ دنیا کی حقیقتوں سے زیادہ سے زیادہ دور جا پڑا تھا اور
 نئی دنیا اور قومی زندگی کے بنیادی مسائل سے الگ ہو گیا تھا۔ اس کے سوا شہری قرائن سے
 بھی وہ بے پروا تھا۔ مدارس اور یلیٹ فارم کو آگے بڑھنے والوں کی رہنمائی کرنا چاہیے۔
 ابھی تک قومی کاروبار میں صوبائی تقسیم تعجب خیز اور قابل نفرت حد تک موجود تھی۔ ان کی وجہ
 سے ہماری استقامت خطرہ میں نہیں تو کم از کم معرض بحث میں ضرور تھی۔ حکومت کی کارگزاری
 خواہ خدمات کے رنگ میں ہو یا ترقیوں اور منظور یوں کے معاملہ میں بہر حال حقیقی ضروریات
 کے پیش نظر نہیں بلکہ صوبائی ضروریات کے لحاظ سے باپی اور تولی جاتی تھی۔ خزانہ اسی
 سفلی سیاست — انتخابی چال بازی — کا شکار تھا۔

عہدہ داروں کی حکومت جو فیل پاسے متنازع تھی اور زیادہ پھولنے لگی اور ساتھ ہی
 اس تکلیف دہ بُرائی کو، تزلزل کی نوعیت کو، برداشت کی عدم قابلیت کو اور فرض سے محبت
 میں کمی کو جو سب بڑے کاروبار کی جام خصوصیتیں ہیں خصوصاً جہاں معاوضہ مقبول نہیں ادا
 جاتا ہو اور ریاست کے اقتدار اور شخصی ذمہ داری کے اخلاقی فرض کا احساس نہیں ہوتا ہو
 اور زیادہ پھیلا گیا۔ ہمارے ہاں اب بھی فسطائی جتنے موجود تھے جو جدوجہد کے سلسلہ میں
 منظم کئے گئے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ زندگی کے اس نئے ماحول میں مام ضبط و نظم کو خطرہ میں
 ڈال دیں۔

تحریر، وبری فوج قومی زندگی کے مسائل سے الگ تھلگ رہی حقیقت یہ ہے کہ

مسوئی کی آپ بیتی
 بہت سی حقیقتوں سے یہ طرز عمل اچھا ہے لیکن جب یہ بے غری کی حد تک پہنچ جائے تو برا ہو جاتا ہے۔
 ہوائیہ بطلی کی حالت میں تھا اور اس کو از سر نو طاقور بنا کر مشکل تھا۔ اسی سلسلہ میں
 یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ نئی، نے پرواز خواہ فوجی طیاروں کی ہوا خواہ عالمی شوقیہ موقوف
 کر دی تھی۔ یہ حکم ہوائیہ کو مسترد کرنے کے لئے تھا اور موٹریں اور طیارے بیچنے کے لئے
 یہ ایک قلم دیدہ و دانستہ قتل تھا ایسی قوم کا جو حقیقت میں گلا گھونٹ کر مرنے نہیں چاہتی تھی۔
 اس اتناؤ میں روم میں فسطائیت کی تمام مخالف جماعتیں جمع ہوئیں۔ وہ سب
 سیاسی جماعتیں جو شروع میں سیاہ فاصیوں کے انقلاب سے گھبرا گئی تھیں دوبارہ
 اپنے منتشر شیرازہ کو یکجا کرنے لگیں اور ہمت کے ساتھ اس سیاسی مرجان کی پیروی
 شروع کی جو ماٹھی سی ٹوریو، میں پارلیمانی ہال کے درمیانی راستے میں رونا ہوتا تھا
 اطالوی اخبارات زیادہ تر پرانی جماعتوں اور پرانی سیاست پر باقی رہے۔ یہ
 ساری شہری زندگی کا لحاظ رکھنا بغیر کسی حفاظتی طاقت کے مادی مسئلہ کو بھولے ہوئے
 ضروری تھا۔ مدرسوں اور فوجی طاقت کی معاشی حالت کو منظم کرنا، دو عالمی کمزور
 کرنا، عہدہ داروں کی غلط حکومت کا زور توڑنا، ملازمتوں کو سدھارنا، اور پرانی
 سیاسی جماعتوں کی پھیلائی ہوئی سخت تنقیدوں کو روکنا ضروری تھا۔ مجھے خارجی حلقوں کی
 روک تھام کرنا، فسطائیت کو بہتر بنانا، اور دشمنوں میں بھڑکاوٹ ڈالنا تھا۔ میں دیکھ رہا
 تھا کہ اطالوی سیاسی زندگی کے تمام طریقوں کو ہر طرح سے سدھارنا میرا فرض ہے۔
 اس وقت ان ایک کروڑ نفوس کو نظر انداز کرنا ناممکن تھا جو سرحدوں کے باہر
 منتقل ہو چکے تھے۔ ہمارے لئے یہ ضروری تھا کہ ان تمام اشخاص کو بالکل ہی نئے طریقوں
 پر تیار کریں جو جنوبی صوبوں میں جاگزیں ہو چکے تھے اور سب لوگوں سے جہاں کہیں وہ
 ہوں اپنا تعلق قائم کر لیتے۔ مسائل اور تکلیفوں کا ان دنوں شمار نہ تھا۔ سب کچھ مجھ کو
 ہی تصفیہ کرنا ہوتا تھا اور ساری پارلیمانی تقریروں اور جلسوں میں مجھے تمام سیاسی

۱۷۵
 مسکونی کی آپ بیتی
 نکات کو پیش نظر رکھنا پڑتا تھا۔ یہ کام نہ صرف طاقت اور قوت برداشت کا تھا بلکہ ان سب سے بالاتر
 قوت ارادہ کو دخل تھا۔ میں نے ان سب بندشوں کو توڑ دیا جو مجھے اخبار سے وابستہ رکھتی تھیں اور
 ساری شخصی اور ذاتی چیزیں کو خیر باد کہہ دیا۔ میں نے اپنے آپ کو پوری طرح از سر نو تعمیر کی طرف
 متوجہ کر دیا۔

آج کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ریاست کا ایک سیدھا سادا اور مخلص
 خادم رہوں۔ جماعت کا سرور ابھی رہنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے مضبوط حکومت کا اقتدار
 میں نے زندگی کے غیر ضروری لہو و لعب کو ترک کر دیا۔ اس سلسلہ میں صرف کھیلوں کو میں نے
 مستثنیٰ کر دیا کیونکہ ان سے نہ صرف میں اپنے جسم کو مضبوط اور چست و چالاک رکھ سکتا ہوں
 بلکہ ان کی وجہ سے میری مصروف اور مشغول زندگی میں ایک قسم کا خوشگوار اور ضروری وقفہ پیدا
 ہوتا ہے۔ ان چھ سالوں میں میں نے سوائے سرکاری عتانیوں کے کسی بھی امیرانہ جگہ یا ہوٹل کی
 دہلیز کے اندر قدم نہیں رکھا۔ اس کے سوا میں نے تقیر بھی چھوڑ دیا جہاں کہ میرے اکثر کام کے
 اوقات گزرے تھے۔

میں سارے کھیلوں سے محبت کرتا ہوں۔ موٹر رانی بڑے استعمال کے ساتھ کرتا ہوں۔
 دوروں پر میں تیر سے تیز موٹر رانی کا مظاہرہ کر چکا ہوں اور اس سلسلہ میں نہ صرف اپنے دوستوں
 کو حیرت میں ڈال دیا بلکہ تجربہ کار موٹر رانوں کو متحیر کر دیا مجھے طیارہ سے بھی انس ہے اور میں بے شمار
 اڑ چکا ہوں جب میں اقتدار کی پریشانیوں میں الجھ جاتا ہوں تو مجھے طیارہ رانی کے چند اسباق
 کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ تو میں چکاس میٹر کی اونچائی سے گر بھی پڑا تھا لیکن اس کی
 وجہ سے میں اڑنے سے باز نہیں آیا۔ موٹروں سے مجھے قوت کا ایک نیا احساس ہوتا ہے۔
 گھوڑے کی سواری میری خوشی کا باعث ہوتی ہے اور تیغ زنی جس سے میں اپنی جسمانی طاقت کے
 بل بوتہ پر زیادہ دلچسپی لیتا ہوں بہت اطمینان کا باعث ہوتی ہے۔ میں اپنے دو اولوں کے دوستوں کے
 سنجیدہ گفتگوں میں لطف اٹھاتا ہوں۔ ڈینٹے جیسے بڑے شاعر اور افلاطون جیسے بہترین فلسفی

۱۷۹
 مسکونی کی آپ بیتی
 مطالعہ میں گفتگوں بسر کرتا ہوں۔ ان کے سو کوئی اور تفریح میرے لئے دلچسپی نہیں ہوتا کرتی۔
 میں نہ شہر آب پتیا ہوں، نہ سنگریٹ پتیا ہوں اور نہ تاش کھیتا ہوں۔ مجھے ان لوگوں سے ہمدردی
 ہے جو وقت اور روپیہ اور بعض وقت خود زندگی جوے میں کھودیتے ہیں۔ خدا کے معاملہ میں بھی
 کچھ زیادہ شوقین نہیں ہوں۔ مجھے اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ خصوصاً ان آخری دنوں میں
 میرے کھانے بہت ہی سادہ اور ایک مفلس کے سے ہوتے ہیں۔ میری زندگی کے ہر لمحہ میں
 روحانیت ہی میری رہنمائی کرتی ہے۔ روپیہ میرے لئے کوئی جاویدیت نہیں رکھتا۔ جن چیزوں پر
 میں نظر رکھتا ہوں وہ زندگی اور تہذیب کا جزو ہوتی ہیں اور جن سے میرے ملک سے متعلق جذبات
 بیدار ہوتے ہیں۔ میں اپنی طاقت اور عقیدہ پر یقین رکھتا ہوں اور اس لئے کسی بھی رعایت اور
 مصالحت کی طرف راغب نہیں ہوتا میں اپنے دشمنوں کو جو مجھ سے مسابقت نہیں کر سکتے ایک نظر
 دیکھے بغیر ہی چھوڑ دیتا ہوں۔ ان کو اپنے سیاسی خواہوں ہی میں مبتلا اور اپنی خطابت اور لفظی بہانے
 کی قوت کے معاملہ میں چھوڑ دیتا ہوں۔

اطالیہ کو کس کی ضرورت ہے؟ ایک بدلہ لینے والے کی! اس کی سیاسی اور روحانی بیداری
 ایک ترحمان چاہتی ہے۔ ضرورت تھی کہ جراثیموں پر صبر کیا جاتا اور بہاؤ کے خلاف طاقت آزمائی
 کرنے کی جرات کی جاتی۔ یہ بھی لازمی تھا کہ ان برائیوں کو پاک کیا جاتا جو کہ نہ ہو جانے کا خطرہ
 پیدا کر رہی تھیں۔ سیاسی انتشار کو موقوف کرنے کا وقت تھا۔ میرا فرض تھا کہ قومی زندگی کے
 تحویش ورق کو الٹ کر ایک نیا، بخیدہ، اور طاقتور باب کا آغاز کرتا۔

انتخابات بچوں کا کھیل ہو چکے تھے اور قوم کو بستی کی طرف کافی طور پر لے جا چکے تھے۔
 انھوں نے نئے اطالیہ کے فرائض کی اونچائی سے دور ایک الگ خطرہ فراہم کر رکھا تھا جسے
 لاتعداد دشمنوں کا مقابلہ کیا اور بہت سے نئے دشمن پیدا کئے اور اس کے متعلق میں نے بعض
 دفعہ دھوکا کھایا۔ میرے خیال میں جدوجہد کو ہر قسم کی زندگی کے علمی شعبہ میں مکمل ہونا تھا۔
 اس تکمیل کے لئے مجھے صاف اور واضح راستوں کی نشاندہی کرنی تھی۔ میرے لئے یہ ضروری تھا کہ

۶۷
 مسیونری کی آپ بیتی
 اپنی حکومت کے نمایاں کاموں کو مختلف شعبہ جات زندگی میں اپنی مرضی کے مطابق الگ الگ پیش کر کے
 ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۷ء تک میری آپ بیتی میں اندرونی ترجمانی سے زیادہ کا آئینہ عمل ہی عمل ہے۔
 مجھے کبھی تزلزل نہیں ہوا۔ خوش قسمتی سے مجھے ایسی بلندی یا پستی سے سنبھلتے نہیں پڑا جو اکثر و بیشتر
 مدبروں پر بڑے اثرات ڈالتی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ نہ صرف میری عزت بلکہ ملک کی عزت خطرے میں ہے
 جس کو میں اپنے آپ سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔

میں اطالویوں کے کردار کو جلا دینے کے لئے بے چین تھا۔ مجھے اپنی داخلی پالیسی کے متعلق
 کچھ بیان کرنے دیجئے کہ کیا خیر پیش کی گئی اور اس میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی۔ معمولی جھگڑوں
 تعطیلات کے متعلق فضول بحثوں، رنگ و نسل کی سیاسی ٹکڑیوں، کسانوں کی ہڑتوں، خونیں جدوجہد
 اخبارات کی خود غرضی، پارلیمانی لڑائیوں، نمائندوں کی چغلیش، قابل نفرت اور بے کار بحثوں اور
 فضول گفتگو کی پستیوں سے ہم فسطائی روحانیت سے متاثر ہو کر قومی استقامت اور طاقتور اشتراک
 کی بلندیوں کی طرف بڑھے۔

میں خود حکم نہیں ہوں بلکہ دنیا نے اس کا تصفیہ کیا ہے
 ۱۹ نومبر ۱۹۲۲ء کی ایوان میں تقریر کے بعد ۳۰۶ کے مقابلہ میں ۱۶ آراء سے میرے اعلان
 کی موافقت میں فیصلہ ہوا۔ بغیر کسی مشکل کے مجھے سارے اختیارات حاصل ہو گئے۔ میں نے عفو اور
 درگزر سے کام لیا جس سے اس کا ماحول پیدا ہو گیا۔ مجھے اپنے فسطائی مسلح جتھوں کا سوال حل کرنا
 تھا سپاہیوں پر جو اطالیہ کے ہر حصہ میں جواں مرد کی کاشتوت دے رہے تھے میرا بڑا اثر تھا لیکن
 اب جبکہ فسطائیت صاحبِ قدر ہو چکی تھی اس قسم کی تنظیم موقع کے لحاظ سے غیر ضروری تھی۔ اس کے
 برخلاف میں دفعتاً ان لوگوں کو موقوف نہیں کر سکتا جو مجھ پر جان چڑھنے کے لئے تیار تھے۔ اپنے
 ذہن میں نہ صرف وہ طاقت کی دھنیں آگے بڑھتے تھے بلکہ ایک قسم کا سیاسی شعور بھی تھا اور خود
 ابھی خطرہ رفع نہیں ہوا تھا اس لئے لازمی تھا کہ سیاہ قمیصوں کی فتح کی حفاظت کی جائے۔ اس
 میں نے تصفیہ کیا کہ قوم کی حفاظت کے لئے ایک رضا کارانہ فوج مرتب کروں گا۔ یقیناً اس کے

۱۷۸
مسیحی کی آپ بیتی
فرمان صاف اور واضح ہوں گے۔ ان کے سردار ایسے خزانے اور تجربہ کار ہوں گے جنہوں نے
جنگ میں حصہ لیا ہو اور جو فسطائی بیداری کی جدوجہد کے رگ وریشہ سے واقف ہوں۔ میں نے
اعلان کیا کہ فسطائیت کی موجودگی میں ہر وہ چیز جو غیر آئینی اور غیر منظم ہے مٹ جانا چاہیے۔ فسطائیوں
کے فوجی جنموں کو رنما کا رازہ فوج میں مبدل کرنے کا خیال بڑی دُور اندیشی پر مبنی تھا۔ اس سے نہ صرف
حکومت کا اقتدار غیر متزلزل ہو گیا بلکہ ایک بڑی طاقت محفوظ ہو گئی۔

ایک باکل ہی سیاسی مجلس، گرانڈ کونسل، کی ترتیب اقتدار حاصل کرنے کے بعد میرا بڑا مقصد تھا۔
مجھے اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ایک سیاسی جماعت فسطائی اصول پر قائم کی جائے جو پرانے
سیاسی اداروں سے بالاتر ہو اور جو قومی زندگی کی بُرائیوں اور غلطیوں کا ازالہ کرے۔ ہر روز مجھے
ایسی مجلس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ صدر حکومت کی مصروف زندگی میں بھی میں نہیں بھول سکتا تھا
میں ایک ایسی جماعت کا سردار بھی ہوں جنہوں نے تین برس تک اطالیہ کی شاہ راہوں پر لڑ بھڑ کر اقتدار
حاصل کیا ہے اور جو قومی روح کو گرومانے کا باعث ہوئی ہے۔

اس کونسل کے تقوین یہ اہم کام سپرد کیا گیا کہ وہ فسطائی انقلاب کی کارگزاریوں کو آئینی
اس کونسل میں نہ اس وقت بڑے عنصر تھے اور نہ اب موجود ہیں بلکہ اس کے برخلاف جو ان فسطائی
وزراء، عوام کے صحیح نمائندے ان کے مفاد کا خیال رکھنے والے ماہرین تھے۔ اسی وجہ
یہ مجلس ہمیشہ کامیاب رہی۔ اس کی صدارت میں کرتا تھا اور یہاں مجھے اس امر کا انکشاف کرنے
دیجے کہ اخبارات میں جو محمل بیانات اس کی کارگزاری کے متعلق چھپتے تھے وہ سب کے سب
میرے ہی قلم کے کئے ہوئے ہوتے تھے۔ وہ دراصل پیداوار ہوتے غور و فکر کے ان تبلیغ
کی جو اطالوی زندگی اور دنیا کی دوسری قوتوں کے مقابلہ میں اطالیہ کے مرتبہ کے متعلق جانچ پڑتال
اور چھان بین کے بعد فسطائی دل و دماغ سے طے پاتے تھے۔ گرانڈ کونسل نے جو اب حکومت
کا آئینی ادارہ ہے پانچ سال میں بے مثال اور بہترین خدمات انجام دیں۔

سب سے پہلے جو مسئلہ پیش تھا وہ پولیس کی طاقت کو اکٹھا کرنے کا تھا۔ ہمارے ہاں

۱۷۹
 مسلولی کی آپ بیتی
 معمولی پولیس تھی جس کی شاخیں سیاسی اور عدالتی پولیس تھیں۔ ان کے علاوہ رائل کارابینری، اور رائل
 گارڈز تھے۔ آخر لڈز پولیس کے دستے، نیٹی، کے مقرر کئے ہوئے تھے۔ یہ بالکل ہی فضول تھے اور
 معمولی حیثیت کی پولیس سے کسی طرح بھی الگ نہ تھے۔ اس لئے میں نے فوراً ہی تصفیہ کیا کہ رائل گارڈز
 کو ختم کر دوں۔ اس سلسلہ میں بعض ناخوشگوار حادثات پیش آئے۔

’لڈز‘ اور ’میلانو‘ جیسے بعض شہروں میں گڑبڑ ہو گئی لیکن میں نے سخت احکام جاری کئے۔
 میں نے ان مقامات کے بعض عہدہ داروں کو جہاں بلوے ہو رہے تھے۔ دفتر میں بلا بھیجا یا ٹیلیفون کیا اور
 ضرورت کے موقع پر انھیں آتش باری کی بھی اجازت دی چھ گھنٹوں میں امن قائم ہو گیا۔ چائیں
 ہزار مسلح لوگوں کی یکدم موقوفی صرف دو جانوں کی تلافی اور چند لوگوں کو زخم پہنچانے کی قیمت ثابت
 ہوئی۔ عہدہ دار دوسرے کاموں میں لگ گئے اور سپاہی اپنے گھروں کو بغیر کسی مزید گڑبڑ کے پہنچ گئے۔
 اطالیہ کی سیاسی ’میسنری‘ جو شروع شروع میں اپنے آپ کو نئے حالات کے مطابق
 بنا رہی تھی اور فسطائی اقتدار کے آگے گردن خم کر چکی تھی اب پھر احمقانہ اور سکارانہ طرز پر میری اور
 فسطائیست کی مخالفت کرنے لگی۔ ’گراند کونسل‘ کے ایک جلسہ میں میں نے اعلان کیا کہ بیک وقت
 فسطائی جماعت کے اور ’میسنری‘ کے رکن ہونا ناممکن ہے۔ میں پہلے ہی سے اس سیاسی جماعت
 کی پالیسی کا مخالف تھا۔ ہم کو نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ تاریک ادارہ اپنی خفیہ طرز روش کی وجہ سے اطالیہ
 میں رشوت خوار اور ضمیر فروش کی حیثیت سے نمایاں تھا۔ حفاظت، انسانیت یا مذکورہاں دخل
 ہر شخص تھی کہ وہ بھی جو اس سے فائدہ اٹھا چکے تھے اس کو ایک باہمی امداد کے ذریعہ کے سوا کچھ اور
 نہیں سمجھتے تھے۔ یہ بھی سب کو معلوم تھا کہ یہاں خود غرضی، دغا و فریب کا بول بالا ہے اور اخلاق
 کے کسی اصول اور جائز مطالبہ کا خیال نہیں ہوتا۔ ’میسنری‘ کے خلاف میری جدوجہد تلخ ہو گئی۔
 تک اس کے اتنا مجبور باقی ہیں لیکن ان سے میرا خلوص ظاہر ہوتا ہے جو یقیناً میری قابلیت کا سب سے
 بڑا اعزاز تھا۔

۱۹۲۳ء میں متواتر مجھوتہ کی کوششوں کے بعد میں نے فسطائیست اور قوم پرستی کے ڈانڈے

مسوینہ کی آپ بیتی ۱۸۰
 ملا دیئے۔ ایک عرصہ تک ان دونوں اداروں کی تنظیم میں ہماری قومی زندگی کے انغرض و مقاصد
 گھلے بٹے ہوئے تھے لیکن سیاسی ارتقاء نے کسی نہ کسی طرح ان کی راہیں الگ الگ کر دی تھیں۔
 جب فتح ہو چکی اور جب قوم پرستوں کے بہتر عناصر کی حکومت کے ساتھ اشتراک عمل پر آمادہ ہو گئے
 تو سیاسی غلوں اور ہونہمندی اس کی مقتضی ہوئی کہ دونوں کو پھر یکجا سودیا جائے۔ سیاہ اور نیلے (قوم
 پرستوں کی وردی کارنگ) قبیضے بہاؤ لانے اور سیاسی وفاداری کے جذبات کے تحت متحد ہو گئے
 اس نئے اور گہرے اتحاد سے ہمیں موقع ملا کہ مستقبل کو اس طرح سنواریں کہ وہ قوم پرستی اور فسطائیت
 کی پیش قیاسیوں اور غرضاتوں کے عین مطابق اطالیہ عظمیٰ کے شایان شان ہو جائے۔

اپریل ۱۹۲۳ء میں ٹورن، میں پارلیمنٹ کی قومی کانگریس منعقد ہوئی۔ مگر یہ صرف
 باقائے جلسہ ہوا اور مثل دوسری سیاسی کانگریسوں کے جھوٹے چھپکے کئی سالوں سے اطالیہ کو مسحور کر رکھا
 تھا۔ بے سود ثابت ہوا۔ انہوں نے فطرتاً فسطائی حکومت کی پالیسی پر دیرینک ختمی کی اور آخر کار
 کثرت آراء نے فسطائیت کے خلاف رجحان نکال دیا۔ وزارت میں پارلیمنٹ کی، کے بھی اس کا
 نشا مل گئے اور لازمی طور پر اس جلسہ کے بعد وہ اپنے آپ کو مشکل اور نازک حالت میں محسوس کرنے لگے
 میں نے ان کے آگے ریشلر پیش کیا کہ وہ فسطائی حکومت میں شامل رہنے یا نہ رہنے کا اپنی پارٹی
 کے موجودہ رجحان کی مناسبت سے جلد فیصلہ کر لیں۔ اس کے بہت سے جوابات پیش کئے گئے
 لیکن ان میں بھی اختلافات تھے اس لئے میں نے حکم دیا کہ سیاسی فضا کو صاف رکھنے کے لئے یہ
 ناگزیر ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں تاکہ فسطائی پارٹی اور پارلیمانی جماعت میں جھگڑے نہ پیدا ہوں۔
 حکومت حاصل کرتے ہی میں نے سیاسی فضا کو مکدر نہ رکھنے کا تصفیہ کر لیا تھا۔ فسطائیت کی مانند
 اس زمانہ کے سب دماغوں کو متاثر نہیں کر سکتی تھی اور ابی بہت سے مخالفین موجود تھے۔ اکثر
 لوگ بھی اس غلاف میں مبتلا تھے کہ وہ فسطائیت کو سیدھے راستے سے ہٹا دیں گے اور اسی
 مقصد کے تحت مجھ سے بعض ایسے لوگ ملائی ہوئے جو معاملات کو اٹھانے اور چکر دینے میں
 مہارت رکھتے تھے لیکن انھوں نے مجھے ہمیشہ دھن کا پتہ پایا۔

۱۸۱
 مسیحی کی آپ بیتی ۱۹۲۲ء میں پہلی مرتبہ جاری ہو مگر دورانِ بغیر کسی حادثے کے بغیر خوبی گذر گیا۔ لوگ خاموشی سے اس قدیم تاریخ پر بغیر اظہارِ افسوس کئے ہوئے کام کرنے لگے۔ بعد میں میں چاہتا تھا کہ اطالیہ کی رائے عامہ سے رابطہ پیدا کروں اور اس کا صحیح اندازہ کروں کہ فضا ئیت کا عوام پر کتنا اثر ہے۔ پہلے میں میلان، اور زورمانے، گیا پھروینس، پاڈوا، وینز، سلسلی، اور سارونڈینیا، گیا اس کے بعد پائسنز، اور فلانس، پہنچا۔ ہر جگہ نہ صرف سیاستچیوں نے بلکہ سارے اطالویوں نے میرا گرمجوشانہ خیر مقدم کیا۔ آخر کار لوگ محسوس کرنے لگے تھے کہ اُن کی ایک حکومت ہے اور ان کا ایک رہنما ہے۔ سیاستچیوں نے جو انقلاب کے بانی تھے اسی پر اُنے ناقابلِ تبدیل خوشی سے مجھے بحیثیت اپنی لیڈر کے، خوش آمدید کہا۔ ان کا طرزِ سلوک بالکل ویسا ہی تھا جبکہ میں اُن کی پارٹی کا سردار تھا اور صحافتی حلقوں کے لئے محاذ تیار کر رہا تھا اور جس کی وجہ سے میں اُن میں ہر دو بغیر نہ تھا۔ اطالوی طبیعتیں بعض موقعوں پر عمل سے زیادہ پھوٹ کی طرف راغب ہوتی ہیں لیکن اب میرے پرانے ساتھی ضبط و نظم کے قیام میں مجھ سے بہت ہی قریب تھے۔ اُن کے اس رویے سے نہ صرف میں شکست محسوس کرنے لگتا تھا بلکہ متاثر بھی ہوتا تھا۔ میں اس نوجوان طبقہ کی مستعدی کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا اور نہ اُن کی بھینٹ پرانے کھوسٹ طبقہ کے سمجھوتہ پر چڑھا سکتا تھا۔ ساری آبادی محسوس کرتی تھی کہ اس نے اب آزادی کو چھل کر لیا ہے۔ انھیں دھوکا دینے والی جاعنوں سے اب نجات مل چکی تھی۔ اسی لئے وہ میرے سیاسی کام کو نہ رہتے تھے اور میں خوش تھا۔

ایسے زمانے میں مخالفت کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔ سمجھوتہ کے میدان میں مجھے شکست دینے کے ناقابلِ ہو کر مخالفین نے کوریے ڈیلا سیرا کی قیادت میں سمیتِ ہمت کرنے والی پیش قدمیاں اور مصیبتوں کی داستانیں شروع کیں۔ انھوں نے پُرفریب حملے شروع کئے اور ہر طرف مکر کے جال پھیلانے لگے۔ اس کے جواب میں میں نے انتخابات کا ایک نیا قانون نافذ کیا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ آبادی کی مناسبت سے طریقہ نمائندگی کے گڑھے میں دوبارہ گروں۔ میں نے پاپولر، میوقراط اور اتحادِ جماعت کے نمائندوں کو نظر انداز کر دیا تھا۔ مدرسہ کی اصلاحِ حرج کا

مسیحی کی آپ بیتی
تقصیری ذکر میں آگے کروں گا ایک حد تک دشمنی کا باعث ہوئی۔

اسی اثنا میں فطائیت کے خلاف حملے ہوئے۔ یہ سال طوفانی تھا اور اس کو قدم چلانے کا اور جنگوں سے مقابلہ کرنے کا زمانہ کہنا چاہیئے۔ مجھے فطائیت کو اندرونی جھگڑوں سے جو الگ کرنا اور چال بازی سے پیدا کئے جاتے تھے بچانا تھا۔ مجھے اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے ان لوگوں کی سختی سے مخالفت کرنی پڑی جو جماعت میں کسی قسم کا انتشار پیدا کرنے کے قابل تھے۔ فطائیت ایک گروہ ہے اور اس میں مختلف رجحان پرورش نہیں پاسکتے جس طرح سے کسی ایک تعلیم کی سطح پر دو لیڈر جمع نہیں ہو سکتے۔ فطائیت ایک منضبط نظام ہے جس کی بنیاد سیاہ فہمی ہے اور جس کا بالائی منزل پر صرف ایک ہی سردار ہے۔

میری طاقت کے پہلے اسباب میں سے یہ بھی ایک ہے۔ ہماری سیاسی جماعتوں میں جتنی بھی پھوٹ پڑی وہ سب کی سب اعلیٰ اور اونچے اسباب کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ شخصی خواہشات، خلیج، برائیوں، خفیہ طرز عمل، اور پوشیدہ طاقتوں کی وجہ سے ہوئی جن کو میں اطالوی مینیری کی کارگزاری سمجھتا تھا۔ میں ان سب پر نظر رکھتا تھا اور یہ عہد کر لیا کہ بال برابر بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ جب بہت ہی اہم قانونی مسائل پارلیمنٹ میں طے ہو چکے تو میں نے ایوان کو برخواست کر دینے کا تصفیہ کیا اور سارے اختیارات حاصل کر چکنے کے بعد ۶ اپریل ۱۹۲۲ء کو میں نے انتخابات کا اعلان کر دیا۔

انتخابات کا یہ اعلان سیاسی بلوں کو ختم کر دینے کے لئے کافی تھا۔ تمام جماعتیں اپنی اپنی طاقتیں سمیٹنے میں مصروف ہو گئیں اور زیادہ سے زیادہ آراء حاصل کر کے ایوان میں اپنے نمائندوں کو بھیجنے کی کوشش کرنے لگیں۔ انتخابات کو ایک بچکانی کھیل سمجھا جاسکتا ہے جس میں منتخب ہونے والے زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ ”مغرزیں“ کہلائے جانے کے لئے فاطمی وعدہ یا اسی قسم کی کوئی گھبراہٹ نہیں رکھی جاتی۔ فطائیت اس یہودہ مذاق کی متابعت کرتا نہیں چاہتا تھا اس لئے ہم نے تصفیہ کیا کہ ایک ہی فہرست قوم پرستوں کی تیار کی جائے جس میں

۱۸۳
 مسوینی کی آپ بیتی کے آزمودہ اور قابل ہر وسہ لوگ ہوں بلکہ ایسے ہی ہوں جنہوں نے ملکہ قومی زندگی کے
 نہ صرف فطائیت کے آزموہ اور قابل ہر وسہ لوگ ہوں بلکہ ایسے ہی ہوں جنہوں نے ملکہ قومی زندگی کے
 میدان عمل میں ملک کی حریت پر حرف آنے نہیں دیا۔ اس پالیسی کی بدولت فطائیت نے بڑی سیاسی عقلیت کا
 کا ثبوت دیا۔ اس نے مخالفین یا مشتبہ لوگوں کو بھی برواشت کیا کہ وہ خدمت کر سکتے تھے۔ قوم پرستوں
 کی اس فہرست میں کونسل کے سابق صدر منٹل آرنلڈ وکے اور ایوان کے سابق اراکین منٹل ڈوئی کولا،
 کے شامل کئے گئے، لیکن زیادہ تر یہ فہرست نئے عنصر ہی سے عمومی۔ واقعہ یہ تھا کہ اس میں دوسو خراٹ
 اور جہاں دیدہ لوگ تھے، جن میں طائی تھے یافتہ، ۱۱۴ نفر تھے یافتہ، ۹۸ تانبے کے تھے یافتہ،
 ۸۰ معذورین اور جنگ کے تھے یافتہ اور ۳۴ رضا کار شامل تھے۔ اس فہرست میں امراء جنگ و
 فتح کے عناصر کا غلبہ موجود تھا۔

انتہا کیوں نے جو آتما کیوں سے الگ ہو گئے تھے اپنے ہتھیار تیز کرنے شروع کئے اور
 پاپولر پارٹی کے اراکین کا بھی یہی حال تھا لیکن ۶ اپریل کو جب آراء جمع کی گئیں تو قوم پرستوں
 کی فہرست کی فیصلہ کن کامیابی ثابت ہوئی۔ اس جماعت کو چاس لاکھ آراء حاصل ہوئی تھیں اور
 اس کے مقابل ساری جماعتوں کو متفقہ طور پر صرف دو لاکھ آراء۔ اس سے ظاہر ہوا کہ میری پالیسی
 اور ہماری حکومت کو عوام کی تائید حاصل تھی۔ اب میں دشمنوں پر زیادہ سختی کئے بغیر جیسا کہ میں کر سکتا
 تھا ان کی طرف رجوع کر سکتا تھا۔ میں نے اس سیاسی لڑائی کی سرکردگی کی جو میلان میں نظر تھی۔ یہ
 انتخابات کی جدوجہد کو میں نے ان کے نتائج کی وجہ سے زیادہ اہمیت نہیں دی لیکن مجھے اس بات
 چسپی تھی کہ ہر اطالوی شہر نے قوم پرست فسطائی فہرست کی گرجو شانہ تائید کی تھی۔ عوام کے اس رجحان
 نے میرے اور حکومت کے کاموں کے حوصلے بلند کئے۔ روما واپس گیا تو میرا ایسا استقبال کیا گیا جیسا
 واپس ہونے والے فاتح کا کیا جاتا ہے اور پالازو چنگی کے برآمدے میں جبکہ شہر روما اور اس کے
 باشندوں کو سلام کر رہا تھا میں نے نئے اور وسیع تر اطالیہ کو مبارکباد دی جہاں کہ سارے
 راسخ العقیدہ لوگ جمع تھے۔

میرا اصول یہ تھا کہ جماعتوں کو ختم ہونے دیکر ملک کو بچا لیا جائے

۱۸۴
مسئولین کی آپ بیتی
۲۴ ستمبر کو غیر معمولی سنجیدگی کے ساتھ سٹائیسویں مقننہ کا افتتاح کیا گیا۔ ہر میچسٹن نے ایک بہت ہی موثر تقریر کی۔ اس موقع پر بال بہت پر عظمت معلوم ہو رہا تھا کیونکہ معمولی سیاسی جھگڑوں کے لئے جن عناصر نے ملک اور اطالوی زندگی کو چھوڑ دیا تھا بال کے باہر ہی تھے۔ بہر حال سٹائیسویں مقننہ کے اجلاس میں کسی بھی اخلاقی پہلو کا فقدان نہ تھا۔ تجربہ کاروں کی جو بہت زیادہ مہرتیں تھیں خاص طور پر آؤٹ ہکٹ کی گئی۔ ان کی وجہ ایوان میں جہاں معمولی سا پیش ہو کر ترقی تھیں اب ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ ان سب باتوں نے اشتراک پر کو بھڑکا دیا اولہ اپنے دلوں میں جنگ سے نفرت کرتے تھے اور ہماری فتح کو گھٹاتے تھے۔ پرانی پارلیمانی دنیا و جوانوں کے اس عظیم الشان اجتماع کے شانہ بہ شانہ نہیں آسکتی تھی۔ پارلیمنٹ کا مقام مائٹی سی ٹوریو، اپنی بزدلی کی وجہ سے طوائی تمنے یافتہ لوگوں کی محسوس بہادری کی عزت نہیں کر سکتا تھا۔

”مائٹی سی ٹوریو، میں دوبارہ پرانے اور نئے اطالیہ کے درمیان اختلافات شروع ہو گئے اور یہ اختلافات پارلیمانی ماحول پر چھا گئے حالانکہ فسطائیت کو اطالیہ کی نگلیوں اور قوم کے دلوں میں فتح حاصل ہو چکی تھی۔ ۲۴ مئی ۱۹۲۲ء کے تاریخی جلسہ میں اس مخالفت کا خاتمہ ہونا تھا جنگ میں شامل ہونے کی تاریخ میں نے محض اتفاق سے منتخب نہیں کی تھی۔

کچھ دنوں بعد معمولی طور پر پارلیمانی مباحثے شروع ہو گئے۔ نئے ارکان کی نشستوں نے بڑا ہی ہنگامہ پیدا کیا۔ اشتراک کی جو ۲۴ ستمبر کی تقریب میں غیر حاضر تھے پھر اپنی نشستیں حاصل کرنے لگے اور ماحول پھر موافق ہو گیا۔ میں جانتا تھا کہ ہماری سیاسی زندگی خصوصاً پارلیمانی زندگی کو نئے طرز پر چلانا ضروری ہے دھوکے میں رہنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ بڑے استقلال سے میں نے پہلے ہنگامہ پر دراجلاس پر قابو حاصل کیا۔ مباحثوں کا معیار بلند کرنے کے لئے اندر سے ٹرانٹ کار لوڈل کرٹکس کی چھ جون والی تقریر سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہ تھا۔ ۷ جون کو میں نے سارے فیالین کا تفصیلی جواب دیا مجھے یاد ہے کہ میں نے فسطائی شہداء اور امن عامہ کے نام پر پیل کی۔ میں نے اصرار کیا ”ہمیں ان کا احساس ہے کہ ہم اطالویوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور

ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے اور آپ کے جھگڑوں کو ہوا میں منتشر کر دینے کا حق حاصل ہے تاکہ ہم ملک کے قابل احترام جم کی برسوں اور صدیوں تک نشوونما کر سکیں۔ میں نے محسوس کیا کہ پارلیمنٹ میں سکوت، انصاف اور توازن قائم رکھنے کے لئے مجھے ایک زیر دست پہل کرنے کی ضرورت تھی۔ مجھ میں اس کی خواہش کا ایک پُر خلوص جذبہ بیدار ہو چکا تھا۔ لیکن میرے الفاظ کی کامیابی ظاہر تھی پارلیمنٹ کی سیاسی جدوجہد میں ایسے مناظر پیش آئے جو اس اجلاس کے شایان شان نہ تھے۔

اشتراکیوں کے احساس کو ٹھیس لگائی گئی تھی اور حقیقت کے خلاف انھیں ضرب لگائی گئی تھی۔ ان کو تعداد سے گھیر لیا گیا تھا۔ وہ اطلاوی نوجوانوں کی روش سے حیران تھے اور واقعات کی نئی رفتار پریشان۔ ان کے رجحانات کے خلاف ساری جدید سیاسی حقیقت تھی۔ انھیں شکست دی گئی تھی اور وہ اس کو محسوس کرتے تھے۔ ان حالات کی موجودگی میں اشتراکی چاہتے تھے کہ اپنے آپ کو حوالہ کرنے سے کسی نہ کسی طرح بچ جائیں کم از کم پارلیمنٹ میں۔

سیاسی کرتبوں میں چونکہ وہ طاق تھے اس لئے انھوں نے کوئی کسر اٹھانہ رکھی لیکن کچھ حاصل نہیں کیا۔ یہ ایک جانا بوجھا تباہ و برباد کرنے کا کھیل تھا۔ اس سلسلہ میں ایک رکن مائٹوٹی نے اپنے آپ کو بہت نمایاں کیا۔ وہ روکیو، کے صوبہ کا اشتراکی نمائندہ تھا جس میں سیاسی انتشار پیدا کرنے کا ماڈ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اشتراکی ہونے کی حیثیت سے وہ جنگ سے نفرت کرتا تھا اور اس خصوص میں وہ یہودگی کی اس حد تک پہنچ گیا تھا جہاں کہ کوئی دوسرا اشتراکی بھی نہ پہنچا تھا۔ کاپورٹیو کی شکست کے بعد کے المیہ دور میں اس نے ویٹس، کے مفروہین کی مخالفت کی۔ مائٹوٹی، ان پریشان لوگوں کو پناہ دینے سے انکار کرتا تھا جو دشمن کے حملہ کی وجہ سے منتشر ہو چکے تھے اور جن پر اہل آسٹریا پر قسم کی مصیبتیں توڑ رہے تھے۔ وہ کہتا تھا کہ انھیں آسٹریا کے زیر اقتدار رہنا چاہیے اس پارلیمانی لڑائی میں اس نے اپنے سارے منصوبے اور اپنی ساری چال بازی شامل کر دیں۔ لکھ پتی ہونے کی وجہ سے وہ اشتراکیت کو صرف پارلیمانی نسخہ سمجھتا تھا۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ گو وہ بہت سخت لڑا کرتا تھا اور مخالفتوں کا سارا طوفان اس جدوجہد میں استعمال کرتا

۱۸۶
 مسلولی کی آپ بیتی
 لیکن وہ ایوان خصوصاً اشتراکی جامعہ کو قابلِ لحاظ نقصان پہنچانے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔
 دماٹیوں، لیڈر نہیں تھا اسی اشتراکی جامعہ میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو فراست اور مباحثہ
 کی قابلیت میں اس سے کہیں بڑے ہوئے تھے۔ اپنے انتخابی حلقے میں اسے فسطائیوں سے سخت
 مقابلہ کرنا پڑا تھا اور ایوان میں اس نے فوراً ہی اپنے آپ کو ایک جوشیلے مخالف کی حیثیت سے
 ظاہر کر دیا۔

ایک دن دماٹیوں، روماسے نائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ افواہ گشت لگانے لگی کہ کسی
 سیاسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ اشتراکی جو ایک ایسے شہید کی تلاش ہی میں تھے جو خطاب کے ذریعہ
 ان کی ترجمانی کرے فوراً ہی ایسے موقع پر فسطائیت کو لازم ٹھہرانے لگے۔ میرے حکم سے محلِ تفتیش شروع
 ہوئی اور حکومت نے تصدیق کیا کہ نہ صرف انصاف کی خاطر بلکہ بدعنوانیوں کو روکنے کے لئے بھی
 پوری سرگرمی کے ساتھ کام کرے۔ میں نے روماسے کے اعلیٰ عہدہ دار پولیس، اور داخلہ کے معتمد اور محکمہ
 پولیس کے اعلیٰ عہدہ دار سینارے روزی، کو اس راز کو معلوم کرنے پُر متعین کر دیا۔ پولیس کو بغیر کسی
 تاخیر کے مجرموں کا پتہ چلانے کے لئے احکام جاری کے گئے۔ بہت جلد ہی مجرموں کی نشاندہی ممکن
 ہو گئی۔ گو کہ وہ فسطائی تھے لیکن ہمارے قبضہ و اختیار سے باہر۔ ان کے خلاف انتہائی سخت کارروائی
 کی گئی، اتنی سخت کہ بہت زیادہ معلوم ہونے لگی۔ مشتبه افراد کو فوراً ہی قید کر لیا گیا۔ بہت سے ایسے
 لوگ جو مشتبه افراد سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق رکھتے سبک زندگی سے کنارہ کش ہو گئے حالانکہ سازش میں
 ان کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ عدالت اور پولیس کے عہدہ داروں کی روک تھام بالکل نہیں کی گئی۔ ایسے
 میں ملوفان کو ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن اس کے برخلاف اس ڈرامائی واقعہ کی بدولت قسمت میں
 لکھا تھا کہ میرا اور حکومت کا امن جو یا نہ سکوت توڑ دیا جائے۔ حالانکہ ہم بھی متاثرہ ماحول ہی میں
 تھے جو لڑائیوں اور جھگڑوں سے پُر تھا لیکن مشکل ہی سے ممکن معلوم ہوتا تھا کہ تاسیسوں متفقہ کی
 اقتناع کے چند ہی دن بعد قابلِ لحاظ حیثیت کی ایک جامعہ ایسا کام کرے گی جو ابتدا میں تو
 دل لگی معلوم ہو گا لیکن آخر میں ایک المیہ ختم ہو گا۔ میں ہوشیہ گذشتہ واقعہ کی نسبت سخت لافظ

۱۸۷
 مولتی کی آپ بیتی ایک اطاعت گزار اور متعدد مرکزی حکومت کی موجودگی میں فسطائیت اور اس کے
 لیڈر کی مخالفت شروع ہوئی۔ ایوان کی مخالفت ایک نشانی تھی۔ میں نے دیکھا کہ بھارے مقول کی
 محبت کی خاطر یہ سب کچھ نہیں کیا جا رہا تھا بلکہ فسطائیت سے نفرت کی وجہ سے۔ لیکن مجھے تعجب ہوا
 ایوان میں جبکہ کمزور انخاص شش و پنج میں تھے میں نے کہا:-

”اگر سوال افسوس کنے کا ہے، اگر سوال مذمت کا ہے، اگر سوال مجرموں کے متعلق تحقیقات
 کرنے کا ہے تو ہم یہاں اس کا مادہ کرتے ہیں کہ یہ خاموشی اور اطمینان کے ساتھ ہو جائے گا لیکن
 اگر اس افسوس ناک واقعہ سے کوئی قومی اتحاد کو متزلزل کرنا چاہتا ہے اور اس کی آڑ میں ذاتی
 اغراض کو پورا کرنا چاہتا ہے تو معلوم ہو جائے کہ حکومت اپنی حفاظت آپ بھر صورت کر لگی۔
 حکومت جس کا معیہ مطن ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس نے اپنا فرض پوری طرح ادا کیا ہے اور
 آئندہ بھی پوری خدمت کرنے کے لئے تیار ہے اب ایسے ضروری ذرائع اختیار کرے گی جو اس
 قسم کی چال بازیوں کو ختم کر دیں گے جن سے اطالویوں کی امن چین کی طرف رہنمائی ہونے کی بجائے جذباتی
 جھگڑوں سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے۔“

ان الفاظ سے سخت دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہی ہو جس کا مجھے اندیشہ تھا۔ مخالفین
 اطالوی سیاسی زندگی کو زہر اکود کرنے کے لئے دماشونی، کی لاش پر گرے اور اطالیہ اور اس کے
 باہر بھی فسطائیت کی مخالفت کرنے لگے۔ جون سے دسمبر ۱۹۲۲ء تک اطالوی سپاک زندگی کی قضا
 میں جو ترقی ہوئی اس کی مثال کسی دوسرے ملک کی سیاسی جدوجہد کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ ایک
 ایسی بے غزنی تھی جو کسی بھی سیاسی جماعت کے لئے باعث ذلت ہو سکتی تھی۔ پریس، جلسے فسطائیت
 کی مخالف جماعتیں، جھوٹے فرس، شکست خوردہ امیدوار، بزدل اور اسی قسم کے دوسرے غلط
 اس طرح لچھی لینے لگے جیسا کہ گدھ دار پر گرتے ہیں۔ مجرموں کو سزائے قید کافی نہ تھی۔ لاش کی نشانی
 اور ڈاکٹروں کا یہ حلفیہ بیان کافی نہ تھا کہ موت کس جرم کی وجہ سے واقع نہیں ہوئی بلکہ زخم کی وجہ
 ہوئی۔ اس کی بجائے لاش کی شناخت روما کے قریب ایک جھاڑی موسوم بہ کوٹاریللا، میں ہوئی

۱۸۸

سولہویں کی آپ بیتی

تو تحقیقات کا ایک لامتناہی سلسلہ چلا جس کو ہم کو اٹھارہ میلز موء کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مائٹوئی کی ایلید پر لوگوں نے قسمیں بنائیں۔ انھوں نے اس کی تصویروں، تمغوں، یادگار تاریخوں اور برقی نشانوں کا بوجھ اٹھایا۔ بعض اخباروں نے چندہ جمع کرنا شروع کیا جس کا حساب آج تک بھی باقی ہے۔ مخالفین اور ان کے نمائندے مائٹوئی ہی ٹوریو کے ایوان سے علحدہ ہو گئے اور انھوں نے متفقہ کے کام میں بھی حصہ نہ لینے کی دھمکی دی۔ اس تحریک اور اس کے مؤدین کو تاریخ روم کے ایک مشہور واقعہ، روان ٹیو، کے نام سے موسوم کیا گیا۔ لیکن یہ جماعت گھٹ کر، مٹتی بھر نفوس پر باقی رہ گئی جس میں ایسے سیاسی افراد جمع ہو گئے جو نفرت اور حصول طاقت کے لالچ میں کیا ہو گئے تھے۔ وہ اشتراکیوں سے احراریوں تک اور جمہوریت پسند مینسز سے پاپولرز تک ہر طرف گئے جو اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کرتے تھے۔ جلسے ہوئے۔ انھوں نے اخبارات اور اسمبلی کے خلاف اطالوی زندگی کو تباہ کرنے کے لئے براہِ اجل کہا۔ متعصب عناصر فسطائیت کی شکست کا سماعت بہ سماعت انتظار کرنے لگے۔ اس بد تہذیب ڈرامائی مذاقہ کے پس پشت رکن سینٹ البرٹینی، تھا جو خوش قسمتی سے ایک اخبار کا مالک تھا۔ یہ چاہتا تھا کہ سارے یہ معاشیوں کی بد زبانی سنے اور سارے مخالف کتابچے جمع کر کے مجھ پر اور فسطائیت پر کسی نیکسی طرح اور کبھی کبھی بُری طرح حملہ کرے۔

مجھے نہ تو کوئی شبہ تھا اور نہ میں سب سے ہمت تھا۔ میں ان مخالفین کی رگ و پے سے واقف تھا۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اشتراکی رکن ایوان کی لاش کو فسطائیت کی مخالفت کا جھنڈا بننا چاہتے ہیں لیکن ان کی ذیل سیاست میرے تجھیل سے بھی آگے بڑھ گئی۔ ان کے سوافسطائیت کی آرائشی کمزوریاں بھی ظاہر ہو رہی تھیں۔ انھوں نے سیاسی ماحول سے اثر قبول کر لیا اور یہ نہیں دیکھا کہ ایک آدھ واقعہ سے تاریخ نہیں بنتی۔ جذباتی اخلاق سے متاثر ہو کر وہ چاہتے تھے کہ ساری قوم کی یہودی کے گلے پر کند چھری پھیر دیں۔ ان میں ایسے موقع پر کئی میگزین، پیدا ہو گئے اور کئی ایسے جنہوں نے فسطائیت کے جذبہ کو چھپا کر اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی

ہم قدر کی گہرائیوں کی طرف جا رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی سارے متعلقہ اندیشے اور تکلیفیں پیش تھیں۔ ماحول ایسا ہو گیا تھا کہ بہت سے مجسٹریٹ، میسنری، کے اثرات کی وجہ سے بے لاگ انصاف نہیں کر سکتے تھے۔ مختلف جماعتیں ہر حد پار سے مقامی اشتراکیوں کو مدد دے رہی تھیں۔ اس سے ظاہر تھا کہ کس طرح فسطائیت کی مخالفت میں بین الاقوامی علاقوں میں جہان چھوڑ اشتراکیت اور حریت متعلق طور پر قدم چا چکے ہیں۔ دغا بازی اور سازش کے اثرات بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ سب مل جل کر یہ دھوکا دے سکتے تھے کہ حکومت کھوکھلی ہو گئی ہے۔ بعض لوگوں نے حساب لگا کر تین جینوں کی تکلیف کے بعد دسمبر ۱۹۲۲ء میں وزارت ختم ہو جائے گی۔ سیاست بھوکوں کو پھر امید پیدا ہو گئی حقیقت میں کونسل کے سابقہ تین صدور کے ساتھ بڑا سلوک کیا گیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو دھوکا دے سکتے تھے لیکن یہ پیشہ وری سیاست داں عملی طور پر اتنے کم سمجھتے تھے کہ وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکتے تھے کہ میں ایک لمحہ میں سیاہ قیدیوں کو حکم دے سکتا ہوں کہ وہ ان کے تخیلات اور خوابوں کی عمارتوں کو گر کر خاکستر کر دیں۔

بے پھولے ہوئے نیندک اپنی کامیابی کے منتظر تھے۔ متاثر اخبارات نے بدعنوانیوں کی زیادہ سے زیادہ تنہیر کی بے غرضی کو پھیلایا اور ارتکاب جرم کی ترغیب دلائی۔ تاج کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ ہمیشہ کی طرح ایسے ہم سپند لوگ اس میں حصہ لے رہے تھے جو واقعات کی ہر کردہ اپنے فائدہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ ان بدینیت افراد کو میں نے کبھی بھی اپنے دائرہ عمل میں نہیں رکھا۔ ان تمام واقعات پر سزا دیہ ہو کہ دسمبر ۱۹۲۲ء میں ’سینارے‘ روزی نے جو ذرا اخبارات کا سابقہ اعلیٰ عہدہ دار تھا ایک بیہودہ چال بازی کی کوشش کی۔ اس شخص کو فسطائیت کے زمرے سے اس وجہ سے نکال دیا گیا تھا کہ اس نے اپنے آپ کو دایوٹی، کے معاملہ میں اٹھایا تھا۔ اب اس نے ایک مختر تیار کیا جس کو جھوٹ کا پلندہ سمجھا جاسکتا ہے۔ اس کا مقصد حکومت کو اور خصوصاً مجھ کو الزامات کا نشانہ بنانا تھا۔ ہر وہ چیز جو اطالیہ میں گذر چکی تھی یا گذر رہی تھی وہ میرے گلے باز تھا

سولیجی کی آپ بیتی
 بظاہر یہ محض مجھ پر اخلاقی الزامات عاید کرتا تھا۔ لیکن اس میدان میں مجھ پر حملہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے
 سارے الزامات کھوکھلے تھے۔ مجھے پہلے ہی روزی کی سازش کی اطلاع مل چکی تھی میں اس محضر
 کا متن بھی جانتا تھا۔ اور جس دن یہ محضر مخالف اخباروں میں چھپنے والا تھا میں نے اس کو ایک موافق
 اخبار میں بھی چھپوا کر ان کی سازش توڑ دی کیونکہ میں ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میرے نزدیک اس کی کوئی قیمت
 نہیں ہے۔ یہ ایک بھونڈا مذاق اور فریب نظر ہے۔ دشمنوں کا حملہ خالی گیا اور جو بلبلا ان لوگوں نے
 اُبھارا تھا ٹوٹ کر پارہ پارہ ہو گیا۔

یہ مخالفت چھ مہینے تک جاری رہی مگر وزیرِ والے قضائیں ڈوب گئے اور المیہ نعرے
 لگانے والے اپنے ملکوں میں درمخسوس کرنے لگے۔ خیال کی بازی لگانے والے اب اپنے آپ سے
 الٹا گئے تھے۔ ایسے وقت میں ایک سابق وزیرِ جو اطالیہ کے حکمران کے سب سے بڑے اعزاز
 و کالرے ڈل انتریاٹا، سے شرف تھا جمہوریت اور اشتراکیت کے بڑے عناصر سے متاثر
 ہوا۔ ان دنوں میں اپنی فسطائی جماعت کو قابو میں کئے ہوئے تھا۔ میں نے بعض ایسے فسطائیوں
 کی شخصیں ٹٹولیں جو ہاتھوں کو جیبوں میں رکھو، کا ہنگامہ پرور حکم چاہتے تھے۔ میں ہی اکیلا ایسا تھا
 جس کے ہاتھ کھلے اور آزاد ہونے چاہیے تھے۔ بہر حال دفاتر میں، اور بلوگن، میں بعض انتہائی
 ہنگامہ پرور واقعات ہوئے۔ میں سمجھ گیا کہ اب کہنے اور عمل کرنے کا وقت آگیا ہے۔ مگر ایسے
 میں بھی مجھے اس بات کا فخر رہا ہے کہ کبھی میں نے منانت یا انصاف کا توازن ہاتھ سے نہیں کھویا
 چونکہ میں سنجیدگی کے ساتھ انصاف کر رہا تھا اس لئے میں نے حکم دیا کہ مجرموں کو گرفتار کر لیا جائے۔
 میں چاہتا تھا کہ انصاف اپنے سیدھے راستہ پر بغیر کسی تزلزل کے باقی رہے۔ اور اب میں نے
 ایک انصاف پسندی حقیقت سے اپنا فرض ادا کیا۔ اس لئے اب میں اپنے مخالفین کے خلاف کھلم کھلا
 اپنی بازی لگا سکتا تھا۔

جب روم میں عام ہڑتال کا اندیشہ تھا میں نے 'فلارنٹائن' فوجی دستے کو حکم دیا کہ وہ
 دارالسلطنت کی گھڑیوں پر پریڈ کرے۔ مسلح فوج اور ان کے فوجی گیت بڑا ترغیبی عنصر رکھتے تھے۔

مستقبل کی آپ بیتی، ٹھکان، نسطائیت کے علاقوں کا دورہ کیا تھا۔ میں دمیانا، کی آبادی میں گیا اور دمیانا، کے صوبہ کے مزدوروں، کسانوں، کان کنوں کی بستی میں گھوما۔ اس موقع پر جبکہ دشمن ساعت بساعت میرے زوال کا انتظار کر رہے تھے اور سرحد پار بھی کچھ اسی قسم کے توقعات پیدا ہو چکے تھے میں نے نسطائیوں سے ایک ایسا جملہ کہا جس سے طاقت اور فتح کا یقین ہوتا میں نے اپنے مخالفین کے متعلق کہا کہ ”ہم سیاہ قمیصیوں کے لئے ایک گاڑی بنائیں گے“ مخالف اخباروں نے ان الفاظ پر ہنگامہ برپا کیا لیکن اُن کی چیخ پکار کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔

۳ جنوری ۱۹۲۵ء کو یہ صاف ظاہر ہو گیا۔ اس دن پارلیمنٹ میں جبکہ رومین صوبوں سے لوگوں کا ہجوم تھا اور جو سیاسی جدوجہد کے تصفیہ کے لئے منتظر تھے میں نے حسب ذیل تقریر کی:-

”حاضرین! اب میں جو تقریر کرنے والا ہوں ممکن ہے کہ وہ پارلیمانی تقریر کے زمرے میں شامل نہ ہو سکے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آخر میں آپ لوگ اس کو میری ۱۶ نمبر نمبر والی تقریر کا ایک جزو سمجھیں! ایسی تقریر رہنمائی تو کر سکتی ہے لیکن سیاسی رائے حاصل نہیں کر سکتی بہر حال یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میں اس قسم کی رائے کا طالب بھی نہیں ہوں۔ میں اس کا خواہشمند نہیں ہوں کیونکہ میں نے بہت سی آراء حاصل کی ہیں۔ قانون کی دفعہ ۷۴ میں واضح ہے کہ ”ایوان کو یہ حق حاصل ہے کہ شاہی وزراء کے خلاف الزامات عائد کر کے عدالت عالیہ کا دروازہ کھٹکھا سکے۔“

میں پوچھتا ہوں کہ اس ایوان میں یا اس کے باہر آیا کوئی ایسا شخص ہے جو اس دفعہ ۷۴ سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے میری تقریر بالکل صاف رہیگی بلکہ مزید صفائی بھی پیش کریگی۔ آپ اس کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ ایک عرصہ تک ساتھیوں کے ساتھ چکر چرنی کی کارگزاریوں کے ہم متون ہیں یہ سوچ لینا بہتر ہے کہ آیا ہم مستقبل میں بھی انھیں ساتھیوں کے ساتھ اسی راستہ پر چلیں یا نہیں۔

”حاضرین! اس ہال میں میں خود اپنے متعلق الزامات عائد کرتا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ میں نے وحشیانہ، قائم کر رکھا ہے کہاں؟ کب؟ کس طرح؟ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ روس نے بغیر کسی عدالتی کارروائی کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگوں کو قتل کیا۔ یہ اعداد و شمار ہی ہیں۔“

سولہویں کی آپ بیتی ۱۹۲
روس میں ’چھپیکا‘، قائم ہے جس نے متوسط طبقے کے لوگوں کو ہر سال کر رکھا ہے اور اس طبقہ کی انفرادی آزادی چھین لی ہے۔ اس ’چھپیکا‘ کو انقلاب کی سرخ تلوار کہا جاتا ہے لیکن اطالوی ’چھپیکا‘ کے سایہ کا بھی وجود نہیں ہے۔

”کسی کو اس سے انکار نہیں ہے کہ میں تین خصوصیتیں رکھتا ہوں۔ ایک فراست، دوسری ہمت اور تیسری روپیہ سے نفرت۔ اگر میں ’چھپیکا‘، قائم کرتا تو یقیناً اسی طرز کی محبت پیش کرتا جس طرح کہ میں ایک قوم کے ہنگامہ کی تائید کرتا ہوں جس کو تاریخ سے نکالنا نہیں چاہتا۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے اور جن لوگوں نے ان پانچ سالوں میں میرا ساتھ دیا ہے یا کر سکتے ہیں کہ وہی ہنگامہ کسی معاملہ کا سنبھالا ہو تصفیہ کر سکتا ہے جس کی بنیادیں بہادری اور فراست پر قائم ہوں۔ اس کے برخلاف ’چھپیکا‘ کا ہنگامہ ہمیشہ بے وقوفی اور جذبات پر مشتمل ہوتا ہے۔

”کیا آپ حقیقت میں سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کی سالگرہ کے دوسرے دن جبکہ پاک و جہاں جمع ہو رہی تھیں، ’ویا فرانسکو کرسی‘، میں صبح دس بجے میری دوران حکومت کی سب سے زیادہ مصاحبت آمیز تقریر کے بعد قتل کا حکم دے سکتا تھا؟ براہ کرم مجھے اتنا بے وقوف نہ سمجھئے۔ کیا میں اسی بیوقوفی کے ساتھ ’میسوری‘ اور ’فارنی‘ پر حملوں کا منصوبہ سوچ سکتا تھا؟ آپ کو میری، رجون والی تقریر تو یاد ہوگی۔ آپ آسانی سے اس ہفتہ کے سیاسی جذبات کو یاد کر سکتے ہیں جبکہ اقلیت اور اکثریت کے درمیان اس ہال میں جھگڑا ہو رہا تھا ایسا کہ بعض لوگوں کی مخالف جماعتوں میں سیاسی اور شہری اشتراک عمل کا ایوان میں خیال ہی باقی نہیں رہا تھا۔ ہنگامہ پرور تقریروں کا دونوں طرف سے نانتا بندھا تھا۔ آخر کار رجون کو ڈیل کر اؤکس نے زندگی اور جذبات سے بھری ہوئی تقریر سے اس طوفان کو دبا دیا۔ دوسرے دن میں نے بھی اس ماحول کو صاف کرنے کے لئے تقریر کی اور مخالف جماعت سے کہا ”میں آپ کے انتہائی اور ناقابل لحاظ حقوق کو بھی مانتا ہوں۔ ممکن ہے کہ آپ اپنے تجربے سے فطانت کو بھی تڑپا لیں اور آپ چاہیں تو فطانتی حکومت کے طرز عمل پر فوراً ہی اعتراضات کر سکتے ہیں۔“

”مجھے یاد ہے اور میری آنکھوں میں ایوان کے اس حصہ کا خیال موجود ہے جہاں لوگ ہمہ تن متوجہ تھے اور محسوس کر رہے تھے کہ میں نے بہت گہرے اور جاندار الفاظ کہے ہیں اور اتحاد و اشتراک پر زور دیا ہے جس کے بغیر سیاسی اسمبلی کا وجود ممکن نہیں ہو سکتا۔ کس طرح میں کامیابی کے بعد جس کو ایوان نے منع مخالف جماعت کے قبول کر لیا تھا کیونکہ اس کے بعد ہی چار شعبہ کے اجلاس میں خوشگوار فضا محسوس کی گئی تھی قتل کا حکم دے سکتا تھا؛ حالانکہ میں مخالفت کی بھی قدر کرتا تھا اس لئے کہ اس میں جرات تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ میں اس موقع پر سنگی ہو گیا ہوں۔ اس قسم کے خیالات ناقابل برداشت ہوتے ہیں اور میرے ضمیر کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔ اس طرح میں طاقت کے مظاہرے کے بھی خلاف ہوں۔ کوئی طاقت؛ کس کے خلاف؛ کس مقصد کے تحت؛ حاضرین! جب میں اس کے متعلق سوچتا ہوں تو مجھے وہ چالباز یاد آتے ہیں جو دوران جنگ میں جبکہ ہم خندقوں میں کھانا کھاتے تھے نقصانوں پر سوسنیوں کی مدد سے چالبازی کیا کرتے تھے۔ لیکن جب مسئلہ عہدہ داری اور ذمہ داری کا ہوتا تھا تو معاملات و گروہوں ہو جاتے تھے۔ اس کے باوجود بھی کئی موقعوں پر میں نے اپنی جانفشانی کے ثبوت دیتے ہیں اکثر دفعہ موقعوں سے بے غمتی میں میں ناکام نہیں رہا۔ ورائل کارڈز کی شورش پر میں نے چھ گھنٹوں میں قابو پا لیا۔ چند ہی دنوں میں اور ایک شورش کا خاتمہ کر دیا۔ ۸ گھنٹوں میں سپاہیوں کے ایک دستہ اور آدھے بحری بیڑے کو کارفو پر پہنچا دیا۔ میری اس جانفشانی خصوصاً آخر الذکر کارکردگی نے دوستانہ قوم کے بزرگ ترین جنرل کو بھی حیران کر دیا۔

”دسترائے موت؛ حاضرین! ایہ ایک لطیفہ ہے! سب سے پہلے تو نئے موت کو تحریات میں شامل کرنا چاہیئے اور پھر ہر حال دسترائے موت حکومت کے لئے لازمی نہیں ہو سکتی! جب سوال ایک شہری کی زندگی کا ہو تو انصاف کو بہت ہی محتاط ہونا چاہیئے۔ جہنم کی آخری تاریخ نے میری زندگی پر گہرا اثر ڈالا تھا کیونکہ ان ہی دنوں میں نے کہا تھا میں اطالویوں کے لئے امن چاہتا ہوں اور سیاسی زندگی کو معمولی طور پر منظم کرنا چاہتا ہوں۔ میری اس پالیسی کا کیا جواب تھا؛ سب سے پہلے ’اونٹنوں کی علیحدگی ہوئی حالانکہ یہ علیحدگی غیر آئینی اور شورش مچتی۔ اس کے بعد اختیارات کا دھاوا

شروع ہوا جو جون جولائی اور اگست تک رہا۔ اس ذیل دھاوے نے تین مہینہ تک زمین کے زیرِ
 کیا۔ بہت ہی خوفناک قسم کی جھوٹی افواہیں اخبارات میں شدت کے ساتھ پھیل گئیں جو کچھ پوشیدہ
 طور پر ہو رہا تھا اس کی تحقیقات کی گئی۔ انھوں نے بہت سی اختراعات کیں حالانکہ وہ جانتے تھے
 کہ وہ جھوٹ کہہ رہے ہیں پھر بھی انھوں نے اپنی غلط کاری جاری رکھی۔ میں اس طوفان میں ہمیشہ
 پرسکون رہا۔ اس طوفان کو وہ لوگ یاد رکھ سکیں گے جو ہمارے ساتھ غلوں لیکر آئیں اور تب کو
 کوئی شخص بدلہ لینا چاہتا تھا اور اس نے ہمارے ایک بہترین آدمی کو گولی کا نشانہ بنایا۔ شخص
 غریب مر اور اس کی جیب میں ۶۰ لیرے تھے۔ پھر بھی میں نے اعتدال پسندی کی کوشش جاری
 رکھی اور غلط کاریوں کا سد باب کیا۔ یہ ایک حقیقت ہوگی اگر میں کہوں کہ ہمارے قیدخانوں میں
 فسطائی قیدی ہیں۔ یہ بھی بالکل سچ ہے کہ میں نے مقررہ تاریخ پر پارلیمنٹ کا افتتاح کیا اور مقررہ
 تنظیم ہی کی بموجب میزانیہ پر بحث و مباحثہ جاری رکھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ قح کو قسم کھلائی
 گئی اور تمام فوجی عہدہ داروں کا انتخاب ہمیشہ ہی کی طرح جاری رہا۔

”آخر کار ایک سوال نے ہمارے جذبات کو براگینہ کیا — اور وہ دگینا کا استعفیٰ تھا
 ایوانِ مشعل ہو گیا اور میں اس شورش کا سبب سمجھ گیا۔ بہر حال ۸ گھنٹہ بعد میں نے اپنا وقار
 اور اثر استعمال کیا۔ ایک مشعل اہل کو مخاطب کر کے میں نے کہا، استعفیٰ قبول کر لو اور استعفیٰ قبول کر لیا گیا لیکن
 یہ کافی نہ تھا۔ حالات کو حسبِ مول کرنے کی میں نے آخری کوشش کی اور انتخابات کے طریقہ کی
 اصلاح پیش کی لیکن اس کو کس طرح قبول کیا گیا؟ فسطائیت کو قوم پر ایک بہانہ جماعت کا تسلط
 سمجھا گیا اور قانون اور ڈاکوں کی ایک تحریک کہا گیا۔ حاضرین! اب انھوں نے اخلاقی سوال
 پیش کیا۔ ہم اطالیا کی خزانہ اخلاقی تاریخ سے واقف ہیں! لیکن جناب! ڈیٹس کی کمان تلے ہم
 کتنے تیلوں کی تلاش کر رہے ہیں؟ اس مجلس کے آگے اور تمام اطالیوں کے سامنے میں گویا
 ہوئے واقعات کی ساری سیاسی، اخلاقی اور تاریخی ذمہ داری اپنے سر لینے تیار ہوں۔ اگر کچھ
 نسخہ شدہ الزامات ایک شخص کو سولی پر چڑھانے کے لئے کافی ہیں، اگر فسطائیت صرف ازمنہ تک

اور ڈنڈا ہی ہے اور اطالوی نوجوانوں کا ایک معزز جذبہ نہیں ہے تو یہ الزام مجھ پر ہے۔ اگر فسطائیت ایک مجرمانہ ادارہ ہے اور اگر سارے ہنگامے تاریخی، سیاسی اور اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے دیدہ و دانستہ ہوئے ہیں تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے کیونکہ میں ہی اس کو جگہ میں شرکت سے لیکر آج تک اپنے پروگنڈے سے وجود میں لانے کا باعث ہوا۔

”ان آخری دنوں میں نہ صرف فسطائی بلکہ بہت سے شہری خود سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ حکومت ہے؟ کیا ان لوگوں کی بھی بحیثیت انسانوں کے کوئی عزت ہے؟ کیا ان کا بحیثیت حکومت کے کوئی وقار ہے؟ میں چاہتا تھا کہ اس انتہائی نقطہ نیالی تک نہ چوں۔ ان چھ مہینوں کا میرا تجربہ بہت کافی ہے میں نے فسطائی جماعت کو آزمایا جس طرح سے کبھی دھاتوں کی خاصیت معلوم کرنے کے لئے انھیں تھوڑے سے ٹھونکنا پڑتا ہے اسی طرح میں نے بعض آدمیوں کی خاصیت کو پایا۔ میں نے ان کی قیمت کا اندازہ لگایا اور یہ بھی معلوم کیا کہ کن اسباب کی وجہ سے وہ ہوا کا رخ دیکھ کر اپنے آپ کو بدل دیتے ہیں۔ میں نے اپنے آپ کو بھی آزمایا اور یقین ماننے کے میں ہرگز اصرار نہیں کرتا اگر ان ہی طریقوں میں قوم کا فائدہ مضمر نہ ہوا۔ لوگ ایسی حکومت کی عزت نہیں کرتے جو دوسروں کو اپنے متعلق سخت دست کہنے کی اجازت دیتی ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی اپنی خودداری حکومت کے آئینہ میں جھلکے اور لوگوں نے قبل اس کے کہ میں کہوں خود ہی کہا، بس! پیمانہ بھر گیا، اور وہ کیوں بھرا تھا؟ اس لئے کہ اوٹی نو، کی بغاوت عموماً کا پس منظر رکھتی تھی۔ ’اوٹی نو‘ کا یہ بلوا اپنے نتائج سے بچ نہیں سکا کیونکہ اب اطالیہ میں ہر فسطائی کی زندگی خطرہ میں ہے۔ نومبر اور دسمبر کے دو مہینوں میں گیارہ فسطائی مارے گئے۔ ایک کا سر کھل دیگیا اور دوسرے ۳ سالہ بوڑھے کو ایک اونچی دیوار سے گر کر مار ڈالا گیا۔ ایک مہینہ میں تین آتش زدگی کے حادثات ہوئے۔ پراسرار طریقے پر یہ حادثات، ایک روم میں، ایک پارلر میں اور ایک ’فلارنس‘ میں ریل روڈ پر ہوئے۔ اس کے بعد ہی بلوے میں ایک بڑی تحریک ہر طرف پھیل گئی۔ فوج کے دستہ کا ایک عہدہ دار زخمی ہوا۔ ’گن زانو‘ میں ’کارابی نیری‘ اور

مسلوہ کی آپ بیتی۔ ہارکونیا، میں فسطائی مرکز پر حملہ ہوا۔ دیورنا، میں ایک شخص مجروح ہوا۔ بلوائیوں میں بھڑپ ہو گئی۔ ہارکونیا، میں فسطائی مرکز پر حملہ ہوا۔ دیورنا، میں ایک شخص مجروح ہوا۔ صوبہ دکریمونا، میں فوج کا ایک سپاہی زخمی ہوا۔ خرمی، میں فسطائیوں کو زخم پہنچے۔ دسان گیار گجوڈی پپارو، میں آسمانی گھات میں رہے۔ اور بلوائی دسرح جھنڈے، کا ترانہ نکاتے اور فسطائیوں پر دھمکانا، میں حملہ کرتے رہے۔

”جنوری ۱۹۲۵ء کے تین دنوں میں اور صرف ایک ہی علاقہ میں، مٹھے، پیانکا، اور الوالبرا، میں تین حادثات ہوئے۔ پچاس مسلح انقلابی شہر میں سرخ جھنڈے کے ترانے نکاتے اور آتش باری کرتے رہے۔ وینس، میں پاپاسکاٹی ماریو، کو مجروح کیا گیا۔ کاواسوڈی ٹیوٹیو، میں ایک اور فسطائی کو ضرب لگا گئی۔ کارابی نیری، کے صدر دفتر دکریمونا، پر پین خستہ عورتوں نے حملہ کیا اور ایک فوجی عہدہ دار کو پانی میں پھینک دیا گیا۔ فاواراڈی دینی زیا، میں فسطائیوں پر حملہ کیا گیا۔ ان واقعات کی طرف آپ کو اس لئے متوجہ کر رہا ہوں کہ وہ آئنا ہیں۔ ایکسپرس ٹرین نمبر ۱۹۲ پر پتھر پھینکے گئے اور درتچے توڑے گئے۔ دلوڈو نوڈی لیونزا، میں ایک دستہ کے عہدہ دار کو ہٹا لیا۔ ان حالات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ”داونٹی“ کے انقلابی سارے ملک میں ایک انتشار کی لہر دوڑا دی تھی۔ اور اس کے بعد جدوجہد ہوئی جس میں کسی نے کہا: بس! جب دو عناصر برسر پیکار ہوں تو طاقت ہی کے بل بوتہ پر فیصلہ کارو مدار ہے۔ تاریخ میں اس کے سوا نہ کوئی حل تھا اور نہ ہوگا۔

”اب میں جبرائیل کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسئلہ کو حل کر لیا جائے گا۔ فسطائیت جو حکومت کی جماعت ہے پوری طرح کارگزار ہے۔ حاضرین! آپ نے اپنے آپ کو دھوکا دیا۔ آپ نے سمجھا کہ فسطائیت ختم ہو گئی کیونکہ میں اسے روک رہا تھا۔ آپ نے خیال کیا کہ فسطائی جماعت مرنے ہو گئی حالانکہ میں اس کو اپنے قابو میں کئے ہوئے تھا۔ اگر جس طاقت سے فسطائیت کو روکے ہوئے ہوں اس کا بیڑاں حصہ بھی اس کو قید و بند سے رہا کرنے میں صرف کردوں تو آپ دیکھیں گے۔“ لیکن اس کی کوئی ضرورت نہ ہو گئی کیونکہ حکومت ”داونٹی“ کی بغاوت کو پوری طرح

مسئولین کی آسپیدی کی کافی طاقت رکھتی ہے۔ حاضرین! اطالیہ امن، چین، محنت اور سکون چاہتے ہیں ہم ان کو محنت آمیز برتاؤ کے ذریعہ ہتیا کریں گے لیکن اگر ضرورت ہو تو طاقت بھی استعمال کریں۔ آپ مطمئن رہیں کہ اس تقریر کے ۸ گھنٹے بعد ہر طرف موقع پر قابو پایا جائے گا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ کوئی شخص خیال نہیں ہے نہ حکومت کا زور ہے اور نہ محبت کا بلکہ ملک کے ساتھ میری ابدی اور سرمدی محبت ہے۔“

میرے ان الفاظ نے جن کو میں اب تک روکے ہوئے تھا اور میرے پُرجوش اور طاقت ور طریقہ انظار نے مل جل کر فسطائی اطالیہ کو دفعتاً ابھارا اور جیسا کہ میرا اندازہ تھا ۸ گھنٹے میں موقع کی نزاکت دور ہو گئی، مخالف اخبارات جو نفرت آمیز حملے کر رہے تھے خاموش ہونے لگے۔ ایک نیا موقع طاقت اور ذمہ داری کے بل بوتہ پر ترقی کر رہا تھا۔ اب فسطائیت میں ترقی کرنے کی کشتیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ ایسے وقت میں لبرل پارٹی کے وزراء، ساروچی، اور کاسائی، اور ایک فسطائی وزیر اور کیکلو نے استعفیٰ دیدیا۔ اُن کی جگہ میں نے فسطائی وزراء مقرر کر دیئے۔ واقعات کی وجہ ہم اپنی تحریک کے اصلی تاریخی ماحول میں آ رہے تھے۔ اور فسطائیت جگمگوروح اختیار کر رہی تھی۔ جو لوگ فسطائیت کے حلقہ کے باہر تھے وہ اب فوراً اُس کی طرف رجوع ہو رہے تھے لیکن اپنی جہت کو ضرورت سے زیادہ وزنی نہ کرنے کے لئے داخلہ بند کر دیا گیا۔

فتح مکمل ہو چکی تھی اور سابقہ وزراء کی کوششیں ایسی ہی ناکام ہو چکی جیسی کہ دوسری ظاہر داری کی چیزیں ان دنوں ناکام رہی تھیں۔ ایک تحریک ’بے نیلی‘ کی پھیلائی ہوئی تھی۔ اس کا نام اطالوی لیک تھا اور مقصد فسطائیت میں تفرقہ ڈالنا۔ دوسری تحریک ’گیری بالڈی‘ کے پوتوں نے خفیہ طور پر قائم کی تھی۔ جنوری ۱۹۲۵ء کے آخر میں راتوں نو، ہمارے سب مخالفین کے ساتھ آپس کے جھگڑوں اور اندرونی مخالفتوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گیا اور پھر میں فسطائی انقلاب کو دستور پر چلانے میں کامیاب ہوا۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو قومی فوج نے جو فسطائیت کی بہترین نمائندگی کرتی ہے وہ جو ہیشہ میری محبوب پیداوار رہی ہے بادشاہ کی وفاداری کا حلف اٹھایا۔ اب مسئلہ کے دستور کو

سولہ کی آپ بیتی ۱۹۸
عصری بنانا اور نئے نمائندہ ادارے جو نئے اطالیہ کے شایان شان ہوں قائم کرنا ضروری تھا۔
اب آٹھواں
اس مقصد کے تحت میں نے اٹھارہ ماہرین کا ایک کمیشن قائم کیا اور ان کے تفویض تفصیل کی اصلاح
کام کیا۔ اس کمیشن کو کمیشن آف سولس کہا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اپنا کام ختم کیا اور پرانے دستور
میں اصلاح اور بعض نئے اداروں کے قیام کی تجاویز پیش کیں۔ بعد میں میں نے ان ہی تجاویز کو بنیاد
قرار دیا۔ گوکہ کمیشن تفصیل جیسا کہ ہمیں کی تھی لیکن اس نے اصلاحات کا جو خاکہ پیش کیا تھا وہی بعد میں حکمران
قومی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں منظور ہوا

ایک قانون خفیہ اداروں کے خلاف منظور ہوا اور اس طرح فسطائیت جو میری ہی کی مخالفت
کر رہی تھی اس کو آئینی طور پر منظور کر لیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۲۵ء میں یہ خیال مضحکہ خیز تھا کہ عوام
کو گمراہ کرنے والی انجمنیں ایسے شخص کے ہاتھوں سے بچ سکتی ہیں جو معاد عامہ کی پوری نگرانی خود
کر رہا ہو۔ دور جدید میں ایک ایسی خفیہ سیاسی انجمن جو خطرہ پیدا نہیں کر سکتی ایک بے معنی سی چیز ہے
میں نے تصفیہ کیا کہ تمام انجمنوں کے مقاصد ان کے ارکان اور ان کی ترقی سب کچھ واضح ہونی چاہیے
اسی زمانہ میں وزیر امور داخلہ فیڈرزونی نے میری ہدایت کے موافق حفاظت عامہ کا نیا قانون
مرتب کیا جس کو میری منظوری حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد ہم نے صوبہ واری نظام کی ترتیب رپوڈیٹا
کے تفویض کی۔ پرانے رائے دہی کے حلقوں کو توڑ دیا گیا جو موجودہ زمانہ میں ہمارے لئے سہولت کا
باعث نہ تھے۔ روکا کا گورنر مقرر کیا گیا اور دسلی، میں، ماینا، کے خلاف، سارڈینیا، میں ڈاکوؤں
کے خلاف اور اسی قسم کے دوسرے جرائم کے خلاف لڑائیاں شروع ہوئیں۔

فروری ۱۹۲۵ء میں میمنٹ بیمار ہوا بعض وجوہ کی بناء پر میری صحت کی صحیح اطلاع نہیں
دی گئی۔ مجھے اعتراف ہے کہ موقع ایک حیثیت سے نازک ہو گیا تھا۔ چالیس دن تک میں گھر سے
باہر نہیں نکل سکا۔ میرے دشمن امید کر رہے تھے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ فسطائی
میری خاموشی اور متنازعہ خبروں کی وجہ سے پریشان تھے۔ اس وقت سے زیادہ کبھی میں نے
محسوس نہیں کیا کہ میری موجودگی اپنے طرفداروں اور اطالیوں کے لئے کتنی ضروری ہے۔ کئی

گر مجھ کو شائد اور مخلصانہ مظاہرے ہوئے اور سیاہ قہیٹے مجھے دیکھنے کے لئے بے چین تھے آخر کار
 پانچ کے آخر میں جب فسطائیت کی چھٹیوں سالگرہ منائی جا رہی تھی اور میں پالاز زوجی کی، کے آئینہ
 پر صحت مند نظر آ رہا تھا تو سارا روم میرے سامنے موجود تھا۔ مجھے ابھی دہلا اور ناتوان دیکھ کر
 لوگوں کے جذبات میں پھل مچ گئی۔ میں نے لوگوں کے اظہار عقیدت کا جواب سلامی سے دیا اور
 منجملہ دوسری باتوں کے ایک جملہ یہ بھی کہا کہ ”اب بہترین دن آئیں گے!“ میرے اس جملہ کے
 کئی مطلب لئے گئے اور اظہار پسندیدگی کیا گیا۔ پروفیسر باسیٹانیلی، اور پروفیسر مارچیانہ
 جیسے ہوشیار معالجوں نے مجھے بالکل ہی صحت مند کر دیا۔ جو لوگ میری موت کی توقع کر رہے
 تھے انھیں بڑی مایوسی ہوئی۔ مجھے اس سے زیادہ کسی اور چیز سے نفرت نہیں ہے کہ بیماری پر
 مخالفت کے ختم ہونے کی توقع رکھیں۔ میں پہلے سے زیادہ طاقتور اور تندرست ہوں۔ میں نے
 ایک دن اپنی جان پر حملہ کے بعد چوتھ کھاتا تھا اس کا دوبارہ اعادہ کر سکتا ہوں، لوگوں کو گزر
 جاتی ہیں لیکن مسلوینی باقی رہتا ہے۔“

میری زندگی کی دوسری اٹھئیں وہ حملے ہیں جو میری جان لینے کے لئے کیئے گئے، زانیہ
 نے اس سلسلہ کا آغاز کیا۔ وہ ایک کمینہ اشتراکی تھا اور اس نے فسطائیت کی مخالفت کرنے کے
 لئے ”چکوسلوواکیہ“ کے اشتراکیوں سے ڈو دفعہ... ۱۵۰۰ فرانس کے دو چیک قبول کیئے تھے
 ظاہر ہے کہ ۳۰۰۰ فرانس کی مدد اور اپنی شیطائیت سے اس نے مجھ پر حملہ کی تیاری کی۔
 اس نے فتح کی یادگار کا مقدس دن اس کام کے لئے پسند کیا۔ ہوٹل ڈراگونی، کے ایک ایسے
 کمرے میں وہ چھپ گیا جو پالاز زوجی کی، کے برآمدے کے عین مقابل تھا جہاں سے میں عادتاً
 جنگ کی یادگار پر پھول چڑھانے کے لئے جو بیلوس جاتا تھا اس کو دیکھا کرتا تھا۔ آسٹریا ریف کی
 موجودگی میں اس کا نشانہ خالی نہیں جاسکتا تھا۔ زانیہ بونی نے اندیشے مٹانے کے لئے فوجی
 میجر کی وردی پہن لی اور صبح میں جرم کے ارتکاب کے لئے تیار ہو گیا لیکن وہ پہچان لیا گیا۔
 ایک زمانہ سے اس کا پچھا کیا جا رہا تھا۔ چند ہی روز پہلے جنرل کا پے لو، نے ہربانی سے

مسوئی کی آپ بیتی
 روپیہ اور مشورہ دیا تھا۔ 'میسری' نے اس کو اپنا آدھا کاربانا لیا۔ لیکن ایک ہی وقت میں 'زانی بونی'،
 جنرل کا پے لو، اور اس سازش کے کئی شرکا، حملہ کے ایک گھنٹہ پہلے گرفتار کر لئے گئے۔
 اس طرح پہلا باب ختم ہوا۔

اپریل ۱۹۲۶ء میں جبکہ میں طبابت کی بین الاقوامی کانگریس کا افتتاح کر رہا تھا ایک نئی
 انگریز عورت میری موٹر کے قریب آئی اور بہت ہی نزدیک سے گولی چلائی جو میری ناک پر سے
 نکل گئی۔ ایک 'سنٹی میٹر' کے فرق سے میری جان بچ گئی۔ وہ ایک دیوانی عورت تھی اور یہ معلوم
 نہ ہو سکا کہ کن لوگوں نے اسے اس کام پر لگایا تھا۔ میں نے اسے اپنی قسمت پر چھوڑ دیا اور اپنے حدود
 سے باہر کر دیا جہاں وہ اپنی ناکامی اور بے وقوفی کے متعلق سوچ سکتی تھی۔ میری ناک کا زخم
 ابھی چھکا نہ ہوا تھا اور میں عہدہ داروں کی ایک مجلس کو جو سارے اطالوی علاقوں سے جمع ہو
 تھے مخاطب کر رہا تھا میں یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ "اگر میں آگے بڑھوں تو میرے پیچھے آؤ، اگر پیچھے
 ہوں تو مار ڈالو، اور اگر میں مر جاؤں تو بدلہ لو۔"

دوسرا حملہ جو کلن تھا کہ المیہ نتائج کا ذمہ دار ہونا ایک 'انارکسٹ' کی طرف سے ہوا۔ اس کا
 نام 'لوسی ٹی' تھا اور وہ فرانس سے فسطائیت اور میرے خلاف نفرت آمیز خیالات لیکر آیا
 تھا۔ وہ روشنی میں اور بڑے دیوانہ منانہ، میں پورٹاپیا، کے سامنے میرا انتظار کر رہا تھا۔
 وہ اپنے جرم کی نسبت خاموشی کے ساتھ سوچنے کے قابل تھا۔ وہ روم میں آٹھ دن رہا تھا
 اور طاقتور بم لے گیا تھا۔ 'لوسی ٹی' نے میری موٹر پہچان لی اور جبکہ میں پالازو چلی گئی، جارہا تھا
 اس نے فوراً بم پھینکا جو میری موٹر کے ایک کونے سے ٹکرا کر زمین پر پھٹا۔ میں گزر گیا اور کوئی زخم
 مجھے نہ آیا لیکن معصوم لوگوں کو اس سے نقصان پہنچا جنہیں ہسپتال پہنچایا گیا۔

جب اس کو گرفتار کیا گیا تو محض فسطائیت کی نفرت اس دیوانہ کی کے کام کے لئے اس کو
 حق بجانب ثابت کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔ میں نے اس واقعہ کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ مجھے
 چونکہ انگریزی سفیر سے ملنا تھا اس لئے میں سیدھا 'پالازو' چلا گیا اور گنگو کا سلسلہ بہرہ دو

مسلوئی کی آپ بیتی
 درمیان اطمینان کے ساتھ اس وقت تک جاری تھا جب تک کہ باہر ہرک والے ایک عام مظاہر
 نے مداخلت نہیں کی۔ اس وقت انگریز سفیر کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ مجھ پر بھی حملہ ہوا تھا اگرچہ
 حملہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو ہوا جبکہ میں بلوگنا، میں ایک دن زندگی، جوش اور نمکنت سے معمور
 بسر کر چکا تھا۔ ایک نوجوان، اناکرسٹ، اس صف سے باہر آیا جو مجھے سلامی دینے کے لئے تزیین
 دی گئی تھی اور اس نے میری موٹر پر گولی چلائی۔ میں پوڈیشا آف بلوگنا آرپینائی، کے قریب بیٹھا ہوا
 تھا۔ گولی سے میرا کوٹ جل گیا لیکن میرے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ مجمع پر جو جوش و خروش دفعتاً
 طاری ہو گیا تھا اس کو بروکنا نہیں جاسکتا تھا اور اُس نے ہی خاموشی کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا۔
 دوسرے حملے بھی منتشر کئے گئے۔ بدعنوانیاں حد اعتدال سے بڑھ چکی تھیں میں سمجھتا تھا کہ
 مخالفوں کو اب ختم کرنا چاہیئے غصہ نہیں، مخالف اخبارات اور فری سیاسی ادارے سب کے سب
 یہی مقصد رکھتے تھے کہ فسطائیت کے علمبردار کا خاتمہ کر دینا چاہیئے تاکہ فسطائیت کی تحریک ہی
 مٹ جائے۔ سارے اطالیہ پر جو تحریک چھائی ہوئی ہے وہ جانتے تھے کہ صرف ایک ہی شخص
 کی وجہ سے ہے۔ تمام مخالفین خواہ وہ بے وقوف ہوں خواہ چالاک خواہ وہ قابل نفرت ہوں
 خواہ متعصب سب سمجھتے تھے کہ فسطائیت کے علمبردار کو ختم کرنا ہی اس تحریک کو مٹا دینے کا واحد
 ذریعہ ہے۔ ساری آبادی کو بھی اس بات کا احساس تھا اور اسی لئے اس کا مطالبہ تھا کہ مجھ کو
 کو سخت نرا ئیں دی جانی چاہئیں۔ فسطائی چاہتے تھے کہ تمام سازشیوں کو نرا ئیں دی جائیں۔
 ہر حال ایک طاقت ور پالیسی ضرور تھی۔ وزارت امور داخلہ کو میں نے اپنے ہاتھوں سے لیا
 اور حکومت کی حفاظت کے ایسے قوانین نافذ کئے جن پر متحدہ قومی زندگی کا سنگ بنیاد رکھا
 جاسکتا تھا۔ میں نے ایسے مخالف اخباروں کو بند کر دیا جو صرف لوگوں کو بھڑکاتے تھے۔
 صوبہ واری شینوں نے پیشہ ور مخالفین کو قید کر لیا۔ ایک دن بھی ایسا نہیں گذرتا ہے جبکہ
 ہم یہ محسوس نہیں کرتے کہ انتشار کو روکنے کے خلاف جو کارروائیاں کی جا رہی ہیں ان سے
 اطالوی زندگی میں کتنا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔

۲۰۲
 مسولین کی آپ بیتی مجھے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ سخت پالیسی نے حقیقت میں اچھے نتائج برآمد کئے۔ ہر روز
 قوم کی طاقت سے ملک کو فسطائیت کا گہرا احساس ہوتا تھا۔ کسی شخص کو مراعات سے مستثنیٰ
 نہیں کیا گیا اور سب کو مقررہ قانونی نظام کے تحت زندہ رہنے کا حق دیا گیا۔ بہت سے
 قدیم مخالفین نے اب سمجھا کہ ایک منضبط نظام زندگی نہ صرف کسی ایک طبقہ کے لئے فائدہ مند ہے
 بلکہ اطالیہ کے سارے طبقوں کے لئے متفقہ طور پر منفعت بخش ہے۔ بعض اب بھی تنگ خیال
 ہیں اور بعض مخالفت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امور داخلہ کے وزیر کی حیثیت سے میں نے
 ۶ جنوری ۱۹۴۷ء کو ایک گشتی مسجدہ داروں کے نام جاری کی جس میں انہیں بتایا گیا ہے کہ آبادی
 کے لحاظ سے ان کے کیا فرائض ہیں، انصاف، سنجیدگی اور اتحاد کا ایک نیا جذبہ اطالوی
 لوگوں اور اطالوی طبقوں کی اب قیمتوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اب نہ پریشانی ہے اور نہ بوسے
 بلکہ بٹل پرستی کے جذبہ کی ساری خوبیاں موجود ہیں۔ ہر طبقہ کے لوگ اور سارے شہری
 اب نہ اندرون ریاست مخالفت کرتے ہیں اور نہ بیرون ریاست۔ بہت سی آنکھیں
 اب کھلی ہیں اور انصاف کے ایک عظیم الشان کام میں اطالوی اخوت کی روح کا فرما ہے۔
 فرض کا احساس، عمل کی ضرورت اور شہری زندگی کی طرز نے ایک بیداری پیدا کی ہے۔
 پرانی جماعتیں اب بالکل ہی ٹوٹ چکی ہیں۔ فسطائیت میں سیاست ایک اخلاقی حقیقت
 کی حیثیت سے داخل ہو چکی ہے۔ وہ ایک ایسی روحانی طاقت ہے جو صابر لوگوں کی تاریخ
 کی تجدید کرتی ہے۔

نوائے باب

نئی راہیں

جب کوئی شخص دیکھتا ہے کہ نئی عمارت کی تعمیر ہو رہی ہے، جب ہتھوڑے اور تعمیری مسالہ اپنا اپنا کام کر رہے ہیں تو موقع اس کا منتفی نہیں ہوتا ہے کہ اس کے ہتھم سے برنارڈشا کے ڈراموں کے متعلق رائے طلب کی جائے یا معمار سے اس کی توقع نہیں کی جاتی کہ وہ گرامائی کھیل کے میدانوں کے لئے پہاڑوں اور ساحلوں میں سے کسی ایک کے انتخاب پر بحث کرے۔

یہ فرض کرنا لغو ہے کہ مجھ سے میری زندگی کے ان کاموں کو جو میں کر رہا تھا یا کر رہا ہوں الگ کیا جاسکتا ہے۔ فسطائی ریاست کی تشکیل کو اور ان بے چین لہجوں کو جو طلوع آفتاب سے لیکر رات کی انتہائی تاریکیوں تک باقی رہتے تھے بلکہ آنے والی صبح کی محنتوں کا پیش خیمہ ہوتے تھے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ میں اس جال میں الجھا ہوا اور ان واقعات میں گھلا ملا ہوا تھا۔ دوسرے لوگوں کو ممکن ہے کہ ڈالی پر پتوں کے کھڑکنے میں کوئی رومان نظر آئے لیکن میری ساری توجہ، اٹکھ، کان، اور دوسرے تمام حواس کے ساتھ سبک زندگی کے دخت کے تنے کی طرف بالکل ہی مرکوز ہے۔ میری زندگی کی شعریت اب تعمیری شعریت ہو چکی تھی اور میری زندگی کا رُو اب میرے طریقہ کار، میری پالیسی اور ریاست کے مستقبل کا رومان ہو چکا تھا۔ ان میں میرے لئے ڈرامائیت تھی۔ اس لئے میری رہنمائی کا گذشتہ چھ سال کا زمانہ جبکہ میں مسائل کا حل دریافت کر رہا تھا میری زندگی بلکہ میرے ملک کی زندگی کا ایک ایک باب تھا۔ باب چھوٹا ہوا یا بڑا، سادہ ہوا یا الجھا ہوا بہر حال انسانیت کو آگے بڑھانے کی تاریخ تھا۔

۲۰۴
 مسوئی کی آپ بیتی
 میرا تعلق گہرا نہیں رہا اس لئے کہ مجھے سمجھا نہیں گیا۔ میں نے جو کچھ کیا تھا اس کے متعلق اور
 اس کے اسباب کے متعلق بذاتی پھیلائے کے لئے سازشیں ہو رہی تھیں مگر ان کی کوئی اہمیت
 نہ تھی۔ میں اتنا زیادہ مصروف تھا کہ جھوٹوں کے اتہام پر کان دھر نہیں سکتا تھا۔ وہ جو مجھ کو
 اپنے پیچھے رہنے والوں اور جھوٹ کہنے والوں کو دکھاتا ہے اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ چونکہ
 میں ان کا گزارا یوں کا ذکر کئے بغیر جن کی مدد سے میں نے اطالیہ کو نئی زندگی بخشی اور مدین
 کی عام مسابقت میں اس کے لئے ایک نئی جگہ حاصل کی اپنی روزانہ زندگی، عملی زندگی اور
 خیالی زندگی پیش نہیں کر سکتا اس لئے میں یکے بعد دیگرے اپنی تمام حالیہ لڑائیوں کی یاد
 تازہ کروں گا جیسا جیسا میں اپنی زندگی کے حالات لکھتا جاتا ہوں دو میدان، ارادے
 اور عمل کے، خیالات اور نتائج کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ میں ان سب کو نہایت ہی سادگی
 کے ساتھ دھیان میں لاتا ہوں۔ میں ان لوگوں کا خطرناک انجام دیکھ چکا ہوں جو الفاظ کا دار
 بہا دیتے ہیں۔ ایسے الفاظ ایک ایسی فوج ہے جس کو ہمیشہ کے لئے رات میں بھی گیا ہو یا
 ایک ایسے دشمن کے خلاف جہاں سے اس کو واپس لوٹنا نہ ہو اور جہاں بُردلی، نقد ان عمل اور
 اور بغیر حقیقت کے تخیل کا پڑاؤ ہو۔

بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو مجھے دُنیا کے امن کا دشمن سمجھتے ہیں یا کبھی سمجھتے تھے۔ ان کے لئے
 اس کے سوا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ میری آپ بیتی غور سے پڑھنے کی سفارش کی جائے۔
 واقعات بے وقوفوں کے الزامات سے زیادہ قیمتی ہیں۔

ابتداء ہی سے میں چاہتا تھا کہ اطالیہ کی خارجی پالیسی سرے ہی سے بدل دی جائے۔
 یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مجھے اپنے ملک کی تاریخ، اس کے معاشی اور روحانی امکانات کا دنیا کے مقابلہ
 میں کافی اندازہ تھا۔ ایسی بیداری اور ایسی پالیسی ہمارے لئے بالکل بنی نہیں تھی۔ اس کی قیمت
 میں تھا کہ نہ صرف اطالوی بلکہ دوسری قوموں کی خارجی پالیسی کی ذمہ داریاں بھی اس کے متعلق
 غلط فہمیوں میں مبتلا ہوں۔ میں خوب جانتا تھا کہ ایک نیا جذبہ عزت و وقار کا جو میری وزارت کے

۲۰۵
 مسولین کی آپ بیتی
 توسط سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ یہ خیال پیدا کرے کہ میں بین الاقوامی سیاسی روایتوں نظام اور
 اتحاد کے خلاف نتیجہ خیز جنگ لڑنا چاہتا ہوں۔ یہ خیال کتنا غلط تھا! اپنے آپ کو مستحکم کرنے کے
 یہ معنی نہیں تھے کہ بین الاقوامی واقعات کی رو کو بدل دیا جائے گا۔ اطالیہ کو ہمارے صحیح اہمیت
 کے بل بوتہ پر ایک طاقتور قوم بنانے کا مطالبہ دراصل اس کے لئے موزوں مقام دوبارہ حاصل
 کرنا تھا۔ میرا کام یہ تھا کہ مختلف یورپی حکومتوں کی آنکھیں کھول دیتا۔ انھوں نے اطالیہ کو جنگ کے
 بعد متستر حالات میں دیکھ کر اس کا اندازہ لگایا۔ ایسی حالت میں ان کی آنکھیں کھولنا آسان کام
 نہ تھا۔ میں نے ہینری بلکہ برسوں تک کوشش کی کہ اطالیہ کی خارجی پالیسی کوئی چال نہیں رکھتی ہے
 وہ ہمیشہ سیدھی اور چوکتی ہے۔ اس کی بنیاد صحیح اور جانچے ہوئے واقعات پر ہے اور اس کا
 مطالبہ ہے کہ دوسرے بھی واقعات کو اسی طرح جانچیں۔ اس سمجھوتہ سے اطالیہ کی حیثیت دنیا
 کے نئے واقعات میں زیادہ اونچی ہو گئی۔

۱۹۲۸ء کے موسم بہار میں میں نے اطالوی سینٹ میں خارجی پالیسی کے متعلق ایک تقریر
 کی۔ اس میں میں نے قومی اور بین الاقوامی مسائل پر اور اطالیہ نے جو تھوڑا بہت حصہ دنیا کے
 معاملات میں لیا تھا اس پر ایک تبصرہ کیا۔ اس سے میرے کام پر پوری طرح روشنی پڑی اور
 میری وزارت کی مادی کامیابیوں کا ایک خلاصہ پیش ہوا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ہم نے اطالیہ
 کو دنیا کے معاملات کا موزوں حصہ لینے کے مطالبہ پر جو اصرار کیا تھا وہ بے جا نہ تھا۔ لیکن ان
 نتائج پر پہنچنے سے پہلے کسی کو یہ خیال نہ ہونا چاہیے کہ کام بہت آسان تھا۔ میں اچھی طرح جانتا
 تھا کہ بہت سے لوگ روما کی طرف شبہ کی نظروں سے دیکھتے تھے گویا کہ وہ فسادات کا ایک
 غیر ذمہ دار نہ مکر تھا۔ ہمارے ملک اور فسطائیت کے دشمن غلط سمجھوتوں اور کج سمجھی سے ہر طرح
 اپنے آپ کو طاقتور بنانے کی کوشش کرتے تھے لیکن سچ ہمیشہ جھوٹ پر فتح پاتا ہے۔
 دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں کی خارجی پالیسی اگر غور و فکر کے ساتھ متعین کی
 ہو اور اس کو قوم کی منظوری بھی حاصل ہو تو اس پر اندر ذی طور پر بعض عجیبے حلقے جہالت یا

مسوینی کی پہنچی

عدم اعتماد کی وجہ سے نہ کئے جاتے ہوں۔ اس لئے میرے لئے یہ امر کوئی تعجب چیز نہیں تھا کہ جب میں نے انڈرونی سیاست کے بے ضرورت جوش کو ٹھنڈا کر کے اطالیہ کے متعلق عام طور پر انڈرونی اور بیرونی پالیسی معین کی تو بڑی تنقیدیں ہونے لگیں۔ ان مخالفین میں سے ایک شخص کا ونٹ سوزا، تھا جو اکتوبر ۱۹۲۲ء میں اطالوی سفیر کی حیثیت سے پیرس میں تھا یہ شخص سابق میں ایک غیر ذمہ دار وزیر رہ کر ملک کے لئے بہت بُرا ثابت ہوا تھا۔ اُس نے اپنا نام ایڈریلک کی صورت میں متعلق کر رکھا تھا جو ہماری قوم کے لئے باعث ننگ تھا۔ یہ سابق وزیر خارجہ پالیسی کی گتھیاں سلجھانے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوئے بھی پیرس میں اپنی حیثیت کی بُرائی نہ سمجھتا تھا۔ جبکہ اطالیہ تاریخی نوعیت کے واقعات کو پختہ کر رہا تھا کھوئی ہوئی طاقت کی بیماری نے اسے ملک کا ایک بڑا خادم بنا دیا۔ فرانسیسی دارالسلطنت میں اُس نے فسطائی حکومت کے قیام میں روڑے اٹھانے کی کوششیں کیں۔ سیاسی جماعتیں اطالیہ کے استحکام کی مخالفت نہ بلکہ حاسدانہ کوششیں کر رہی تھیں۔ کما ورت سوزا، نے فوراً ہی علانیہ میری داخلی اور خارجی پالیسی اور فسطائی اطالیہ کے میرے تخیل پر حملہ اور سخت تنقید شروع کی۔ میں نے اُس کے نام ایک ٹیلیگرام بھیجا جو حسب ذیل تھا:-

”مجھے چاہیے کہ میری سرکاری خارجی پالیسی کے احکام کو معلوم کئے بغیر جس کو کہ میں پارلیمنٹ کے ایوان میں ظاہر کروں گا آپ نے جو استغنیٰ دینے کا تصفیہ کیا ہے اس میں مداخلت کروں میرے یہ احکام محض جذباتی نہیں ہوں گے جیسا کہ آپ نے غلطی سے سمجھ رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی جگہ پر قائم رہیں اور حکومت کے لئے دشواریاں نہ پیدا کریں۔ اس موقع پر حکومت قومی شعور کے احساس کی نمائندگی کر رہی ہے میں ٹیلیگرام کے ذریعہ جواب کا انتظار کر رہا ہوں اور آئندہ کا تصفیہ اپنی حد تک محفوظ رکھتا ہوں۔“

”مسوینی“

اس ٹیلیگرام کا کا ونٹ سوزا، نے تعمیلی جواب نہیں دیا۔ اس لئے میں نے اسے

روما واپس بلا لیا اور جوابات طلب کرنے کے بعد میں نے ایسے خدمت سے ہر شادیاب۔ اب وقت اس کا تقاضا تھا کہ چھوٹی حیثیت کے لوگ حکومت کے معاملات میں بحث مباحثہ نہ کریں بلکہ اطالوی سیاسی زندگی کے لئے ضروری تھا کہ احکام اور ضبط و نظم کو کام میں لایا جائے۔ ہمارے بیرونی نمائندے بعض دفعہ ملک کی خدمت سے دُور جا پڑتے تھے اور سردار خود مختارانہ زندگی کی طرز اختیار کر لیتے تھے۔ میرا یہ پہلا طرز عمل بلاشبہ دوسرے نمائندوں کے لئے ایک مثال کی حیثیت رکھتا تھا خصوصاً ایسے نمائندوں کے لئے جو ریاست کے اعلیٰ اقتدار کے اندرونی رجحان سے اپنے آپ کو الگ کرنا چاہتے تھے۔ ان سے فارغ ہو کر میں نے اُن سیاسی مسائل کی طرف توجہ کی جن سے ہمارا مستقبل وابستہ تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ سابقہ حکومتوں کی غلطیوں نے ایک غیر مطمئن موقعہ میرے آگے پیش کیا ہے۔ میں نے کئی صلحیوں کو بعض جگہ غلطیوں سے پر دیکھا لیکن پھر بھی مجموعی حیثیت سے واقعات اس قابل تھے کہ ان پر راضی نامہ ہوتا۔

اطالیہ میں اب تک جو گو سلاویا، کے ساتھ جو معاہدہ راپالو، ہوا تھا اس کا زخم موجود تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس زخم کو چمکا کروں۔ معاہدوں کی نزاکت کی نسبت میں نے ایوان میں ۱۶ نومبر ۱۹۲۲ء کو خارجی پالیسی پر ایک تقریر کی۔ میں نے کہا جبکہ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ ”معاہدوں کو خواہ اچھے ہوں خواہ بُرے بہر حال پورا کرنا چاہیئے۔ ایک عزت دار قوم کوئی دوسرا نظام عمل نہیں رکھ سکتی لیکن معاہدے نہ تو دائمی ہوتے ہیں اور نہ ناقابل تبدیل۔ وہ تاریخ کے ابواب ہیں نہ کہ خاتمہ تاریخ۔“ دوسری طاقتوں کے ساتھ ہماری خارجی پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے میں نے اپنے خیالات کا خلاصہ پیش کیا۔ ”ہم اپنے آپ کو اس کی اجازت دے لیں گے کہ ہم دوسری طاقتوں کا لحاظ نہ کریں اور نہ اپنے آپ کو دوسروں کے بالکل ہی محکوم کر دینا پسند کریں گے۔ اس لحاظ سے ہماری پالیسی خود مختار ہوگی۔ وہ مضبوط اور سخت ہوگی۔“

مسیحی کی آپ بیتی
نومبر ۱۹۲۲ء میں 'لوزان' میں میں فرانس کے 'پوانکارے' اور برطانیہ کے 'کرزن' باب آٹھواں

سے ملا۔ یہ کہنے دیجئے کہ اسی وقت میں نے اتحادیوں سے پہلی ہی ملاقات میں مساوات کا تعلق قائم کر لیا۔ کئی ملاقاتیں رہیں جن میں سے بعض مختصر اور سیدھی سادی تھیں اور بعض میں زندہ دلی کا مظاہرہ تھا اب وقت آگیا تھا کہ اطالیہ اپنی قربانیوں کی وجہ سے اور تاریخی دور کے اعتبار سے انگلستان اور برطانیہ کے ساتھ بین الاقوامی نوعیت کے معاملات میں شانہ بہ شانہ کھڑا ہو۔ 'لوزان' کے مختصر سے قیام کے دوران میں میں نے 'رومینیا' کے وزیر، سفیر امریکہ مقیم روما، رچرڈ واشبرن جانلڈ، اور اس کا فرنس کے امریکی وفد کے صدر سے گفت و شنید کی۔ میں نے 'ڈوڈی کیس' کے سوال کو بھی نظر انداز کر دیا۔ 'سوئٹزرلینڈ' کے میرے اس سفر کے نتائج کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ ہم نے سب سے پہلے ہمارے خارجی پالیسی کے متعلق دنیا کے ذمہ دار مدبروں سے راست تعلق قائم کرنے کی ابتداء کر کے ہماری نئی پالیسی کی ایک مثال پیش کر دی۔

اسی سال دسمبر میں وزیر اعلیٰ کی کونسل میں میں نے خارجی پالیسی کے متعلق بعض اہم احکام کئے۔ میں نے دوبارہ معاہدہ 'راپالو' کی جانچ پڑتال کی اور 'فیوم' اور 'ڈال میٹیا' کے مسائل کو اس موقع کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی جو گذشتہ معاہدات کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے۔ لارڈ کرزن سے میں دوبارہ ملا اور پھر لندن گیا جہاں کئی دن ٹھہرا۔ اس موقع پر میرا اچھا خیر مقدم کیا گیا اور انگریزی سیاست داں دنیا نے مجھے عزت کے ساتھ ساتھ اتحادیوں کے قرضہ کا سوال پہلے ہی سے موجود تھا اور میں اس خصوص میں مسٹر جانلڈ اور برطانوی سفیر مقیم روما سے تبادلہ خیال کر چکا تھا۔ اس مسئلہ کے متعلق میری ایک اچھی تجویز تھی اور اس سے اتحادیوں میں ایک حد تک دلچسپی پیدا ہو رہی تھی لیکن بعض ضمنی اختلافات خصوصاً فرانس کے 'رہبر' پر قبضہ کرنے کے خیال نے اسے دیر بہ دیر کر دیا۔ یہ تجویز

۲۰۹
 مسوینی کی آپ بیتی اور جرنی کے تاوان جنگ دونوں پر حاوی تھی اور اگر اس پر عمل کیا جاتا تو ممکن تھا کہ دنیا کی
 معاشی حالت میں ایک زبردست انقلاب ہو جاتا۔ خارجی پالیسی میں ہمیشہ میرے پیش نظر بین الاقوامی
 مسائل کا معاشی پہلو رہا ہے یہی وجہ تھی کہ میں نے ۱۹۲۲ء میں سیاسی پس منظر میں مختلف اقوام
 کی تجارتی معاہدے کئے تھے۔ ان معاہدوں سے ہماری معاشی حالت کو درست کرنے میں بڑی مدد
 ملی۔ فروری ۱۹۲۳ء میں میرے اطالوی سونس معاہدہ پر زور سچ میں دھتکے معاہدہ وانٹنگٹن
 کی میں نے توثیق کی تاکہ بحری اسلحہ محدود کئے جائیں۔ دوسرے تجارتی معاہدے چیکو سلوواکیا،
 پولینڈ، اسپن اور فرانس سے طے پائے۔ ان کے علاوہ میں نے سوویٹ روس سے تجارتی تعلقات
 کی تجدید کرنے کے لئے پہلا قدم اٹھایا۔

بین الاقوامی معاملات میں ہم نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ دوستی بڑھانے اور امن قائم
 کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی۔ ہم نے اپنی خود مختاری بھی نہیں کھوئی اور نہ اپنی طاقت کو دوسروں
 کے ہاں رہن رکھوایا۔ ہم نے رفتہ رفتہ امن کی طرف ایک ایک قدم خواہوں پر اعتماد کر کے نہیں بلکہ
 حقیقتوں کی رہنمائی میں اٹھایا طاقتور بننے کی میں نے کوشش کی لیکن ساتھ ہی مہربانی کے جذبہ کو بچا دینے
 جانے نہ دیا۔ خارجی خدمات کو سود مند بنانے کے لئے تدبیر کے کل پر زور کی صنعتی ضرورتیں
 کیونکہ وہ پڑانے اور اڑکار رفتہ ہو گئے تھے۔ سیاسی امور میں عہدوں اور ترقیوں کے لئے ساڈ
 کا باز آگرم تھا۔ ان حالات کا لحاظ کرتے ہوئے میں نے ہمارے کونسلوں کی نئی تنظیم شروع کی۔
 یہ کام بہت وسیع تھا اور اس کے مسائل بھی پیچیدہ تھے لیکن اس کو مستقل مزاجی کے ساتھ ختم کیا۔
 جب کہ میں خارجی پالیسی کے اٹھے ہوئے مسائل اور ایڈریالکس، معاملات میں پھنسا ہوا تھا
 خبر ملی کہ البینیا میں اطالوی فوجی مشن پر دھوکے سے داکوؤں نے حملہ کیا۔ اس حادثے میں
 بہادر خیرل دین کیوٹینی، سترن سچر لوئی کوٹری، توپ خانہ کالٹسٹ ماروینو ناچینی، اور
 ایک سپاہی فازیٹی، قتل ہو گئے۔ اس اطالوی فوجی مشن کے ساتھ دوسرے مشن بھی تھے جن کے
 پیش نظر بین الاقوامی معاہدات کا ایک مقررہ نظام نام تھا۔ اس حملے نے اطالیہ کو بڑا دکھایا۔

مسلو کی آپ بیتی
 تاریخ میں اس کے سوا بھی بہت سی مثالیں ہیں جبکہ میں ہتھیار اٹھانے پر آمادہ ہونا پڑا۔ میں نے
 ہر جگہ اطالوی غصہ کی نمائندگی کی اور یونان کو فوراً القیلم دیدیا۔ میں نے معذرت بھی طلب کی اور
 پانچ کروڑ لیر بطور تاوان طلب کیا۔ مگر یونان کے کان پر جوں تک نہ رہی اور غرور و جلیل ہونے لگا
 اور اس نے ان مطالبات کو رد کرنے کے لئے دوستوں کی تلاش شروع کی۔ میں یا یہ کھینچ لیں
 کھینچنا نہ چاہتا تھا اس لئے فوراً ہی ایک بحری بیڑا یونانی جزیرہ مکارو، کوروا کیا اور دوسرا
 طاقتوں کو ایک یادداشت بھی مجلس اقوام نے اپنے آپ کو اس کا حل دریافت کرنے کے
 ناجابل بتایا۔ میں نے مکارو، پر قبضہ کرنے کی کوشش جاری رکھی اور اعلان کیا کہ اگر مجلس اقوام
 اطالوی مطالبات کا اطمینان نہیں ملے دریافت کھر سکی تو اطالیہ اس کی ملکیت سے دستبردار
 ہو جائے گا۔ یہ صرف زبانی ہتک رہی بلکہ اس میں اطالوی عہدہ داروں اور سپاہیوں کی جالوں
 کا معاملہ تھا اس لئے میں کیس بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کو صرف غم و غصہ کے اظہار پر ہی ختم کر دوں
 اس واقعہ کے متعلق اس قدر غلط افواہیں پھیلیں کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے بیان میں ایسا
 طرز اختیار کروں کہ مدرسہ کے بچے کو بھی آسانی سے سمجھ میں آجائے۔ یہ معاملہ جب سفیروں کی
 کانفرنس میں پیش کیا گیا تو توقع کے مطابق اطالیہ کی تائید میں ہی تصفیہ پایا۔ یونان نے مجھے پوری
 طرح اطمینان دلایا اور تاوان بھی ادا کیا۔ اس رقم میں سے میں نے ایک کروڑ یونانی پناہ گزینوں کے
 پیش کئے۔ اس طرح اطمینان کر کے میں نے مکارو، سے فوجیں واپس بلا لیں اور معاملہ ختم ہو گیا۔
 لیکن وہ ہمیشہ حقیقت میں المیہ واقعات کا تھا۔ میری خارجی پالیسی جوئی فسطائی طرز
 اختیار کر چکی تھی عام طور پر تمام اطالویوں میں مقبول ہوئی لیکن مجھے اعتراف ہے کہ اس سے باہر
 بہت سے لوگوں کو تکلیف ہوئی کیونکہ وہ میری خارجی پالیسی میں ایک غیر معمولی طرز دیکھ رہے تھے
 جو دوسروں کے منصوبوں کی مخالفت تھی۔ میں کسی چیز سے متاثر نہیں ہوا اور میں سینٹ میں
 یونانی حادثہ اور فیوم، کے متعلق برابر اہم اعلانات کرتا رہا۔ میں نے کہا کہ خارجی پالیسی کے
 ترکہ میں جو چیزیں سب سے بُری ملی ہے وہ فیوم، کا معاملہ ہے لیکن میں بہر حال معاملہ

۲۱۱
 مسکو کی آپ بیتی کے مندرجہ ذیل ریکارڈ کے معاملات جو نازک ہو گئے تھے اس کو 'جوگو سلوویا' باب آٹھواں کے ساتھ طے کر رہا ہوں۔ سینٹ نے میری پالیسی اور میرے عمل کو منظور کر لیا۔
 جنوری ۱۹۲۵ء میں آئینہ کار میں اس قابل ہو کر 'پاسک' اور 'جوگو سلوویا' کے وزیرین کے ساتھ اطالیہ اور اس کے ہمسایوں کے درمیان ایک نیا معاہدہ طے کر سکوں۔ اس معاہدہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ 'دیوم'، اطالیہ کے قبضہ میں آگیا۔ ۱۹۲۵ء میں دوسری کارروائیوں کی وجہ سے 'ڈیوٹو' کنونشن کے تحت ہو گئے اور دونوں ریاستوں کے مابین ہمسائیگی کے تعلقات باقی رکھنے کی قرارداد طے پائیں۔ اب صرف 'جوگو سلوویا' کو اس کی توثیق کرنی تھی۔

اس تمام مذکورہ عمل کے بعد ایک وسیع میدان میں ہم نے یقینی طور پر ڈال دیا، کھو دیا۔ ہم نے ایسے شہر بھوئے جو تاریخ اور لوگوں کے جذبات کے لحاظ سے اطالیہ کے لئے مفید تھے ان کے سطحی ہمیں معاہدہ لندن کی رو سے یقین دلایا گیا تھا کہ میں 'پاسک' اور 'ڈیوٹو' نے مل کر جو سمجھوتہ کیا تھا اس سے بہتر اس معاملہ کا کوئی اور حل نہیں ہو سکتا تھا۔ گوکہ 'جوگو سلوویا' نے 'ڈیوٹو' کو کنونشن کی توثیق نہیں کی تھی لیکن ہم نے سرحدوں کی اچھی طرح حفاظت کئی ممکن ہے۔ 'جوگو سلوویا' رضامندی کا اظہار کرے لیکن بہر حال میں اپنے ہمسایہ سے غافل نہیں رہنا چاہتا۔ ۱۹۲۲ء میں خارجی نظام العمل کو سینٹ میں ۳۱۵ تائیدی آراء حاصل ہوئیں۔ چھ آراء خارج تھیں اور ۲۶ ارکان غیر حاضر۔ اسی سال دسمبر میں برطانیہ کے نئے وزیر خارجہ چیمبرلین سے ملا۔ بہت سے بین الاقوامی معاملات میں میں نے انہیں ہمیشہ اطالیہ اور اطالویوں کی مدد کی۔

۱۹۲۵ء میں حکومت افغانستان سے مجھے جھگڑنا پڑا۔ اس دور دراز کے مقام کے دارالسلطنت میں ہمارے ملک کا ایک انجینئر پی پروف جو وہاں کام کرتے گیا ہوا تھا اندر لڑکی نوکر کے کسی معاملہ کی وجہ سے مارا گیا۔ افغان حکومت اس کے خاندان کو خون بہا دینے راضی نہ ہوئی مجھے اس سلسلہ میں کچھ مطالبہ کرنا پڑا۔ حالات اطمینان بخش ہو چکے تھے اور میں نے اس دورہ اقدام حکومت سے دوستانہ تعلقات قطع نہیں کئے کچھ عرصہ بعد جب شاہ افغانستان روٹا تو

ان کا بڑا ہی گرمخوشانہ استقبال کیا گیا۔ آسمان پر ابر آتا اور جاتا رہتا ہے مگر ایک نیا مگر اطالیہ کے خلاف پروسیگنڈے کے لئے جرمنوں کی طرف ہماری مشرقی فضا چھا گیا۔ فروری ۱۹۲۲ء میں جب فضا پالیسی اپنا کام برابر انجام دے رہی تھی مجھے 'برین تریپاس' کے پیچھے رہنے والے جرمنوں اور ہمارے تعلقات کے متعلق ڈٹکے کی چوٹ کہنا پڑا۔ میں نے دو صاف صاف تقریریں کیں جن سے اکثر سادھی اور جذباتی متزلزل ہو گئے۔ اس موقع پر میں نے ایک اور سفیر بوس ڈاری، کو برطرف کر دیا کیونکہ اس نے ایسے تازک موقع پر جبکہ اطالویوں اور جرمنوں کے تعلقات گہری حد تک متاثر تھے ایسا رُو اختیار نہیں کیا جیسا کہ اطالیہ جیسے ملک کے سفیر سے توقع کی جاسکتی تھی۔

اس موقع پر میں نے اسی قسم کی صاف گوئی کی جیسے کہ اس سے پہلے سی پل، وزیر آسٹریا کے مقابلہ میں کر چکا تھا اور اس سے بلاشبہ سرحدوں کے پرے جرمنوں سے ہمارے تعلقات واضح ہو گئے۔ ہائی اڈیگے، کا سوال دوسری سلطنتوں سے ہمارے تعلقات کا خیال رکھ کر وسیع نظر سے پیش کیا گیا۔ اسی موقع پر میں نے ویلگیرین، پولش، یونانی، ترکی اور روسینیا کے وزراء خارجہ سے اہم ملاقاتوں کا ایک سلسلہ باندھ دیا۔ اس سیاسی تشدد کا شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ روما روز بروز سیاسی معاملات اور مبادلات کے سلسلہ میں زیادہ جاذب نظر اور اہم ہوتا جا رہا تھا۔ میری وفادارانہ خارجی پالیسی نے جس کو سارے اطالوی پسند کرتے تھے دوسری اقوام کی نظروں میں وقعت پیدا کر دی۔ وفادارانہ پالیسی ہی ایک ایسی چیز ہے جو کامیاب ہوتی ہے۔ متدبب اور دھندلاہن میری طبیعت کے موافق نہیں ہیں اس لئے میری پالیسی میں وہ اجنبی رشتے میں محسوس کرتا ہوں کہ میں مستقل مزاجی اور وفار کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کیونکہ میری پشت پر ایسی قوم ہے جو اپنے فرائض ادا کر چکی ہے اور اب ایسے حقوق رکھتی ہے جن کی حفاظت اور عزت کی جانی چاہیئے۔

میں نے ان اطالویوں کو بردارانہ پیامات بھیجے جو سرحد پار رہتے تھے۔ میں انہیں وطن چھوڑ گئے ہوئے لوگ نہیں کہوں گا کیونکہ اس زمانہ میں اس طرح کہنا بہت معیوب سمجھا جاتا تھا۔

مصلحتی کی آپ بیتی
میں مسترت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنے ملک کے لوگوں کی حفاظت دوسروں کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر کرنے کے قابل تھا۔ اس حفاظت کی بنیاد بین الاقوامی قانون اور قوموں کے درمیان نیک دلی پر تھی۔ اطالیہ ان تمام لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ تواضع سے کام لیتا تھا جو اس کی سرزمین پر کاروبار، مذہب، تفریح یا تعجب دور کرنے کے سلسلہ میں قدم رکھتے تھے۔ میں نے اطالویوں کو دوسری اقوام کے نمائندوں کی عزت کرنا سکھایا ہے۔ اس کی بھی اجازت نہیں دیا جاسکتی کہ سیاسی اختلافات کو بوڑھو توڑ کر سفر، کے خلاف غصہ تک مظاہرے کئے جائیں۔ اس قسم کے ہنگامے پُرانی طرز کے ہیں جن پر فسطائیت نے قابو چل کر لیا ہے۔ اطالوی معاملات میں بہت سے ایسے نازک مواقع آئے ہیں جبکہ آسانی کے ساتھ احتجاجوں کے مظاہرے ہو سکتے تھے لیکن میں نے ہمیشہ ان کو فسطائی وقار کی حدود ہی میں رکھا حالانکہ بعض دفعہ بیرونی اخبارات نے مضامین سے کام لیا تھا۔ یہ اس شخص کے لئے بھی معمولی کام نہیں ہے جس نے اطالویوں کو ضبط و نظم کے دائرے میں محدود رکھنے کا ذمہ اپنے سر لیا ہو۔

اطالیہ کی خارجی پالیسی سیدھی سادی اور سچے میں آنے کے قابل تھی۔ سب سے پہلے میری پالیسی امن پسندی تھی۔ وہ صرف زبانی جمع و خراج، الفاظ اور تحریری لین دین ہی تک محدود نہ تھی بلکہ وہ قومی فوج سمجھوتہ اور معاہدہ کی بنیادوں پر کھڑی کی گئی تھی جس سے قوموں میں اتحاد مستحکم ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نے کوئی خاص متفرق معاہدے بڑی طاقتوں کے ساتھ نہیں کئے تھے بلکہ اس کی بجائے سمجھوتے کئے تھے جن سے صاف ظاہر ہے کہ اطالیہ کے دوسری قوموں سے تعلقات خوش آئند رہنا چاہتے ہیں خصوصاً انگلستان جیسے زبردست تاریخی اہمیت رکھنے والے ملک سے۔ میں نے چھوٹی طاقتوں سے معاہدات طے کرنے کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا کیونکہ اس کے بغیر اطالوی اتر عام طور پر زبردستی نہیں کر سکتا تھا۔ البانیہ ایک طاقت تھی اور ہنگری اور ترکی دوسری طاقتیں۔ بحیرہ روم میں انچائیاتی رکھنے کے لئے میں نے سپین سے تعلقات نام رکھے تجارت و معرفت کو آگے بڑھانے کے لئے روس کے ساتھ آزاد تجارتی تعلقات قائم کئے گئے۔ وہ لوگ یقیناً بے وقوف تھے جو یہ

۲۱۲
 نمونہ لکھا آپ جی نہیں دیکھتے تھے کہ میں نے اطالیہ کا دارگشاہ بنیں بلکہ ٹرہا یا ہے مجلس اقوام اور معاہدہ کوکلو، اس کے شاہد ہیں۔ غور و فکر کئے ہوئے مباحث کے بعد مخفیہ اسلحہ کے معاہدہ درہیں مجھے کچھ لغو تئیں نظر آئیں۔

میں نے کونسل کے نام کو درست اور مکمل کیا اور کچھ دستاویز کاغذ شائع کیا۔ اس اثنا میں نوآبادیات میں بھی میں نے دستاویز کی مصلحت دیا۔ آئندہ سے ہماری پالیسی میں اس کا بھی عمل دخل شروع ہو گیا۔ نہ صرف اطالیہ میں اس نئی زندگی پر فخر کیا جانے لگا بلکہ ساری دنیا میں جہاں کہیں بھی اطالوی پھیلے ہوئے تھے سب اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اطالیہ کی قدر اب ان قوموں میں ہونے لگی تھی جن کے ہاتھوں میں دنیا کی پالیسی تھی۔ میری نوآبادیاتی پالیسی خارجی پالیسی کے بالکل مطابق تھی۔ ہماری نوآبادیات کی آبادی کو ممکنہ ترقی کے ذرائع ہم پہنچانے کے بعد بھی اخروی اور امریکی دنیا کے متعلق جنگ سے پہلے اور جنگ کے بعد ہمارے پیش نظر کوئی نوآبادیاتی نظام اہل مقرر نہ تھا۔ ہم اس کو بار آور کرنے میں ناکام رہے تھے۔ ہم اس جائز اطمینان کو کھو چکے تھے جو ہمیں جنگ کے زمانہ اور جنگ کے بعد حقوق اور خدمات کے معاوضہ میں حاصل ہونا چاہیئے تھا۔ نوآبادیاتی ترقی کو نہ صرف مسلم آبادی کا ایک اہل ہونا چاہیئے تھا بلکہ معاشی سدھار کا بھی ایک ذریعہ۔ اب بھی جنگ کے دس سال بعد اس کا پورا اہل دریافت ہونا تھا۔ ہماری نوآبادیاتیں چند ہی ہیں اور ان کی ترقی وسیع پیمانہ پر زیادہ ممکن نہیں۔ 'ایریٹریا' ہماری سب سے پہلی نوآبادی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ 'سومالی لینڈ' کی ترقی برطانوی ڈیگوبالینڈ کی وجہ سے ہوئی اور اس سے ایک سیاسی اتحاد بھی ہوا۔ بعد میں گورنر ڈی ویج کی مداخلت نے پالیسی نے 'سومالی لینڈ' کو بہت کچھ سدھار دیا اور اطالوی سرمایہ اس نوآبادی میں اطالوی مزدوروں کو کام پر مامور کرنے کے لئے لگایا گیا۔ 'لیبیا' کی نوآبادی کو جس میں 'میری نیجا' اور 'ٹریپولی' مانیہ شامل ہیں جنگ کے دوران میں کچھ شہروں اور ساحل ہی تک محدود رکھا گیا۔ جب دستاویز نے حکومت سنبھالی تو حالات بہت بُرے تھے اور ان کو بھی اسے دُر کرنا پڑا۔ فوجی قرضہ کی

مسو لیمیٹڈ آپ بیتی
 ہمارے پالیسی نے معاشی مداخلت کے ساتھ مل جل کر دوسری نیکیا پر گیا راب سبک نمٹ کر اسٹیل
 کروادیا اور ٹری پولی ٹینا، کانسٹرا سرجیکل بین الاقوامی نوعیت کے معاہدوں کی رو سے طے کیا۔
 ان دونوں نوآبادیات میں بیداری کا بڑا زور دیا گیا ہے۔ 'طرابلس' بحیرہ روم کے بہترین شہروں
 میں سے ایک ہو گیا۔ ڈاکٹروں کی ایک کالجوں نے اسے ایک صحت گاہ کہا۔ ہم نے شہر اور پہاڑ
 پر زراعت کے لئے کافی پانی پایا۔ ٹری پولی کے علاقہ کاس نے دورہ کیا جس سے مجھ پر اس
 نوآبادیات کی ترقی کے امکانات خوب واضح ہو گئے۔ کاس ریان میں ایسے علاقے بھی ہیں جو خوبی
 اطالیہ کے علاقوں سے زرینری میں خاصا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہی بات 'دوسری نیکیا' کے متعلق
 بھی کہی جاسکتی ہے یہاں ہماری حکومت کی کمزوری کی وجہ سے ایک عجیب قسم کی پارلیمنٹ قائم
 ہو گئی تھی جس کو میں نے موقوف کر دیا اور اب گورنر ساری قوم اور اطالیوں کی یہودی کا ذمہ دار
 مزدور اور سرمایہ کافی طور پر وہاں منتقل ہو رہا ہے۔ یہ یاد رہے کہ صرف ان دونوں نوآبادیات
 ہماری آبادی کا مسئلہ نہیں ہو سکتا لیکن اطالیوں کے خصوصی نوآبادیاتی اوصاف کی وجہ سے
 ہم ان دونوں کو اہمیت دے سکتے ہیں اور جن سے توقع ہے کہ ماضی اور مستقبل کا لحاظ رکھتے
 ہوئے وہ ہماری معاشی حالت کی عام ترقی میں حصہ لیں گے۔ اطالیہ کو پُر امن طریقہ پر دنیا میں
 وقعت دلانے اور ہماری آبادی کے مسئلے کے حل کے لئے نوآبادیاتی ترقی کے امکانات
 پر غور و فکر کرنے کے سلسلہ میں نے دن رات ایک کر دیئے۔ لیکن یہ فرض کرنا غور سے
 کہ میری زندگی اتنی سہل تھی کہ مجھے سوائے بین الاقوامی اور نوآبادیاتی مسائل کے کوئی
 اور نہ تھی۔

اب میں ڈرامائی مالیاتی موقع کی طرف رجوع ہونے دیجئے۔ پارلیمنٹ کی لبرل
 پارٹی کے ایک لیڈر پیانو نے روم پر دھاوا کرنے سے چھ مہینہ پہلے ہی بتایا تھا کہ
 ہمارے موازنہ میں چھ ارب کا خسارہ ہے۔ مالی حالت ہمارے مخالفین کے
 خیال کے مطابق بھی بہت ہی بری تھی اور میں جانتا تھا کہ مجھے کس قدر الجھا ہوا ترکہ ملا ہے۔

سولہویں کی آپ بیتی میرے پیش روؤں کی غلطیوں اور کمزوریوں کا خیمہ زہ مجھے بھگتنا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ ایسے رجنے کے ساتھ حکومت کے جہاز کو آگے بڑھانا ممکن ہے۔ بیرونی اور اندرونی ساتھ قائم کرنے کے لئے مالیاتی نازک مسائل کو سلجھانا میرے لئے ضروری تھا۔ بہت سے مطالبات منظر تھے اچھاپے ٹاپوں میں نوٹیں چھپنے سے اطالوی کرنسی کی قدر و قیمت بہت گھٹ گئی تھی۔ ایک غیر ذمہ دارانہ اور غلط پالیسی نے ایک گود لکھ دھند بنا رکھا تھا۔ اس نے نہ صرف موازنہ کی اہمیت میں تبدیلی کر دی بلکہ ساری معاشی زندگی کو تہہ وبالا کر دیا۔ مجھے سارے بیکار مصارف کو اور ایسے خرچ کو جس کا بار خزانہ پر پڑتا تھا ختم کر دینا پڑا۔ ٹیکس دینے میں جو لوگ کوتاہی کرتے تھے ان پر سختی کرنی پڑی اور ریاست کے نظم و نسق کے سارے شعبوں میں کفایت شعاری سے کام لینا پڑا۔ میں نے ملازمین کے بڑھتے ہوئے لمبے سلسلہ کو ختم کر دیا۔ ان کے سوا بیرونی طاقتوں کو قرضہ دیا کرنے کا سوال ابہر پیش نظر تھا۔ ہمارا مدنی کے محدود ہونے کے باوجود اس دیانت داری اور ایمانداری کے فرض کی ادائی ضروری تھی۔ اس پر کسی محبت و دلیل کی ضرورت نہیں کہ قرض لینے اور اس کو تسلیم کر لینے کے بعد اس کی ادائی کا خیال رکھنا لازمی ہے۔ اس کام کے لئے میں نے ایک موزوں شخص کا انتخاب کیا۔ ایک فسطائی اور معاشیات کے ڈاکٹر آرتھریل ڈی اٹلی فانی کو میں نے وزیر مالیات مقرر کیا۔ وہ مصارف کو گھٹانے، الزامات کو دور کرنے، محصول اور ٹیکس کے نئے ذرائع ہتھیار کرنے کے قابل تھا۔ اس طرح دو سال کے اندر موازنہ میں توازن قائم ہو گیا جب تک زمانہ سے جن معاشی اداروں کو جنگ کے لئے تیار کیا گیا تھا میں نے انہیں اپنی اصلی حالت پر لوٹا دیا۔ صوبجات میں بڑی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں اور قرض اور توازن میں وہ پھنسے ہوئے تھے میں نے ان کی یہ تمام بُرائیاں دور کیں اور تسکات، جاری کئے۔

معاشی پالیسی کو سخت کرنے سے پہلے میں چاہتا تھا کہ جنگ کے معذوریں کے ساتھ انصاف کروں۔ میں نے خاص طور پر ان معذوریں کا اور یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھا اور حکومت پر جو قرض ان کی جانب سے عائد ہوتے تھے ان کو خاص مراعات کے تحت

مسوینی کی آپ بیتی ۲۱۷
 طے کرے گا تصفیہ کیا۔ جنگ کے مظالم کا سد باب اور ان لوگوں کے قرض کی پابجائی کرنے کے
 بعد جنھوں نے ملک کے لئے خون بہایا تھا میرے لئے یہ آسان تھا کہ جنگ سے جو فوری فائدہ
 اٹھایا گیا تھا اس کو بعض حیثیتوں سے ختم کر سکوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اس معاملہ میں بہت
 سخت تھا اور کیوں نہ ہوتا؟ یہ فائدہ نہ صرف ان لوگوں سے کمایا گیا تھا جو جنگ میں مارے گئے
 یا زخمی ہوئے بلکہ ان لوگوں سے بھی جن کی دولت اور جائیداد کو نقصان پہنچا تھا۔ اس تمام وزن کو
 ہلکا کرتے ہوئے جو ریاست کے مالیات کو دبا رہا تھا میں نے کوشش کی کہ انفرادی پیداوار
 انتہائی حد تک بڑھ جائے۔ مجھے ایمانداری سے جمع کی ہوئی دولت کی عزت کرنی تھی اور ہر شخص
 کو خاندانی دولت کی نہ صرف معاشی بلکہ اخلاقی قیمت بھی سمجھانا تھا اور اسی لئے لوگوں میں نے
 ٹیکس کی اصلاح کی منظوری دی تھی لیکن میں نے وراثت جیسے بنیادی حقوق کو باقی رکھا۔ یہ صاف
 طور پر ظاہر کر دیا گیا تھا کہ میں کسی قسم کے ایسے ٹیکس کی منظوری نہیں دوں گا جس میں انفرادی رنگ
 آجائے۔ وراثت کے معاملہ میں مداخلت کرنا خاندانی ادارہ پر ضرب لگانا ہے۔ اس سلسلہ
 میں مباحث پیدا ضرور ہوئے لیکن آخر کار میرے فیصلہ کو عوام نے مان لیا۔
 مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ اطالویوں کا ضبط تعریف کے قابل اور دنیا میں عزت کا
 کام باعث ہے۔ ہمارے ہاں قدرتی ذرائع زیادہ نہیں ہیں اس کے باوجود لوگوں نے ٹیکس
 دباؤ کو اس طرح برداشت کر لیا کہ ۱۹۲۲ء کے آخر میں وزیرِ ڈی اسٹی فانی، ایوان میں نہ صرف
 یہ اعلان کرنے کے قابل ہوا کہ ریاست کا موازنہ متوازن ہو گیا ہے بلکہ ۱۹۲۵ء تا ۱۹۲۶ء
 میں ایک کروڑ ستر لاکھ کی بچت کا بھی اندازہ کیا گیا۔ میں حکومت کی پالیسی میں مالیاتی پالیسی کو
 روح رواں سمجھتا ہوں۔ موازنہ کے استحکام کی تائید نے اس خیال کو مزید تقویت پہنچائی۔
 ٹیکس ادا کرنے والوں کے صبر و استقامت سے ۱۹۲۵ء اور ۱۹۲۶ء میں اطالیہ اس قابل ہو گیا
 کہ ونگٹن اور لندن سے قرضہ جنگ کے لمبے ہوئے مسئلہ پر گفت و شنید کر سکے۔ ہمارے معاملہ
 اب وسیع ہو گیا تھا اور مرکزی حکومت تک ہی اپنے آپ کو محدود نہیں رکھا جاسکتا تھا۔

مسوئلی کی اپنی ہی کی تنظیم اور نئے استحکام کی وجہ سے اس قابل ہوئی کہ خود مختار صوبوں کی معاہدہ ریاست مالیات کی تنظیم اور نئے استحکام کی وجہ سے اس قابل ہوئی کہ خود مختار صوبوں کی معاہدہ ریاست کے لئے بھی قواعد مرتب کرے۔ یہ بھی ناکافی تھا اور میں کئی کارپوریشن اور کئی حرفتوں کی مالی حالت پر تبصرہ کرنا تھا۔ عام طور پر اس میں وہ تمام حرفتیں شامل تھیں جن کا ذکر اسٹاک ایکسچینج میں ہوتا ہے۔ ایسے قیاسات کی بناء پر جو نئی زندگی میں بہت عام ہیں ہماری حرفتوں بلکہ حکومت کے تمسکات کی قیمتوں میں لیرا، اور سونے کی مناسبت کے مقابل میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ اطالیہ میں بھی جو ایک ایسا تدار اور غلغلہ ملک ہے اور جہاں ”سٹے“ کا عمل دخل نہیں ہے اسٹاک ایکسچینج پر جو اٹھیلنے کا جنون بڑھنے لگا۔ اس سلسلہ میں بہت سوں نے اپنے پاؤں پر آپ ٹکڑاڑی ماری اور غلط دیوالیہ کے متعلق جھوٹی خبریں اور افواہیں پھیلائی شروع کیں لیکن پھر بھی ”سٹے“ کا جنون ختم نہیں ہوا۔ وزیر مالیہ نے فیصلہ کیا کہ مبادلہ کی سرگرمیوں پر پابندی کرے اور ان کو محدود کر دے حقیقت میں سخت کارروائی کی ضرورت تھی یقیناً یہ مستحکم تجارتی روایتوں کے خلاف تھے۔ غالباً یہ سب غیر متوقع تھے اور دفعتاً وجود میں آ گئے تھے ان کی وجہ سے متوسط اور مالیاتی طبقہ میں مخالفت شروع ہوئی جن سے بازاروں میں گڑبڑ مچ گئی میں ان واقعات کا پچھا کر رہا تھا۔ یہ مخالفت سیاسی نہیں بلکہ معاشی اسباب کی وجہ تھی اور جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا ایک بڑا خطرہ بن گئی لیکن اس نے مجھے تجربوں اور مشاہدوں کے لئے ایک وسیع میدان فراہم کر دیا۔ میں نے اس مخالفت کی مخالفت کی اور مخالفت کرنے والوں کو موافق کرنے کی کوشش شروع کی۔ ایک غیر جانبدارانہ اور ہوشمندانہ پالیسی اختیار کی گئی لیکن ”سٹے“ کھیلنے والوں کو کوئی مراعات نہیں دیئے گئے کچھ عرصہ بعد ڈی ایسٹ مانی نے نے استعفیٰ دیدیا اور واپسی کی اس کی جگہ لے لی۔ اس اثنا میں اس پہلی شکل پر قابو پا کر میں جنگی قرضے کی طرف توجہ کی۔

ریاست کے موازنہ کو متوازن کر کے میں نے ممالک متحدہ امریکہ اور انگلستان سے جنگی قرضہ میں تخفیف کرنے کے لئے بات چیت شروع کی۔ ایک وفد میں نے واشنگٹن بھیجا۔

مسیحی کی آپ بیتی
اس کے لیڈر کا دنٹ والچی اور نائب متحدہ خارجہ گرانڈی تھے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ بابت چیت
بڑی قابلیت سے لگی تھی۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ہم ایک ایسے نتیجہ پر پہنچے جس سے امریکی بھی مطمئن تھے
اور اطالیہ کا معاہدہ بھی محفوظ تھا۔

۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء کو ایک ایسی قسم کا معاہدہ خفیف سی تبدیلیوں کے ساتھ انگلستان سے
طے پایا جس کی وجہ سے ہم انگریزی قرضہ کی کمی کوئی کرنے کے قابل ہو سکے۔ امریکہ اور انگلستان نے
معاہدوں کی تجدید کر لی اور ہم نے بھی ایسا ہی کیا کیونکہ ہم اپنے خانگی اور سرکاری معاملات میں
وعدوں اور قرض کی ادائی کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ اس کے بعد قوم پرستی کے جذبہ کو جوش آیا۔
عوام کے چندوں اور ریاست کے مالیات کی مدد سے ہم نے امریکہ کو قرض کی پہلی قسط ادا کی
مجھے یقین ہے کہ موازنہ کا استحکام اور وائٹنگٹن اور لندن کے معاہدات ہمارے تجارتی و حرفتی
اور بینک کاری طبقہ کو حکومت کی مالیاتی پالیسی کے متعلق اطمینان دلانے کے لئے کافی تھے۔

مجھے اُمید تھی کہ اس کی وجہ سے ہماری کرنسی کی قومی اور بین الاقوامی بازاروں میں دوبارہ
قیمت مقرر کی جا سکے لیکن قبضہ شدہ منطوق کے مطابق نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ ۱۹۲۶ء کی پہلی نصف
میں ہم ایک پونڈ میں دس حصے کھورہے تھے۔ پونڈ اسٹرلنگ دوسری کرنسی کو کچھ اس طرح چھینچ
رہا تھا کہ ایک طرف تو ہمارا قرض بڑھ رہا تھا اور دوسری طرف ہم اس کے برخلاف محسوس
ہو رہا تھا۔ ہماری خانگی معاشی زندگی کا وزن گھٹتا جا رہا تھا اور تدریجی مصنوعی دولت سے
جو ملوں پیدا ہو رہا تھا اس سے اگر شمالی اطالیہ کے حرفتی مرکز دھوکا کھائیں تو کھائیں لیکن متوسط
طبقے اور اُن اطالویوں کو جنہوں نے روپیہ جمع کیا ہے یقیناً اطمینان نہیں ہو سکتا تھا۔ اب
ضروری ہو گیا تھا کہ اس مالیاتی حالت کو سہارا دیا جائے۔ اس کا خیال تک نہیں ہو سکتا تھا
کہ ایک منظم اور مضبوط ریاست کو جہاں بلوے نہ ہوں اور جو ایمان، اعتقاد اور استحکام کے
ساتھ کام کر رہی ہو ایک ایسے مسئلہ، کھیلنے والے طبقہ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے جو لبرل
کی گری ہوئی قیمت سے خود دولت سمیٹنا چاہتا ہو۔ یہ طبقہ دیوالہ کو بہت جلد قبول کرنے

۲۲۰
مسوئلی کی آپ بیتی
کے لئے اکادمہ تھا تاکہ اس کو نہ اپنا خانگی قرض ادا کر سکنے اور نہ بینک میں رقم جمع کرانے والوں
کا سرمایہ واپس کر سکنے کا موقع مل سکے۔ بعض فدا ر شہری اطالویوں کو دھوکا دینے کی سازش
کر رہے تھے۔ یہ ایک زبردست دھوکا اور اخلاقی زخم تھا کیونکہ ایک تباہ حال قوم دوبارہ
جہنم نہیں لے سکتی۔

میں ایک عرصہ وزارت تک ریاستی، خانگی اور شخصی مالیات کے چھیدہ مسائل کا بغور
مطالعہ کرتا رہا۔ میں اپنے ملک کے حالات کا ہمارے جیسے دوسرے ممالک کے حالات
سے مقابلہ کرتا رہا اور تجااتی توازن کے اعداد و شمار کی نگرانی کرتا رہا۔ اب میں اس قابل تھا
کہ اطالیہ کی معاشی زندگی کے متعلق متطبی فیصلہ کر سکوں۔ اگست ۱۹۲۶ء میں مرکزی اطالیہ کے
ایک خوبصورت شہر پئی سارو، میں نے ایک تقریر کی جو بہت مشہور ہونے والی تھی اور جس کی وجہ
سے ویلر، اکی قیمت اور سونے کی بنیاد کا تعین کیا جانے والا تھا۔ میں اطالویوں سے صاف
صاف کہہ دیتا چاہتا تھا۔ بیرونی مبادلہ نے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ باہر ہاری ساکھ بہت کم و بڑ
مالیاتی تباہ حال نظام کے تحت روزگار ٹکون کسی اندرونی کارروائی کی نشانی تھی۔ میں نے
اس پر کافی طور پر جھنڈے دل سے غور کیا مجھے اس طبقہ کا مقابلہ کرنا اور اس کو شکست دینا تھا
جو قوم کو دیوالیہ ہونے کی طرف دھکیل رہا تھا۔ حکومت ان لوگوں اور ان کے کرتوتوں سے
غافل نہیں رہ سکتی تھی۔ نہ صرف اس سے ملک کا معاشی مستقبل متاثر ہو رہا تھا بلکہ اطالوی قوم
کا جھنڈا آئینہ خطر میں تھا حقیقت میں بعض موقعوں پر کرنسی کے استحکام سے جھنڈے کی عزت
رکھ لی جاسکتی تھی۔ کوئی شخص اس وقت غافل نہیں رہ سکتا جبکہ ساری قوم کا وقار خطرہ میں ہو۔
فسطائیت کو جس نے قوم کو مضبوط سکھایا تھا ان کو تاہم میں دیکھنے والوں پر
قابو حاصل کرنا پڑا جو ہمارے کرنسی کی قیمت کو گرائنا چاہتے تھے۔ فسطائیت کو جس نے سیاسی
معاملات میں کامیابی حاصل کی تھی معاشی معاملات میں بھی پُر زور طور پر مداخلت کرنا تھا
ورنہ اس کو شکست اٹھانی پڑتی۔ اس سارے میں سارے بین الاقوامی مخالف فسطائیت

۲۲۱
 مسوینی کی آپ بیتی
 لوگ جمع تھے جن کو اطالیہ کے باہر اور اندر سے اکسایا جا رہا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ اس دیانت داری
 کی پالیسی کے ساتھ ارادہ کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے کہا: تقریر کا اہم حصہ حسبِ میل ہے
 ”آپ متعجب نہ ہوں مگر میں خالص اہمیت کا سیاسی اعلان کروں۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے
 کہ میں بغیر کسی سرکاری واسطہ کے عوام کو راست مخاطب کر رہا ہوں۔ مجھے ہمیشہ اعتبار کرنا چاہیے
 خصوصاً اس وقت جبکہ میں عوام کو مخاطب کر رہا ہوں، اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا
 ہوں اور دلوں کی حرکت کی آوازوں کو سن رہا ہوں۔ میں آپ سے مخاطب ہوں لیکن اسی وقت
 میں سارے اطالویوں سے بھی مخاطب ہوں اور اسی وجہ سے میری آواز یقیناً آپس، اوور
 سمندر پر ابھی گونج پیدا کرے گی۔ مجھے کہنے دیجئے کہ میں اطالوی دلیر، کی آخری سال تک
 حفاظت کروں گا۔ میں ان اطالویوں کو جنہوں نے چار سال تک ضبط سے کام کیا اور اس
 بھی زیادہ سخت قربانیوں کے لئے تیار ہیں دیوالیہ دلیر، اخلاقی شرم اور معاشی انتشار کے
 ساتھ والہ نہیں کر سکتا۔ فطانی نظام اس کو فٹش کو پوری طاقت کے ساتھ رد کر دے گا جس کے
 ذریعہ معاشی دشمن اطالیہ کا گھلا گھوٹنا چاہتے ہیں جب ہیں اُن کا یہاں کھوج ملے گا تو ہر ان کا
 کچھ مز نکال ڈالیں گے دلیر، کو جو ہماری معاشی زندگی کی نشانی ہے، ہمارے کام اور ہماری باہمی
 کی علامت ہے، بہر قیمت بچایا جائے گا جب میں ان لوگوں میں جاتا ہوں جو حقیقت میں کام
 کرتے ہیں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ ایسا کہنے میں اُن کے توقعات اور اوسے اور اچھا سا
 کی ترجائی کرتا ہوں۔

”دشہری اور سیاہ قبضے! میں اپنی تقریر کا اہم ترین حصہ کہہ چکا ہوں جس کی قیمت میں
 شبہات کو دور کرنا اور تکلیف دہ شکست کے حلوں کو کمزور کرنا ہے۔“
 میرے جلے اُن لوگوں کے لئے تازیانہ تھے جو بیرونی مبادلاتی اداروں میں مسرہ،
 کھیلنے کے لئے چھپے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے مالیاتی اداروں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ حکومت
 کے ساتھ اشتراک کئے بغیر وہ اپنی آزادانہ پالیسی اختیار نہیں کر سکتے اور مسرہ، کھیلنے والوں

مسوینی کی آپ بیتی دیکھ لیا کہ وہ حال میں نہیں چکے ہیں۔ اس کے برخلاف میں اپنے آپ کو الفاظ کی قید و بند میں جکڑ دینا نہیں چاہتا تھا۔ پہلی ستمبر کو وزراء کی کونسل میں میں نے ایسا طریقہ کار اختیار کیا جس سے ہماری مالیاتی پالیسی کی حفاظت ہوتی ہے۔ مارگن قرض کے نوکڑوڑڈ الر کی بینک آف اٹلی کے نام منتقلی، ریاست اور بینک آف اٹلی کے درمیان حسابات کی تنظیم، ریاست کی نجی ڈوآرپ پچاس کروڑ کی جاری شدہ رقم کی تخفیف، اور کون سوزیو والوری کے خود مختار شعبہ کا دیوالیہ میرے طریقہ کار کا مختصر خاکہ ہو سکتا ہے۔ ان کے سوائیکس کی سادگی میں سہولت پیدا کر دی گئی اور بعض ٹیکس کو تو بالکل ہی مسدود کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کفایت شعاری اور بینک کاری کی حفاظتی تدابیر اور سہولتیں ہم پہنچائی گئیں۔ نومبر میں میں نے قرض حاصل کیا جس کا نام 'دی لیٹوریو' رکھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ نقد کاروبار میں سہولتیں مہیا کی جائیں اور موازنہ میں کچھ کمی بیشی کی جاسکے چونکہ بہت سا قرض 'ٹریڈری بانڈس' کی شکل میں تھا اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ ان 'بانڈس' کو ختم کر دیا جائے اور پبلک قرض کی مدد سے ان کو نکال ہی دیا جائے۔ بلاشبہ یہ طریقہ سخت نوعیت کے تھے اور ان میں قربانیاں بھری ہوئی تھیں لیکن جب یہ محکمہ وہ موقع گزر گیا تو ہم پھر دانشمندانہ پالیسی کی طرف رجوع کر سکتے تھے۔ ہمارے لیبرے کی قیمت لندن اور واشنگٹن کے بازاروں میں بڑھنے لگی اور ہماری سکہ دوبارہ دنیا کے ہر حصہ میں قائم ہونے لگی۔

مالیاتی پریشانیوں سے اطمینان کی طرف رہنمائی جو میں نے تقریر کے بعد سے شروع کی تھی مشکلوں سے خالی نہیں تھی۔ ناکامیاں اور نقصانات ہوئے۔ کاروبار شروع ہوا تھا جبکہ ایک سو تیس لیبر اکا ایک پونڈ تھا اور ختم ہوا اس وقت جبکہ نوے لیبر اکا ایک پونڈ تھا۔ یہ طریقہ کار ناگزیر نقصانات کا باعث ہوا اور ان لوگوں کو اس سے زیادہ نقصان پہنچا جو مالیاتی نقطہ نظر سے کمزور اور مدافعت کے قابل نہ تھے۔ مالیاتی حالت کو قابل اطمینان اور باوقار بنانے کے لئے جو دشواریاں ہوئیں وہ ظاہر تھیں۔ دوبارہ نمبر

مسوینی کی آپ بیتی ایسی ہی مشکل تھی جیسی کہ مصنوعی دولت کی تقسیم آسمان ہیں موازنہ اور اسٹیٹ بانڈس کو بڑی حد تک کم کرنا پڑا۔ ہمارے اچھے ہوئے مالیاتی وزن اور ہر سال واجب الادا سود کو صحیح طور پر معلوم کرنے کے لئے ہم کو قرض کی ایک نئی پالیسی اختیار کرنی پڑی۔ لیکن اب موقع صاف اور بہتر ہو گیا تھا۔ تیز، مستعد اور مستحکم نظام کے قیام کے لئے میں نے تصفیہ کیا کہ سکے قمراس جاری کرنے والے سب اداروں کو متحد کر دوں۔ صرف بینک آف اٹلی کو سکے قمراس جاری کرنے کا اختیار ہے۔ بینک آف نیپلز اور بینک آف سنسلی کو چھ چوبی اطالیہ کی زرعی معاش زندگی کا محافظ مقرر کر دیا گیا جب ایک سال کی نمایاں دشواریوں کے بعد موازنہ کی مالیاتی اور اطالوی معاشی حالت درست ہوئی تو میں ۱۹۲۴ء میں اس قابل ہوا کہ لیرے کو سونے کی بنیاد پر مضبوطی کے ساتھ کھڑا کر سکوں۔ دسمبر ۱۹۲۴ء میں وزیر کی کونسل میں میں یہ اعلان کر سکتے تھے قابل ہوا کہ لیرا کی بنیاد اب سونے پر قائم ہو چکی ہے جس کو ماہرین مالیات نے مستحکم قرار دیا ہے۔

اب میں ایک فاجعہ کا سا غور محسوس کرتا تھا۔ نہ صرف میں نے سیاہ قیصیوں کی سیاسی میدان میں رہنمائی کی تھی بلکہ قومی معاشی مسائل پر بھی قیام حاصل کر چکا تھا۔ ایسے موقعوں پر معاشی زندگی کا گہرا مطالعہ ہی ایسے نتائج پیدا کر سکتا ہے جو اکثریت کو اطمینان دلا سکتے ہیں۔ آج ہمارا موازنہ متوازن ہے اور خود مختار صوبے بھی اپنے اپنے موازنوں کو متوازن کر چکے ہیں۔ درآ، اور برآمد اور ان کے تعلقات مستحکم لیرے پر قائم ہیں۔ مستحکم بنیاد پر فسطائی اطالیہ ایک نئی حکومت قائم کر رہا ہے اور نیا کارپوریٹو نظام، عام پالیسی اور ہماری ریاست کے اہم نظم و نسق کو مکمل کر رہا ہے۔

دسواں باب

فسطائی ریاست اور مستقبل

جدید فسطائی تہذیب کی اختراعات اور تجربات میں ایک سے ساری دنیا کو دلچسپی ہے۔ وہ ریاست کا کارپوریشن کا نظام ہے۔

مجھے ابتداء ہی میں بیان کرنے دیجئے کہ ریاست کے نظام کی اس شکل تک پہنچنے سے قبل جس کو میں اب مکمل سمجھتا ہوں لمبے لمبے قدم اٹھائے گئے۔ تحقیقات، تجربہ اور بحث و تجویز مفصل ہوئی۔ تجربہ اور آزمائشوں میں بہت سے سبق ملے۔

علمی حقیقت ہندی ہی محرک طاقت رہی۔ سب سے پہلے ہم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کارپوریشن کا نظام محض عدالتی اداروں کو قائم کرنے کی خواہش سے نہیں پیدا ہوا۔

میری رائے میں وہ پیدا ہوا، بالخصوص اطالوی صورت حال کی خاص ضروریات سے اور بالعموم کسی ایسی صورت حال سے جہاں معاشی پابندی ہو اور جہاں کام اور پیداوار کی روایات کو تجربہ اور قاعدہ مانہ سے ابھی تک ترقی نہیں دی گئی ہے۔ اطالیہ کی متحدہ سیاسی نشاۃ ثانیہ کی پہلی نصف صدی میں ایک طبقہ دوسرے طبقہ کے خلاف ہتھیار باندھ کر کھڑا تھا، نہ صرف اس خواہش کے ساتھ کہ دوسرے طبقہ پر سیاسی برتری حاصل کرے بلکہ ان جمہور و ذرائع کے لئے جدوجہد کرنے میں بھی کہ ہماری سر زمین کی سطح پر اور اس کے نیچے جو کچھ ہے اس کو ان لوگوں کے حوالہ کیا جائے جو کام اور پیداوار سے

حکمران متوسط طبقہ کے خلاف ایک اور طبقہ تھا جس کو میں نچلا طبقہ کہوں گا۔ اس پر اشتراکیوں اور انارکسٹوں کا اثر تھا اور حکمران طبقہ کے ساتھ اس کی کشمکش دائمی تھی۔

ہر سال ایک عام ہڑتال ہوتی تھی۔ ہر سال مثال کے طور پر شاداب وادی پو، میں وقفاؤ شورشیں ہوتی تھیں جن کی وجہ سے فصلوں اور ساری پیداوار کو خطرہ لاحق ہو جاتا تھا۔ ایک انسانی جسم ہم آہنگی کے برخلاف جو ایک ہی وطن کے باشندوں کا فرض ہونا چاہیئے مفادات کی ایک کھینچ تھی جس کی حوصلہ افزائی پیشہ ورانہ کی صنعت کی اشتراکی تنظیم کے اراکین ایک ایسے متوسط طبقہ کے خلاف کرتے تھے جو اپنی نفی اور عیسائی امید کی حالت پر قانع تھا۔ شہری زندگی قطعی بہتری کی نشاہ پر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھی تھی۔

ایک ایسا ملک جیسا کہ ہمارے جسے جس کی زمین اچھے ذرائع نہیں رکھتی جس کا نصف رقبہ بہاروں کا ہو بڑے معاشی امکانات نہیں رکھتی۔ ایسی صورت میں اگر باشندے فطری طور پر جھگڑاؤ بن جائیں اگر طبقوں کا رجحان یہ ہو کہ ایک دوسرے کو نیست و نابود کرنے کے لئے لڑتے رہیں تو پھر شہری زندگی میں وہ ہم آہنگی نہیں باقی رہ سکتی جو عصر جدید کے باشندوں کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اجزائی اور عمومی ریاست ہر سال زیر ہر موسم میں ہونے والی افراتفری کے زمانہ میں وہ یہ بنی رہی۔ اس نے ایک خاص فقرہ منتخب کر لیا تھا ”نہ رد عمل نہ انقلاب“ گویا کہ یہ فقرہ کوئی خاص یا درحقیقت کوئی بھی معنی رکھتا ہے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ طبقہ کی مسابقت کی اس ذلیل اور طفلانہ عادت کو ترک کریں اور نفرت اور بغض و کینہ کو بالائے طاق رکھ دیں۔ جنگ کے بعد خصوصاً لینن کے شہر انگیزہ و گپڑے کی بدولت غمادے خطرناک صورت اختیار کر لی تھی۔ عام طور سے شورشوں اور ہڑتالوں کے ساتھ لڑائیاں ہوتی تھیں اور آدمی ہلاک اور زخمی ہوتے تھے۔ لوگ کاموں پر واپس گئے مگر ان کے دل آقاؤں کے اس طبقہ کے خلاف نفرت سے بھرے ہوئے تھے جس کو صبح ہو یا غلط، فہم و دیکھ

مسئولیت کی آپ بیتی
 عاری سمجھ لیا گیا تھا کہ وہ دنیا کے کسی دوسرے متوسط طبقہ سے اس باب میں بازی لے گیا تھا کہ اس کو
 اور شہری مکرنوں کی ترقی پانے والی صنعت میں بھی قابل لحاظ غلط فہمی تھی۔ ہماری ساری زندگی میں
 لفظی کا دور دورہ تھا۔ ہر شخص عوام کے تشدد کو گوارا کرنے اس کے سمجھنے کا بہانہ کرنے اور اس کا
 معاوضہ ادا کرنے پر مائل تھا۔ لیکن بدظنی کے ہر واقعہ کے بعد ایک نئی صورت حال لڑائی کا ایک
 اور دشوار مسئلہ پیش کرتی تھی۔

میری رائے میں ضروری تھا کہ ایک ایسی سیاسی فضا پیدا کر دی جائے جو حکومت کے
 آدمیوں کو جرات سے کام کرنے تلخ صداقتوں کے کہنے، حقوق کو فرائض کے پورا کرانے کے
 بعد ہی نابت کرنے اور اگر ضروری ہو تو ان فرائض کے عاید کرنے کی اجازت دے۔ اعتدال
 پسندی اور عمومیت دودھ اور پانی کی نوعیت کی محض آزمودہ دوائیں تھیں۔ انھوں نے پائینٹ
 کے کمر میں اپنی توانائیاں ختم کر دی تھیں۔ اس شورش کی سرکردگی ریاست کے ملازم ریلوے
 کے آدمی اور ڈاکے اور تکلیف دہ عناصر کرتے تھے۔ ریاست کا اقتدار ایک بلی کا بچہ تھا جس کا
 کلا گھونٹ دیا گیا تھا۔ ایسی صورت حال میں محض رحمی اور رواداری مجرمانہ ہوتی۔ اعتدال پسندی
 اور عمومیت جو ہر موقع پر اپنے فرض سے دست کش ہو جاتی تھیں اطلاع دہی زندگی کے مختلف طبقوں
 کے حقوق اور فرائض کا اندازہ لگانے میں بالکل ناکام رہی تھیں۔ فسطائیت نے یہ کام کر دکھایا۔
 واقعہ یہ ہے کہ ہر سال کے ہم آہنگ کام نے معاشی زندگی کے ضروری طریقوں اور نتیجتاً
 اطلاع دہی کی سیاسی اور اخلاقی زندگی کو یکسر بدل دیا ہے۔ مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ جو ضبط میں نے عاید
 کیا، جبر ضبط نہیں ہے۔ وہ قبل از قبل پکائے ہوئے خیالات سے پیدا نہیں ہوتا، طبقات اور
 زمروں کے خود غرضانہ مفادات کی فرمانبرداری نہیں کرتا۔ ہمارے ضبط کا تصور ایک ہے اور
 انجام ایک، اطلاع دہی قوم کی خوشحالی اور نیک نامی۔

جو ضبط میں نے عاید کیا ہے روشن خیال ضبط ہے۔ نچلے طبقے اس لئے کہ وہ متعدد ہیں اور
 شاید زیادہ مہر و کرم کے مستحق ہیں مجھے دل سے عزیز ہیں۔ میں نے دیہات کے آدمی خند توں

۲۲۷

مسیحی کی آپ بیتی

دیکھے ہیں اور میں سمجھ گیا ہوں کہ قوم سخت دست و بازو رکھنے والے، تندرست لوگوں کی کس قدر رہیں منت ہے۔ دوسری طرف ہمارے صنعتی کارکن مہانت، خوش مذاقی اور مہرِ احمت کا پٹا حاصل کر دیا رکھتے ہیں جس سے ایسے شخص کے فکر کو تقویت ہوتی ہے جسے کسی قوم پر حکمرانی اور اُن کی قیادت کرنی ہو۔ اطالوی متوسط طبقہ بھی جس میں دیہی باشندے شامل ہیں اپنی تہرت سے زیادہ اچھا ہے۔ ہمارے مسائل مختلف معاشی مفادات کے تنوع اور گونا گونی سے پیدا ہوتے ہیں جو پیداواروں کے بڑے قومی زمروں کی تشکیل کو دشوار بنا دیتا ہے۔ بہر حال اطالوی پیداواروں میں سے کوئی بھی ”شیطان“ نہیں کہلایا جاسکتا جیسا کہ ان کو قدیم اشتراکی دکھانے کی قیادت کے زمانہ میں پکارا جاتا تھا۔ ریاست اب دہریہ نہیں رہی جب وہ مختلف طبقات حقائق اور مفادات سے دوچار ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف کھٹکھٹ کا خاتمہ کرتی ہے بلکہ تصادم اور لڑائی جھگڑے کی اصل معلوم کرنے کی کوشش بھی کرتی ہے۔ اعداد و شمار اور محنتی آدمیوں کی مدد سے ہم اب فرد کے مسائل عظیم کی تعریف و تشریح کرنے کے قابل ہیں۔ اس اثنا میں نہ صرف حکومت بلکہ مقامی طور پر تنظیم پائی ہوئی مشاورتی جماعتوں کی مداخلت سے ہم ٹھیک طور پر جان سکتے ہیں کہ فرد کے پیداوار کے پروگرام کا خاکہ کیا ہونا چاہیئے۔

میری سب سے بڑھ کر خواہش یہ رہی ہے کہ معاشرتی قانون سازی کی اچھی دیکھ بھال کی جائے جس کی ضرورت صنعت کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن پر صنعت کے مستقبل کی ذمہ داری ہوگی ہمارے متفقہ بین الاقوامی پروگراموں کو عمل میں لانے کے لئے ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ تمام یورپین اقوام میں اطالیہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس نے گھنٹہ کے دن لازمی ہمہ اعمورتوں اور بچوں کے کام کی نگرانی، امداد اور رفہ عام کے کام کے بعد تفریح اور تعلیم بالغان اور سب سے آخر میں حق کے لازمی ہمہ کے قوانین کی توثیق کر دی ہے۔ ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ فردوروں کی دنیا کے ہر حصہ میں کس طرح اطالیہ کے فردوری پیشہ طبقوں کا ساتھ دیتا ہوں۔ ہماری معاشیات کے استحکام کے اصول

۲۲۸
 مسوئی کا آپ بیتی
 نقصان پہنچائے بغیر جو کچھ ممکن تھا میں نے کیا۔ کم سے کم اجرت سے لیکر ملازمت کے تسلسل تک
 حادثات کے بحیرے سے لیکر زمانہ بیماری کے معاوضہ تک، بڑھاپے کی آمدنی سے لیکر فوجی خدمت
 کے مناسب ضابطہ تک۔ قومی معاشیات کے لئے سماجی رفاه عام کے اداروں نے جس چیز
 کو قابل عمل یا سماجی مسرت کے لئے دانشمندانہ بتایا۔ اس کو ترقی دینے میں میں نے سب کچھ کیا
 میں ہر مرد اور عورت کو موقع اس قدر فیاضانہ عطا کرنا چاہتا ہوں کہ کام تکلیف دہ نہیں بلکہ
 پر مسرت بن جائے۔ لیکن اب پیچیدہ پروگرام کارپوریشن کے اصول کے قیام کی برابری نہیں کر سکتا
 اور نہ یہ اصول اس سے بڑھ کر کسی چیز کی برابری کر سکتا ہے۔ اس اصول سے بڑھ کر ریاست کے
 شدید سے بڑھ کر فطائیت ہے جو اطالوی زندگی کو ہم آہنگ بناتی ہے اور اس پر چھائی
 ہوئی ہے جو ایک محرک قوت ہے۔

۱۹۲۲ء میں روما پر چڑھائی کے چند ماہ بعد میں نے آٹھ گھنٹہ کے دن کے قانون
 کی توثیق پر امر کر رکھا جو انہی نے جنس فطائیت کی قانون ساز پالیسی درست نظر آتی تھی۔ قومی انٹر کی
 صنعت کی تعلیم کو پسند کیا۔ قدیم پیشہ ورانہ سنڈکیٹوں کے بجائے ہم نے فسطائی کارپوریشن
 قائم کئے۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۳ء کو ایک جلسہ میں مجھے یہ بیان کرنے کا موقع ملا ”داخلی امن کا
 قیام ابتداً حکومت کے پاس طریق کار کا واضح خاکہ ہے۔ نظم عامہ میں کسی
 بھی سبب سے خلل نہ ڈالنا چاہیئے۔ یہ سیاسی پہلو ہے۔ لیکن معاشی پہلو بھی ہے۔ وہ انٹر ک
 عمل کا پہلو ہے۔ دوسرے مسائل بھی ہیں مثلاً مسئلہ برآمد۔ میں اطالوی صنعت کو یہ اصول
 پھر یاد دلاتا ہوں۔ اب تک وہ بہت انفرادی تھا۔ پُرانا نظام اور پُرانے طریقے ترک کر دئے جائے جائیں
 گے ٹیکری میں نے کہا ”انسانی اور جائز مفادات کے تمام جھگڑوں سے بالاتر حکومت کا اقتدار
 صرف حکومت ہی رفاه عام کے پہلو کے تحت چیزوں کو دیکھنے کی صحیح پوزیشن میں ہے۔ حکومت نہ
 آدمی کی ہے اور نہ ان آدمیوں کی۔ وہ شخص سے بالاتر ہے، اس لئے کہ وہ نہ صرف حال میں
 قوم کے انصاف پسند ضمیر کی ذمہ دار ہے بلکہ مستقبل کے قوم کی ہر چیز کی بھی۔ حکومت نے ثابت کر دیا ہے

مسئلی کی آپ بیتی وہ قوم کی پیداوار و طاقت کی انتہائی قدر کرتی ہے۔ جو حکومت ان اصولوں کی پابند ہو اس کو حق ہے کہ ہر شخص اس کی بات سنے۔ اُسے ایک کام انجام دینا ہے۔ وہ اسے انجام دے گی۔ وہ قوم کے اخلاقی اور مادی مفادات کی مدافعت کے لئے اُسے ثابت قدمی سے انجام دے گی۔

قدیم محنت کی عمارت اور انجمنوں کو آہستہ آہستہ ترک کر دیا گیا۔ ہم ریاست کے کارپورن کے تصور کی جانب برابر بڑھتے ہی جا رہے تھے۔ میں مزدوروں کی ایک تعطیل منسوخ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور میں نے یکمئی کے بجائے جس کی اصل اجنبی ہے اور آئسٹریا کی بین الاقوامیت کا رنگ نکلتی ہے اطالوی زندگی کی ایک شاندار تاریخ مقرر کی۔ ۲۱ اپریل، روما کی پیدل کاؤن۔ روما ایک ایسا شہر ہے جس نے دنیا کے سامنے قانون سازی کی نظیر پیش کی۔ رومی قانون اب بھی وہ کتاب ہے جو شہری زندگی کے تعلقات پر قابو رکھتی ہے۔ مزدوروں کا دن منانے کے لئے میں اس سے زیادہ معنی خیز اور موزوں دن کا انتخاب نہیں کر سکتا تھا۔ ان تمام انتظامات کو قطعی طور پر حقیقت کا رنگ دینے کے لئے جو میں نے کئے اور جو فطانت اور کارپوریشنوں نے پیچیدہ شکل میں پیش کئے تھے میں نے مجلس اعلیٰ کو ایک دستاویز کی منظر پیش دینے پر مجبور کیا۔ مجھے یہ کہنے میں پس و پیش نہیں کہ وہ تاریخی نوعیت رکھتی ہے۔ وہ مشورہ ہے۔ وہ تیس فکروں پر مشتمل ہے۔ ہر فقرہ میں ایک بنیادی حقیقت ہے۔ اس دستاویز کا تمام اطالوی طبقوں نے خیر مقدم کیا۔ عمال کا آئین مجسٹریٹ اپنے فرض کے لحاظ سے ایک ایسی چیز کا نمائندہ ہے جو کسی طاقتور ریاست کے لائق ہو، بلند آہنگ، اعتدال پسندی، جمہوریت، اور انتہائی مضحکہ خیز تقورات کی مبہم دنیا کے خلاف حقیقت کا رنگ دنیا فطانت کا کام تھا۔ آئسٹریا کی طریقے والے پرانے آدمی جزائر آئسٹریا میں اصلاح کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ ایک اور خیالی عمارت گر پڑی۔ فطانت کسی ایک طبقہ کی محافظہ تھی بلکہ ایک ریاست کے تمام طبقوں کے باہمی تعلقات کو اعلیٰ طریقہ سے درست کرنے والی مشورہ عمل پر دنیا بھر کے معنی آدمی کی توجہ مبذول ہو گئی۔ وہ فطانتی ریاست کی نئی عمارت کا ایک زبردست ستون بن گیا۔

۲۳۰
 مسلوبی کی آپ بیتی
 منوجہاں اور تمام سماجی قانون سازی کے منطقی نتیجہ کے طور پر کارپوریشنوں کے انتظام
 کی ضرورت ہوئی۔ اس ادارہ میں قومی پیداوار کے تمام شعبے مرکوز ہیں۔ دماغی اور جسمانی کام
 کو اپنی تمام پچیدگی اور وسعت کے ساتھ مساوی حفاظت اور نشوونما کی ضرورت ہوتی ہے۔
 فسطائی ریاست کا شہری اب خود غرض فرد نہیں رہا جس کو جمہور کے کسی قانون کے خلاف بغاوت
 کرنے کا مخالف سماجی حق دیا گیا ہو۔ فسطائی ریاست اپنے کارپوریشن کے تصور کے ساتھ
 آدمیوں اور ان کی صلاحیتوں کو کام پر لگاتی ہے اور ان فرائض کی تشریح کرتی ہے جو ان کو
 ادا کرنا ہیں۔

اس نئے تصور میں جس کا منطقی طور پر اظہار ہماری نمائندہ صورتوں میں ہوتا ہے شہری قدر
 قیمت رکھتا ہے، اس کی پیداوار اس کے کام اور ان کے خیال کی بدولت، نہ کہ اس کی بدولت
 کہ اس کی عمر کبیس سال ہے اور وہ حق رائے دہی رکھتا ہے!

اس ریاست میں قومی سرگرمیاں منعکس ہوتی ہیں۔ یہ ایک منطقی بات تھی کہ اشتراکی
 صنعت کی تنظیم نئے نمائندہ اداروں کا بھی ایک جزو بن جائے۔ اس ضرورت سے جوئی
 سیاسی اور سماجی حقیقت سے پیدا ہوئی قومی سیاسی نمائندگی کی اصلاح ہوئی۔ نہ صرف
 یہی سیاسی جماعت اپنے امیدوار کو اس کی قابلیتوں کے تعلق سے منتخب کرتی ہے بلکہ
 فسطائی مجلس اعلیٰ کے مقرر کردہ طریقہ انتخاب کی پابند بھی ہوتی ہے کہ بہترین، نہایت
 ثابت قدم، نہایت صحیح نمائندہ اور نہایت ماہرانہ قومی بورڈ ڈائریکٹران بنائے۔

ہم نے کچھ کم اہمیت کے مسائل حل نہیں کئے ہیں۔ ہم نے ان تمام دائمی شکایتوں
 بدامنی اور شک و شبہ کا خاتمہ کر دیا ہے جو ہماری قومی روح کو مسموم کر رہے تھے۔ ہم نے
 ایک ہم آہنگی پیدا کر دی ہے۔ قانون بنایا ہے اور کام کی حفاظت کا انتظام کیا ہے۔

ہم نے طبقوں کے تعاون کے ساتھ ہمارے امکانات اور ہماری مستقبل کی طاقت
 کی وجہ دریافت کر لی ہے۔ ہم اپنا وقت بدامنی اور ہڑتالوں میں ضائع نہیں کرتے

مسوینی کی آپ بیتی
جو نہ صرف اسپرٹ کو پریشان کرتی ہیں بلکہ خود ہماری طاقت اور ہماری معاشیات کے استحکام کو
خطرہ میں ڈال دیتی ہیں ہم ٹرائی جھگڑے کو دو لٹمنڈوں کا فیض سمجھتے ہیں ہم کو اپنی طاقت بچا
رکھنی چاہیے ہم نے کام کو پیدا اور طاقت کی بلندی پر پہنچا دیا ہے۔ اس لئے ہمارے پاس
ان عناصر کی اکثریت ہے جن کی نمائندگی مجلس قانون ساز میں ہوتی ہے، اور یہ مجلس اٹالوئی ننگی
کا زیادہ اہل اور زیادہ طاقتور ناخدا ہے۔

اور سرمایہ کو جلا وطن نہیں کیا گیا، جیسا کہ اس کے اشتہالی خواب میں کیا گیا ہے۔ ہم اس کو
پیداوار کے ڈرامے میں روز افزوں اہم اداکار سمجھتے ہیں۔ اپنی اس آپ بیتی میں میں نے اس
ایک سے زیادہ بار زور دیا ہے کہ میں نے اپنے سیاسی کام کے کٹرے کو ہمیشہ مضبوط تانے
بانے سے بنا ہے۔ میں نے اٹالوئی زندگی پر فقط طمع چڑھانے پر اکتفا نہیں کیا، میں اس کی
اسپرٹ کی گہرائیوں پر اثر ڈالنا چاہتا تھا میں نے اپنی محنت کو حقائق اور اٹالوئی باشندوں
کے اہل حالات پر مبنی کیا۔ ایسی حقیقت پسندانہ سرگرمی سے مجھے قیمتی سبق ملے۔ میں اپنے ملک
نے مستقبل کی طرف نظریں لگا کر مفید اور فوری نتائج پیدا کرنے کے قابل ہوا ہوں۔

ایک اصلاح جو میں نے کی مدارس کی تنظیم جدید ہے۔ اس کو "جنٹائل ریفارم" کے نام سے
موسوم کیا گیا ہے۔ اس کو وزیر تعلیم کا نام دیا گیا جس کو میں نے روما پر چڑھانی کے بعد ہی مقرر کیا
تھا۔ مدارس کے مسائل کی نزاکت اور اہمیت عہد جدید کے کسی ایسے سیاست دان کی نظر و
سے نہیں بچ سکتی جس کو اپنے باشندوں کی قسمت کی فکر ہو۔ مدرسہ ریجنٹیت مجموعی طور پر کیا جانا
چاہیے۔ پبلک اسکول، انٹر میڈیٹ اسکول، جامعات، سب کسی قوم کی زندگی کے اخلاقی
اور معاشی رجحان پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ابتدا ہی سے میں اس کی نسبت متوجہ رہا ہوں۔
میں ابتدا میں مدرسہ تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ میں نوجوانوں اور ان کی ترقی میں بہت دلچسپی
اٹالوئی میں بلند تر ثقافت کی روایات موجود تھیں۔ لیکن پبلک اسکول نے ان کو دلیل کر دیا تھا
کیونکہ ذرائع اور سب سے بڑھ کر روحانی تصور نہیں تھا

سکول کی آپ بیتی
اگرچہ ناخواندگی کافی حد تک رہا تھا اور بعض علاقوں خصوصاً پیدمانٹ میں تو وہ غائب ہو چکی تھی
تاہم شہریوں کو اسکول کی دنیا میں تعلیمی بنیادوں کے وہ وسیع اصول — جسمانی، دماغی اور
اخلاقی — ذہن نشین نہ تھے جو امکانی اور فیاضانہ ہیں۔ انٹرمیڈیٹ اسکولوں میں طلبہ کچھ کچھ
ہوئے تھے کیونکہ ہر ایک کو اہلیت کا لحاظ رکھ کر بغیر ختم نہ ہونے والے امتحانات لیکر داخل کر لیا
جاتا تھا اور یہ چیز اکثر بے جان رسم کی حد تک پہنچ گئی تھی۔ ہمارے پاس انتخاب کا دانشمندانہ
نظام اور افراد کا پیشہ ورانہ اور تعلیمی معیار نہ تھا۔ ایک لڑکی جو انسانوں کی کئی اقسام پیدا کر رہی
تھی جو اکثر آخر کار ملازمت کرنے پر قانع تھی۔ پبلک سروس کے کام کو زندہ نہیں بلکہ مژدہ
آؤ میوٹل سے چلا کر ذلیل کر دیا گیا تھا۔ جامعات نے بعض دوسری کٹھ پتلیاں نام نہاد
دوسرے شاہجہانوں، مثلاً قانون اور طبابت میں پیدا کیں۔

وقت آگیا تھا کہ قوم کی روحانی زندگی کی ایسی اہم اور نازک مشینری کو قطعی شکل میں درست
کر کے نیا بنایا جائے۔ ہم کو انٹرمیڈیٹ اسکولوں سے منفی اور معزور و سرکش غاص کو خارج کرنا
تھا۔ ہم نے غم کر لیا تھا کہ پبلک اسکول میں وہ وسیع انسانی رو دوڑائی جائے جو ہماری تاریخ
اور روایات کی حقیقت خاص خصوصیت ہے۔ اور سب سے آخر میں یہ ناگزیر تھا کہ تعلیم
میں ایک نیا ضبط عاید کیا جائے جس کے آگے ہر شخص اور سب سے پہلے خود اساتذہ کو
سر خم کرنا پڑے۔

بلاشبہ طالبہ میں اساتذہ بہت معمولی خواہ پاتے ہیں، اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے
جس کو میں نے موازنہ کی حالت درست ہوتے ہی حل کرنے کا غم کر لیا ہے۔ پھر بھی میں تعلیم
کے ساتھ محدود و بخلیوں کا سا سلوک پسند نہیں کر سکتا۔ بخوشی کی پالیسی قدیم اعتدال پسند اور جمہوری
اصل رکھتی ہے۔ اس سے اساتذہ کو اپنا فرض بے پروائی سے انجام دینے اور تخری تصویر
کو (خود یا است کے خلاف) دل میں جگہ دینے کا اچھا بہانہ مل جاتا تھا۔ اس حالت کا فتنہ
یہ تھا کہ کئی اساتذہ نے ملازمت چھوڑ دی۔ نہ صرف ابتدائی مدارس میں جبکہ بعض جامعات میں

مسئوئی کی آہستہ آہستہ
ایسے رجحان کی مثالیں موجود تھیں۔

فطائیت نے اس کو ختم کر دیا اور ضبط عاید کیا۔ ضبط اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں کے لئے مخصوصاً
ان لوگوں کے لئے جن میں نظم و ضبط سکھانے اور ملک کے مدارس میں انسانی
خدمت کے اعلیٰ ترین تصورات برقرار رکھنے کی اعلیٰ قابلیت اور فرض کا احساس تھا۔
ہمارے پاس اسکول کا ایک پُرانا قانون تھا جو وزیر کاسانی کے نام سے موسوم تھا اور
۱۸۵۹ء میں نافذ ہوا تھا اور وزراء کا پتہ، ڈاکو، اور دیگر یارو کی بعد کی ترمیموں کے
بعد بھی بنیادی قانون رہا تھا۔ ہماری جماعت کی پر جوش خواہش پر ہمیں اس کو از سر نو ترکیب دینی پڑی
اس کو تربیتی اور اخلاقی رنگ میں رنگنا پڑا، نئی زندگی کی اسپرٹ، دینی پڑی جو جدید اطالیہ کو متاثر کرے۔
خیالات عظیم اور انقلابات عظیم ہوشیہ متعدد مسائل کے حل کے لئے مناسب ساعت پیدا کرتے ہیں
مدرسہ کا مسئلہ جو سالہا سال تک یوں ہی جاری تھا۔ اس کا آخری حل "جسٹس ریفارم" کے ساتھ
اس اصلاح کو تفصیل کے ساتھ سمجھانے کا یہ موقع نہیں۔ بہر حال میں ان بنیادی خطوط کو طاق کرنا
چاہتا ہوں جن پر غور میں نے وزیر تعلیم کے ساتھ بحث کی اور جن کا تصفیہ چند مباحثوں میں کر دیا
ان کا خلاصہ حسب ذیل طور پر ہو سکتا ہے۔

(۱) ریاست صرف ان کو تعلیم دلاتی ہے جو اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے اس کے مستحق
ہوں اور ان طلبہ کو جنہیں ریاست کے مدارس میں جگہ پانے کا حق نہیں ہے دوسرے کام کرنے
دیتی ہے۔ جیہ جیہ تصور کے خلاف ہے جس میں ریاست کے مدرسہ کو ہر شخص کا ادارہ سمجھا
جاتا تھا۔ ایک ایسی لوگری جس میں قیمتی اشیاء اور ردی دونوں ٹھونسے گئے ہوں۔

(۲) ریاست کے مدارس اور خود اختیار مدارس کے طلبہ اپنے آپ کو مساوی حالات
میں پاتے ہیں جب ان کا امتحان حکومت کی مقرر کردہ کمیٹیوں کے سامنے لیا جائے۔ اس طرح
پرانگلستان کی مانند خود اختیار مدارس کے دور کی ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ یہ نتیجہ لگوں کے لئے
فائدہ مند ہے جن کے کئی مدارس ہیں لیکن اس کو پُرانے زمانہ کے پادریوں کے مخالفین نامہ نہ کریں۔

مسئولین کی آپ بیتی ریاست خود اختیار مدارس کی نگرانی کرتی ہے اور خود اختیار اور ریاستی مدارس میں مسابقت کرائی ہے جس کی وجہ سے تمام مدارس کی ثقافت اور ماحول بلند ہوتا ہے۔ ریاست کی نگرانی خود اختیار مدارس کی وجہ سے کم نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف وہ تمام مدارس پر اپنی نگرانی کو وسیع کرتی ہے (۴) انٹرمیڈیٹ اسکولوں میں داخلہ اب امتحان کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔ مدارس میں ایک وسیع انسانی ثقافت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ علم کا معیار بھی قائم رہتا ہے جس کی وجہ سے قدیم جمہوری مدارس کی بدامنی اور بے پروائی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ان اور دیگر اصلاحات کے ذریعہ سے ابتدائی مدرسہ کے ۲ واضح لیکن مربوط مقاصد ہو جاتے ہیں۔ ایک انٹرمیڈیٹ اسکول کی تیاری لیکن دوسرا وسیع اور مکمل عمومی تعلیم کی اعلیٰ قسم ہے۔

انٹرمیڈیٹ اسکولوں کی توسیع حسب ذیل اداروں کے ذریعہ سے کی گئی ہے۔
(۱) کاپیٹلی شری اسکول: توڑے ہوئے مکمل اسکول کو جو بجائے خود مکمل تھائے نظر پر اچھا کیا گیا۔

(ب) فنی ادارے، اعلیٰ ترتیب دینے والے۔

(ج) سائنٹیفک ادارہ، اور زیادہ اعلیٰ، اس نے ٹوٹے ہوئے ”مجدید ادارہ“ اور فنی ادارہ کے طبعیاتی و ریاضیاتی شعبوں کی جگہ لی۔ اور جامعہ کے سائنس کے شعبوں کے لئے طلبہ کو تیار کرتا ہے۔

(د) ادارہ اساتذہ، محض انسانی و فلسفیانہ مدرسہ جس نے ٹوٹے ہوئے کاپیٹلی شری و نارمل اسکولوں کی جگہ لی۔

(و) ادارہ نسوان، ایک عام ثقافتی مدرسہ اور بجائے خود مکمل۔

(ز) کلئیکل ادارہ :- اس کو اس کے اصلی خطوط پر رکھا گیا ہے لیکن نصاب اعلیٰ نوعیت کے لحاظ سے بڑھا دیا گیا ہے۔ یہ جامعہ کی اکثر شاخوں کیلئے طلبہ کو تیار کرنے کا کام

مسلو کی آپ بیتی۔ جامعات میں نفلہ کے لئے امتحانات لئے جاتے ہیں۔ انٹر میڈیٹ، کلاسیکل اور سائنس
انجام دیتے ہیں۔ آخری امتحان کو "پجوری گزٹیشن" کہا جاتا ہے۔ سارے نصاب کو از سر نو تیار کیا گیا ہے تاکہ وہ نفاذ
عصری ثقافت کے موزوں ہو۔ سولے انٹر میڈیٹ اسکولوں کے ماسٹر میٹر اور مذہبی شعبوں کی لاطینی زبان کو تمام مدارس میں
ان مختلف قسم کے اداروں کے لئے ایک ضروری قاعدہ نافذ کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ ہر مدرسہ
ایک اخلاقی نظام پر جس میں جماعتوں اور طلبہ کی مقررہ تعداد ہو طلبہ مقررہ امتحانات دیکر داخل ہو سکتے
ہیں جن کو داخلہ نہیں ملتا انہیں خود اختیار مدارس میں جانا پڑتا ہے۔

اس اصلاح کے نفاذ سے جس نے قدیم عادات، قدیم خیالات اور خصوصاً آبادی کی افادی
اسپرٹ کو درہم برہم کر دیا بغض و عناد کی نائزیر اسپرٹ پیدا ہوئی۔ اس کا استعمال مخالف اخبارات
اور خصوصاً "کوریڈ بلاسر" نے تزامنی مقاصد کے لئے کیا۔ لیکن وہ اصلاح میری سرکردگی میں
طاقت کے ساتھ نافذ کی گئی اور اس کی وجہ سے اطالوی مدارس اور اطالوی کلچر کو واقعی حیات نو
تصیب ہوئی۔ جامعات میں اصلاح کے ساتھ ساتھ تہذیبی اور انٹر میڈیٹ اسکولوں میں بھی اصلاحات
نافذ کی گئیں۔ اس کا مقصد جامعہ کے طلبہ کو مختلف منظم اداروں میں تقسیم کرنا ہے۔ ریاستی امتحانات
کے قاعدہ کی پابندی جامعات کو بھی کرنی پڑتی ہے جن میں ریاستی اور خود اختیار مدارس کے طلبہ
داخل کئے جاسکتے ہیں۔ "لیبرٹو سنسز" کی بھی اصلاح کی گئی ہے۔

فسطائی جامعات کے گروہوں کے وفود کے دورہ کے دوران میں مجھے یہ بیان کرنے کا
موقع ملا کہ "جینٹائل ریفارم سب سے زیادہ انقلابی اصلاح ہے جس کا ہم نے فیصلہ کیا، کیونکہ اس
ان حالات کو یکسر بدل دیا ہے جو ۱۸۷۱ء سے موجود تھے۔"

میں ایک استانی کالہ کا تھا۔ خود میں نے ابتدائی اور ثانوی مدارس میں تعلیم دی تھی۔ اس لئے
میں مدارس کے مسئلہ سے واقف تھا۔ اسی کی وجہ سے میں اس کو مادی انجام تک پہنچانا چاہتا تھا۔
اطالوی مدرسہ دنیا میں اپنی شایان شان جگہ لے گا۔ ہماری جامعاتی کرسیوں سے حقیقی سائنس
اور شعراء اطالوی فکر و خیال کو پھر چارچاند لگائیں گے۔ اور ثانوی مدارس ہماری آبادی کو فنی اور

۲۳۶
 مسنونہ کی آپ بیتی
 عالمانہ تعلیم دیں گے اور پبلک اسکول عوام میں شہری تعلیم اور اجتماعی اوصاف کا پس منظر پیدا کریں گے
 میں نے خواہش کی ہے کہ جامعات کے تعاون سے فسطائی معاشیات، کارپوریشن کے قانون اور
 فسطائی کلچر کے مفید ادارے قائم کئے جائیں۔ اس طرح ایک خالص تعلیمی اور علمی دنیا میں فسطائی
 کا عمل دخل ہوتا جا رہا ہے، جو بحیثیت مجموعی حقیقی، نظری اور روحانی تجربوں سے ایک نیا کلچر
 پیدا کر رہی ہے۔

لیکن فسطائی جامعاتی اداروں سے بڑھ کر ایک نیا ادارہ مجھے دل سے عزیز ہے جو
 فسطائی انقلاب کی تمام نئی اور اصلی نشانیاں رکھتا ہے۔ وہ 'بالیلہ' کا قومی نظام ہے۔ ایک
 افسانوی ہیرو کے نام سے اس کے ذریعہ بچوں اور نوجوانوں کی نئی نسل تیار کی گئی۔ مائنتی کی مانند یہ
 اب بچے گراؤنڈ کے میل جول اور منتشر سیاسی مکتب پر منحصر نہیں ہیں بلکہ ان کو جنرل اسٹاک اور منظم
 قومی زندگی کے عام قواعد کی باضابطہ تربیت دی جاتی ہے۔ وہ فرماں برداری کے عادی ہیں
 اور انہیں مستقبل کا ایک اقدسی تصور قائم کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ تعلیمی احیاء کی اہمیت ثابت کرنے کے
 لئے میں نے جامعہ 'پروگی' میں ایک لکچر دیا۔ اس کو عالموں نے دنیا کے اصول کی توسیع بتایا۔
 آخر میں کلچر اور ان لوگوں کو خراج تحسین ادا کرنے کے لئے جنہوں نے سائنس، فنون و ادبیات کی
 دنیا میں اطالیہ کے نام کو بلند رکھا میں نے ایک اطالوی اکیڈمی قائم کی ہے جس کی رکنیت دوامی ہے۔
 ریاست کی مسلح افواج ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء میں بہت کمزور ہو گئی تھیں۔
 نسل کے پھول کو مہل دیا گیا تھا۔ حالات اس حد تک پہنچ گئے تھے کہ وزیر جنگ کو اس "اعمالیہ" سے
 کے زمانہ میں ایک سختی مراسلہ تقسیم کرنا پڑا تھا، جس میں افسروں کو مشورہ دیا گیا تھا کہ پبلک میں وردی
 پہن کر نہ آئیں اور اسلحہ ساتھ نہ لیں تاکہ ٹیرر اور بد معاشی ان سے لڑنے پر آمادہ نہ ہوں۔
 اس بے راہ روی کا (جس کا ذکر اپنے ملک کی خاطر چلتے ہوئے کرنا بہتر ہے) انتقام لینا فسطائی
 کے مقصود میں تھا۔ یہ ایک ایسا عنصر تھا جس نے تبدیلی کی پروجیکٹس خواہش کی فضا، پیدا کر دی تھی
 آج ملک کی اسپرٹ بہت جد ہے۔ آج ریاست کی مسلح افواج جائز طور پر محفوظ، شایان شان

مسلوئی کی آپ بیتی
اور باعزت بھی جانی ہیں، جن کا کام قوم کی مداخلت کرنا ہے۔ ۲۳۷
باب دسواں

میرے پیش نظر ایک بہت واضح اور قطعی پروگرام تھا جسے ۱۹۲۲ء میں روما پر چڑھائی کے وقت میں نے ۱۹۱۵ء کی فتح کے بہترین لیڈروں کو اپنا معاون منتخب کیا تھا جنرل 'ارمانڈو ڈی' کو میں نے وزیر جنگ بنایا تھا۔ وہ وٹوریو وینٹیٹو کے بعد خاموشی کے عالم میں الگ تھلک رہا تھا۔ اور ڈی کی وزارت کی پالیسیوں کے خلاف سینٹ میں غصہ سے احتجاج کرتا رہتا تھا۔ میں نے امیر البحر 'نٹاؤن' ڈی ریلوں کو وزیر بحریہ بنایا تھا۔ یہ ہماری بحری جنگ کا سب سے بڑا لیڈر تھا۔ ۵ ستمبر ۱۹۲۳ء کو جنرل 'ڈائیز' نے مجلس وزراء کے سامنے فوج کی اصلاح کا کامل پروگرام پیش کیا۔ وہ ایک تاریخی جلسہ تھا۔ مسلح افواج کی از سر نو ترتیب کے لئے بنیادی فیصلے کئے گئے اور ہم ملک کے سامنے یہ اعلان کرنے کے قابل تھے کہ اس باہر میں فوج کو نئی زندگی عطا کی گئی تاکہ "وہ اعلیٰ مشن پورا کرے جو قوم کے اہم مفادات کی خاطر اس کے حوالہ کیا گیا ہے۔"

میں نے پہلا وعدہ پورا کر دیا تھا جو میں نے اپنے آپ سے اور اطالوی باشندوں سے کیا تھا۔ اس کے بعد ہی میں ہوا بازی کی تنظیم جدید پر توجہ کرنے لگا جس کو سابقہ حکومتوں نے تباہی کی حالت تک پہنچا دیا تھا۔ یہ کام آسان نہ تھا۔ ہر کام کو از سر نو شروع کرنا تھا۔ ہوائی جہاز سے اترنے کی زمین، ہوائی جہاز، ان کے چلانے والے، منظم، کارگر سب کو اصلی حالت پر لایا گیا ہوا بازی کے دشمنوں نے اطالیہ میں تسلیم و رضا، مایوسی اور بدگمانی کی لہر دوڑا دی تھی۔ اکثر لوگ خیال کرتے تھے کہ مسلح طاقت کی اس نئی شکل کو محض تھریجا ترقی دی جانی چاہیے۔ اس صورت حال کو سدھارنے کے لئے میں نے پوری قوت صرف کی۔ میں نے شخصی طور پر مظاہرے بھی کئے ہیں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ 'ڈی پیڈو'، 'میڈالینا'، 'اسکوڈرٹوں' کی پرواز، بڑی بڑی مصنوعی ہوائی جنگوں کی کامیابیوں نے ظاہر کر دیا ہے کہ حال میں اطالوی ہوا بازی نے بڑی پھرتی اور وقار حاصل کر لیا ہے یہ صرف اطالیہ میں بلکہ جہاں کہیں اڑنے کے لئے تھا ہے یہی حال ہو گا۔ اس نے اپنی تنظیم جدید کر لی ہے، اپنی یونٹوں کو بہتر بنالیا ہے،

مسوئی کی آپ بیتی اور اپنے ضبط کو عمدہ بنالیا ہے۔ چوتھی لیکن کسی سے کم نہیں، رضا کا رواج اپنے بیڑے کو مکمل کر لیا ہے اور اپنی ضبط کو عمدہ بنالیا ہے۔ چوتھی لیکن کسی سے کم نہیں، رضا کا رواج ہے جو انفرادی کی اسپرٹ رکھتی ہے، قوم کی مخالفت کرتی ہے۔ یہ ۱۰۰ بچوں میں منقسم ہے۔ اس کی کمان ممتاز افسر اور سرگرم فسطائی کرتے ہیں۔ یہ فوج شاندار اور طاقتور ہے۔

سب سے آخر میں ہمارے جہاز اور ہماری باکیں صحیح معنی میں امن اور طاقت کی پناہ گاہ ہیں کہی جاسکتی ہیں۔ افسر سپاہیوں کی جسمانی اور تعلیمی بہتری پر توجہ کرتے ہیں۔ ٹریننگ جنگ کے عصری فن اور اصول کے مطابق ہے۔ فوج اپنے فرائض چھوڑ کر جیسا کہ سابقہ حکومتوں کے تحت اکثر و بیشتر ہوا کرتا تھا۔ نظم و امن عامہ کے فرائض جو تھکا دینے والے اور ذلت آمیز ہوتے ہیں۔ اور جن کے لئے ساری کی ساری ڈویژنیں استعمال کی جاتی تھیں، ادا نہیں کرتی۔ میں نے یہ سب بدل کر رکھ دیا ہے۔ پہلے ۵ سال سے فوج نے فقط مصنوعی جنگوں کے لئے اپنی باکیں چھوڑیں کسی اور وجہ سے اس کو ایسا کرنا نہیں پڑا۔

کچھ عرصہ بعد خبر لڈائز کو اغراض صحت کی بنا پر مستعفی ہو جانا پڑا۔ خبر لڈی جیاجیو، کو درمیانی مدت میں کمان دی گئی لیکن بعد کو مجھے صاف نظر آیا کہ ریاست کی ساری مسلح افواج کو ایک کمان کے تحت لانا ضروری ہے۔ تب میں نے جنگ، بحریہ اور ہوائی فوج کی وزارتوں کے قلمدان سنبھالے۔ اس پروگرام کے نتیجے میں نے تمام خبرلڈاؤں کا ایک چیف کمانڈر مقرر کر دیا ہے جس کو ہماری افواج کے مختلف شعبوں کی تمام تجاویز ایک مقصد کے ساتھ (یعنی فتح) تیار کرنی پڑتی ہیں۔ ہماری فوجی زندگی میں جان پڑ گئی ہے۔ یہ جارحانہ نہیں ہے لیکن اس پر اچانک حملہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اسپرٹ اس کی ہے لیکن وہ گمان اور ہوشیار ہے۔ قیادت کے احیاء کی تکمیل کے لئے کئی کئی مسائل کو بھی ذہن نشین رکھنا ضروری تھا جن کو قومی زندگی کے وقار اور طاقت کے لئے فوراً حل کرنا ضروری تھا۔ حکومت کے سابق ملازمین کو جنگ سے قبل بہت ہی قلیل وظیفے ملتے تھے خوف زدہ ہو کر دیکھتے تھے کہ ان کے معمولی ذرائع آمدنی کرنسی کی متزلزل حالت کی وجہ سے اور کم ہو رہے ہیں۔ مجھے ان کی گزربس کا انتظام

ان کے وظیفوں کو کافی کر کے کرنا پڑا۔ میں نے پادریوں کے لئے بھی انتظام کیا۔ اس کا قصور منسوب
کی اور معاشرتی جمہوریت کے زمانہ میں نہیں کیا جاسکتا تھا جس پر پادریوں کی مصنوعی اور غریب
مخالفت کا دورہ تھا۔ اطالیہ میں پادری کوئی ۶۰ ہزار ہیں۔ ریاست اور گرجا کا تنازعہ جس کو
میں تاریخی کہہ سکتا ہوں وہ نہیں جانتے۔ وہ دانشمندانہ کام انجام دیتے ہیں اور سیاسی مسائل
میں مداخلت کئے بغیر (خصوصاً فسطائیت کے عروج کے بعد سے) اطالوی باشندوں کو ان کے
مذہبی رسوم میں مدد دیتے ہیں۔ وہ اب اپنے مشن کی روحانی اسپرٹ کو برباد کرنا نہیں سہہ سکتے
بلاشبہ سازشی پادری سے لڑنا پڑتا ہے۔ اس کے برخلاف جو پادری اپنا کام مذہبی قواعد کے
بموجب انجام دیتا ہے اور باشندوں کو بڑی بڑی انسانی اور نیروائی سچائیاں بتاتا ہے اس
کی مدد کی جائے گی۔ چونکہ اکثر افلاس میں زندگی گزارتے تھے۔ اس لئے ہم نے ان کے حالات
کو بہتر بنانے کے لئے عام نوعیت کی تدابیر اختیار کیں۔

اطالیہ میں کارہائے عامہ کی پالیسی ہمیشہ انتخابی نوعیت کی رہی تھی۔ انجام شدنی کاموں
کا فیصلہ یوں ہی کیا جاتا تھا، کسی منظم نقشہ اور ضرورت کے مطابق نہیں بلکہ کسی ایک گروہ رہے
دہندگان کو مطمئن کرنے کے لئے میں نے اس قانونی پاسداری کو روک دیا۔ میں نے کارہائے
عامہ کے بیورو قائم کئے، اور ان کو ایسے لوگوں کے حوالہ کیا ہے جن پر مجھے کامل اعتماد ہے جو
صرف ریاست کے مرکزی اختیارات کی تعمیل کرتے ہیں اور مقامی مفادات کے دباؤ سے
محفوظ رہتے ہیں۔ اس طور پر میں جنوب کی ٹہروں کے حالات درست کرنے کے قابل ہوا۔
میں نے آبی گذرگاہوں، ریلوں اور بندرگاہوں کے لئے ایک پروگرام تیار کیا۔ حکومتی نوکری
کے تمام عہدوں کو نئی قوت اور نیا وقار ملا ہے۔ ریاست کے کارہائے عامہ، ریل،
ڈاک، ٹارٹیلیفون، اجارے سب بھر کام کر رہے ہیں۔ بعض لوگ نئی باقاعدگی پر طنز تنگ
کرتے ہیں۔ اس کی تشریح آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ ہمیں یہ بھولنا چاہیئے کہ سا اہم
سال تک اطالوی باشندے ضبط کے خلاف بغاوت کرتے آئے تھے۔ وہ حکومت کے

مسئولیت کا آپ بیتی پر شور و شکایتیں کرنے کے عادی تھے۔ گزشتہ زمانہ کا یہ دماغی رجحان سمجھنے والے کام کے خلاف پُر شور شکایتیں کرنے کے عادی تھے۔ گزشتہ زمانہ کا یہ دماغی رجحان سمجھنے والے بچے کچھ افراد اب بھی روماروتے ہیں اس لئے کہ دنیا میں نظم قائم ہے۔ فرداً فرداً بعض لوگ ہمارے ضبط اور باقاعدگی کے قوی کارناموں پر چوٹیں کرتے ہیں لیکن آج ریاست دہریہ نہیں۔ حکومت ہر جگہ ہر روز موجود ہے۔ جو کوئی ریاست کے اندر یا باہر رہتا ہے ہر طریقہ قانون کا دبہ محسوس کرتا ہے۔ یہ کم اہم بات نہیں کہ تمام کارہائے نامہ ایسی کارگزاری نکالتے ہیں کہ میں اس کو امر مبین کہہ سکتا ہوں۔

میں نے پایہ تخت کی طرف توجہ کی ہے۔ روما اطالویوں اور ساری دنیا کو دل سے عزیز ہے۔ وہ سلطنت رومہ کے زمانہ میں عظیم الشان تھا اور عالمگیر شہرت حاصل کر لی۔ وہ عیسائیت کی تبلیغ کا تاریخی مرکز تھا۔ وہ نئے اطالیکہ کا پایہ تخت ہے۔ وہ عیسائیت کی نشست ہے۔ اس نے ساری دنیا کو قانون اور فنون کا سبق دیا ہے اور دے گا۔ میں ان ذرائع سے انکار نہیں کر سکتا تھا جو اس عظیم الشان پایہ تخت کو جمالیاتی اعتبار سے خوشنما، سیاسی اعتبار سے منظم اور ضبط کے اعتبار سے گورنر کا محکوم بنانے کے لئے ضروری تھے۔ اپنی قدرتی بندرگاہ اوسٹیا، اور نئی شہروں کے ساتھ وہ یورپ کا ایک نہایت منظم اور پاک صاف شہر بن جائے گا۔ قدیم روما کی یادگاروں کو علیحدہ کرنے کے بعد قدیم رومیوں اور اطالویوں کا تعلق زیادہ خوشگوار اور معنی خیز بن گیا ہے۔ اس پایہ تخت کی تعمیر جدید کا کام دوسرے اطالوی شہروں کو نقصان پہنچا کر نہیں کیا گیا۔ ان میں سے ہر شہر قدیم پایہ تختوں کی خاص خصوصیات رکھتا ہے۔ 'پروگیا'، 'میلان'، 'فلورنس'، 'پارمو'، 'بولونا'، 'میٹورن'، 'جنووا' جیسے شہر بڑے احترام کے لائق تائید رکھتے ہیں لیکن ان میں کوئی بھی اب روما اور اس کی دائمی شان و شوکت کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتا ہے۔

بعض اہل قلم نے جو ہماری سیاسی زندگی کے تشبیب و فزائ کا مطالعہ کر چکے ہیں ایک خاص موقع پر ایک پیمپ سوال کیا۔ قومی فسطائی جماعت نے اکتوبر ۱۹۲۲ء کی انقلابی فتح کے بعد اپنی تحلیل کا حکم کیوں نہیں دیا یا کیوں بغضی اس میں پیدا نہیں ہو گئی؟ اس سوال کا جواب یہ ہے

۲۴۱
 مسوخی کی آہ بیتی
 بعض اہم نکات کا اظہار ضروری ہے۔ تاریخ میں سکھائی ہے کہ معمولاً کوئی انقلابی تحریک طاقتور رہا
 ہی کی بدولت جو اگر ضروری ہوں تو تحریک کے اراکین ہی کے خلاف کئے جائیں قانونی بنائی جاسکتی
 ہے۔ ہر انقلاب غیر موقوفہ اور پیچیدہ پہلو اختیار کر لیتا ہے۔ بعض تاریخی مساعمتوں میں ان لوگوں کی
 قربانی جو دیروز کے مسخ کار پرواز تھے فردا کے اعلیٰ مفاد کے لئے ناگزیر بن سکتی ہے۔ پھر بھی خود
 اپنی زندگی میں میں نے کبھی کسی کی قربانی کی حمد آخواہش نہیں کی۔ اس لئے میں نے اس اعلیٰ اثر کا منتہا
 جو میں ہمیشہ سے اپنے چاہک دست ماتحتوں پر رکھنا آیا ہوں اس بے عملی، شخصی مفادات اور جھگڑ
 کو ختم کرنے کے لئے کیا میں نے کچلنے پر روکنے کو ترجیح دی۔ لیکن جب ضرورت پڑی میں ثابت
 رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے یہ ذہن نشین رکھنا تھا کہ جب کوئی جماعت پورا اقتدار حاصل کر لیتی ہے تو
 اُسے بڑے عمل جراحی کا فن آنا چاہیئے چونکہ میں نے اس جماعت کو شخصی طور پر تیار کیا تھا اس
 اس پر میرا تسلط رہا جماعت سے ملیحدگی کی مندرجہ ذیل (طریق کار کے اختلاف کی وجہ سے نہیں
 بلکہ ذاتی رجحان کی وجہ سے) عام طور سے غرور و قار کی عام کمی اور ذاتی اغراض کے انکشاف
 سے کم ہو گئیں۔

اپنے ناقابل مسابقت تسلط کے اس شعور نے مجھے جماعت کو زندہ رکھنے کے قابل بنایا۔
 لیکن دوسرے اسباب بھی جماعت کی تحلیل کے مانع آئے۔ سب سے پہلے ایک جذباتی تحریک
 نے میرے دل و دماغ اور قوم کی اسپرٹ پر قبضہ کر لیا۔ فسطائی خصوصاً نوجوان اندھی، کامل اور
 گہری عقیدت کے ساتھ میرے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ میں نے انتہائی ڈرامائی نشیب و فراز میں ان
 کی قیادت کی، ان کو جماعت، کاروبار اور کارخانے چھوڑنے پر مجبور کیا۔ خطرہ کا سامنا
 پر نوجوانوں نے کبھی پس و پیش نہیں کیا۔ وہ اپنے مستقبل، اپنی زندگی اور اپنی قیمت کو خطرے میں
 ڈالنا جانتے تھے۔ میں گذشتہ زمانہ کی سپاہ کا بہت جمنوں تھا اور ہوں جماعت کو مندرجہ ذیل
 علیحدگی اختیار کرنا بڑی ناشکر گرامی کا فعل ہوتا۔

سب سے آخر میں ایک زیادہ اہم سبب تھا۔ میں ایک نئے اطلاوی طریق حکمرانی کی

مسئلہ کی آیت پیچیدگی
تھیں بلکہ فسطائیت کا ایک خاص فرض سمجھتا تھا۔ وہ محنت کی طاقت، انتخاب کے انچھے تجربی طریقے
سے پیدا کیا جاسکتا ہے جس میں بہت زیادہ فوجی لیڈروں کا خطرناک تقرر نہ کیا جائے جماعت کو
حق تھا کہ وہ میرے سامنے اپنے ہی دور کے آدمیوں کو ذمہ دار عہدوں کے لئے پیش کرے۔
اس مضمون میں جماعت نے دور میں حکومت کے ساتھ تھی۔ اس کو پر تشدد و جدوجہد کا پروگرام
ترک کرنا اور پھر بھی اپنی تفریہ سیاسی ناقابل مصالحت نوعیت برقرار رکھتی تھی کئی وضع علاقوں
سے میں سمجھ گیا کہ پرانی دنیا میں نئی دنیا کا پیوند لگانا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے مجھے مستقبل کے لئے
آدمیوں کی محفوظ طاقت کی ضرورت تھی حکومت کا صدر جماعت کا صدر ہو سکتا تھا۔ اس اثنا
میں نظم عامہ کی خاطر میری حکومت نے دسمبر ۱۹۲۲ء میں خود فسطائیوں کو حسب ذیل نصیحت کی۔
”ہر فسطائی کو نظم کا محافظ ہونا چاہیئے۔ ہر امن شکن دشمن ہے چاہے وہ اپنی جیب میں
جماعت کا نشانہ خفی کا روٹکیوں نہ لئے پھرتا ہو۔“

۱۹۲۲ء
اس طرح چند الفاظ میں فسطائی دور میں جماعت کی پوزیشن اور فرض ظاہر کئے گئے۔
میں ہمارے لئے کئی جا بھجائے گئے اور کئی گڑھے کھودے گئے جماعت اپنے شدید تجربے
عجیب طور پر ذی جس ہو گئی تھی سخت ترین آزمائش کے وقت اس نے اپنے آپ کو بحیثیت مجموعی
ملک کے مفادات کی رہنمائی کے لئے تیار ثابت کیا۔ دوسرے انقلابات کے برخلاف اس
انقلاب میں کشت و خون زیادہ نہیں ہوا سوائے لڑائی کے لمحہ کے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے
تشدد و پرتا بومی قوت ارادی نے پایا۔

مگر پھر بھی بعض مخالف اخبارات کی پوزیشن واقعی عجیب تھی ”کوریڈیل اسرا“ (اعدا
پسند جمہوری) اور ”وانسی“ (اشتر کی) عجیب رفیق! — فسطائیت کی پر تشدد کارروائی
پر سخت تنقید کرنے میں متحد تھے، حالانکہ وہ دل میں آرزو کرتے اور لکھتے تھے کہ فسطائی تجربہ تکمیل
پا جائے۔ ان سیاسی مبانیوں کا بیان تھا کہ چند دن کی بات ہے، فسطائیت یا تو پارلیمینٹ کی
چٹان سے ٹکرا کر یا املالوی زندگی کی پیچیدگیوں کو دور کرنے کی ناقابلیت کی وجہ سے برباد ہو جائیگی۔

مسلمانی کی اپنی ہی
ہم نے بعد میں ان پتھر بول کا نتیجہ بد دیکھ لیا۔ لیکن نتیجہ پر پہنچنے کے لئے میرے لئے خصوصاً پہلے سال
میں جماعت پرنسپل ہنگرانی رکھنا ضروری تھا۔ اس کو بالکل کارگزار مخالف نقادوں اور پھندوں
سے بالاتر اور احکام اور ہدایات کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

جماعت کو ایک سخت خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ اس میں نئے عناصر بہت زیادہ داخل ہو گئے
تھے۔ ہمارے مٹھی بھر بچوں کی تعداد اب اتنی کم تیر ہوئی جا رہی تھی کہ مزید راکین کو گھس پڑے
روکنے کے لئے دروازہ کو مقفل کر دینا پڑا۔ ادھر فسطائیت کا استحکام ثابت ہو گیا اور ادھر
ساری پرانی دنیا اس کی صفوں میں گھسنے کی خواہش کرنے لگی۔ اگر یہ واقعہ پیش آجیا ہوتا تو ہم
حفاظت میں عجلت کر کے پرانی ذہنیت اور خامیوں کی طرف لوٹ آتے اور تعلیم اور حقیقت میں
ہماری ترقی نہ ہوتی۔ جماعت زمانہ سازوں کی وجہ سے اپنی اہلی اور متحرک روح کھودیتی۔
اس پرانی دنیا کو ختم کرنا تھا۔ وہ جا کر رات کے سلیپر بہن لے سکتی تھی، اطالیہ کی نشاۃِ جدید کیلئے
نوجوانوں کی اس تحریک کو خراب کئے بغیر۔

۱۹۲۶ء میں جماعت کے داخلہ کو بند کر کے میں نے ساری طاقت، احتیاط اور ذرا
نوجوانوں کے انتخاب اور تعلیم کے لئے استعمال کئے۔ تب ”ایوان کارڈیا“ اور ”آپیرنا زویل
بیلایلا“ قائم کئے گئے۔ یہ لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک نظام تھا جس کو اس کی متعدد خوبوں
اور تعلیمی سرگرمیوں کی بڑی قدر و قیمت کے باعث میں نے حال ہی میں ”فسطائی دور کا انمول شکار“
کا نام دیا ہے۔ اس پروگرام کے نتائج بے نظیر نکلے۔ اسی کی وجہ سے جماعت کو کبھی واقعی
نازک صورت حال سے دوچار ہونا نہیں پڑا۔ میں یاد کرتا ہوں کہ مجھ میں یہ خوبی ہے کہ
میں وقت پر کام کرتا ہوں اور صبح لمحہ پر ضرب لگاتا ہوں بغیر جھوٹے جذبہ کے جہاں کمزوری کا
شائبہ یا جاں پایا جائے۔ ہنگرانی کے اس کام میں جماعت کے اچھے معتمدین نے ہمیشہ میری بہت
مدد کی، مائیکل بیانچی، روبا پرچٹھانی کے زمانہ تک جماعت کی قیادت کرتا رہا تھا۔ وہ تحریک
کی خاص طور پر پرکٹندہ نوعیت کو حقیقت رکھنے والے سیاسی صورت حال کے مطالبات سے

مسلوینی کا آپ بیتی
 دانشندی کے ساتھ متوازن کرنے کے قابل تھا۔ اسی بنا پر وہ ایک نہایت عمدہ سیاسی سکرٹری
 تھا اور آج بھی وہ حکومت کا رکن ہے، اور اس کی حیثیت داخلی سیاسیات میں میرے نہایت
 پسندیدہ معاون کی ہے۔ وہ اول درجہ کا سیاسی دماغ رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ وفادار رہا ہے۔
 حکومت ہر وقت اس پر بھروسہ کر سکتی ہے۔ آئرلینڈ سنسائیٹیو، جس نے پھلپلی جنگ میں بہادر
 حصہ لیا تھا اور آج عالمگیر جنگ کے بڑے بوڑھوں کے بین الاقوامی وفاق کا صدر ہے
 اس کا بانی بن ہوا۔ وہ ملچنگ کی دھندلی تحریکوں کا مقابلہ کرنے کے قابل رہا ہے۔

اس زمانہ میں فسطائیت کی مخالفت طاقتوں نے جوانی کا رروائی کی۔ پرانی اعتدال پسند
 دنیا جو شکست خوردہ تھی لیکن جس کو حکومت فیاضی سے گوارا کرتی تھی۔ حالات کے نئے
 نظام سے کماحقہ واقف نہ تھی۔ اس نے اپنا عادی غرور دوبارہ حاصل کر لیا۔ اطالوی
 میسنری اب بھی نشوونما پا رہی تھی اپنی بد اطواری کے ساتھ۔ ان منفی طاقتوں نے ہجاریوں
 اور تہذیب خانوں میں بھی احتمالی باقیات کو مسلح کر دیا۔ ایک نئی ”ڈائریٹوریو“ انتخابات
 کے بعد قائم کی گئی جس کی صدارت ستمبر ۱۹۲۵ء تک سکرٹری آئرلینڈ گلیونٹو، کمر تارہا میں
 آئرلینڈ گلیونٹو کی فسطائی سرگرمی کا پہلے ذکر کیا ہے۔ اس مال کی دوسری ششماہی میں یہ
 فسطائیت کی مخالفت تحریک گناہ تھی اور بین الاقوامی طاقتوں کی مدد سے تمام محاذوں پر
 زیادہ سے زیادہ شدید بننے لگی۔ میں نے ۳ جنوری ۱۹۲۵ء کو تقریر کر کے اس کو
 منہ کے بل گرا دیا لیکن اس کے بعد بھی میری خواہش تھی کہ ہماری جماعت زیادہ ناقابل
 مصالحت رویہ اختیار کرے۔ اور اس لئے ۱۲ جنوری ۱۹۲۵ء کو میں نے آئرلینڈ
 رابرٹو فارنیاچی، کو جماعت کا جنرل سکرٹری بنایا۔ وہ اپنا فریضہ انجام دیتا جانتے
 تھے۔ ان کے کارنامے بحیثیت مجموعی اور تلامذہ کے اعتبار سے ایک لائق سکرٹری
 کے تھے۔ انھوں نے مخالفین کے بچے مجھے افراد کو ختم کر دیا۔ اور نہ صرف سیاسی
 بلکہ اخلاقی اعتبار سے بھی ساری جماعت کو سخت ناقابل مصالحت رویہ اختیار کرنے

مسئول کی آپ بیتی
 مجبور کر دیا رعایوں اور سازشوں کے خلاف وہ انتہائی قوانین جاری کئے جو میں نے اس وقت نافذ کئے تھے جب کہ قتل کی چار کوششیں قسطنطین کی مخالفت کے جرم کو طرہ کر چکی تھیں۔ میں اس طرح کا گہرا اطلاعہ کر رہا تھا اور بروقت ضروری انتظامات کر دئے تھے۔ آئرنہیل 'فارنیاچی' اطالوی قسطنطین کے بانیوں میں سے ہیں اور ۱۸۳۹ء سے میرا ساتھ دیا ہے۔ اپنا کام پورا کرنے کے بعد انھوں نے سکرٹری جنرل کا عہدہ آئرنہیل 'اسٹوڈرائی' کے لئے خالی کر دیا جو عالمگیر جنگ کے بہار ہوڑے آدمی ہیں، اچھا دماغ اور میرا طبیعت رکھتے ہیں اور جماعت میں نئے زمانہ اور نئی ضروریات کا احساس پیدا کر دیا ہے، انھوں نے قسطنطینی جمہور کی تعلیمی اصلاح کا عظیم انجام دیا آج کی جماعت کے اعلیٰ عہدوں کے ان قیمتی عناصر کے علاوہ مجھے ان کا بھی ذکر کرنا چاہیے :-
 آئرنہیل ایناٹوچی، دبیاالی لا کے انتظام کے لئے 'لیمپوری' سپاہ کے لئے، ٹاری نیلی، ایک جوانمرد معتمد نظم و نسق، اسٹریچی، بہادر اور تجربہ کار اور 'ارپنائی'، ۱۹۱۹ء سے آخر الذکر ایک وفادار سپاہی قلمبندے اور بلوگن، میں قسطنطین کے بانی ہیں۔

جماعت نے مجھے قسطنطینی اطالیہ کے لئے سٹریٹیکٹ دئے مختلف نابوں کو وزراء اور نائب وزراء بنایا گیا۔ رفتہ رفتہ میں نے حکومت کو زیادہ کامل اور ناقابل مصالحت بنایا بحمان کے تقریباً تمام عہدے آج قسطنطینی عناصر کو دئے گئے ہیں۔ اس طرح حکومت کے ہر سال کے عہدے ہم نے اس فارمولہ کو پورا کیا، "ساری قسطنطین کے ہاتھ میں سارا اقتدار" یہ فارمولہ میں نے روما کے ایک قسطنطینی مجلس میں جون ۱۹۲۵ء میں پیش کیا تھا۔ میں نے اپنی بے صبری پر قابو رکھا اندھیرے میں کوونے سے باز رہا ہوں۔ سو کرنا 'چ' پر نہیں پہنچتا۔ پہلے سے موجود ضروریات کو مستقبل کی تکمیل سے ملا دیا ہے۔ قدرتی طور پر ریاست کو کامل قسطنطینی رنگ دیکر اور قومی زندگی کو فادار سپاہی قلمبندوں کی طاقت سے بھر کر میں نے قومی قسطنطینی جماعت کی اہمیت بڑھا دی اسی حکومت کے مستقبل کے استحکام کا انحصار ہے۔ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے نمائندہ اصلاح انجام دی جو قومی اتحاد کے معاہدات پر مبنی ہے، اور میں نے اس کا انتظام کیا ہے کہ

۲۴۶
 مسیحی کی آپ بیتی
 اعلیٰ فسطائی مجلس ایک قطعی دستوری آرگن بن جائے۔ اس طرح فسطائی جماعت خود مختار رہتی ہوئے نئی فسطائی ریاست کے عین جوہر سے مربوط ہے۔

ایک موضوع جو ہمیشہ سے دلچسپ رہا ہے اور جس کو اطالوی اور غیر ممالک کے باشندے اکثر غلط طور پر سمجھتے ہیں اطالیہ میں ریاست اور گرجا کا تعلق ہے۔ قانون ضمانت ۱۸۰۱ء عیس کے ذریعہ مسئلہ حائل ہو تا ہوا کر لیا گیا ایک تعلق کی شکل میں ہے جس نے فسطائیت کے عروج کے بعد کچھ زیادہ اہم کشیدگی نہیں پیدا کی۔ بلاشبہ پوپ کی حکومت کبھی کبھی ان مفروضہ حقوق کے لئے جن پر روم میں اطالوی ریاست نے قبضہ کر لیا احتجاج کرتی رہتی ہے۔ لیکن اندیشہ کا کوئی مادی مقصد موجود نہیں ہے۔ تعلقات کی اس بنجیدگی کے لئے فسطائی حکومت سازش کی مستحق ہے۔ ماضی میں تاریخی نوعیت کے تنازعوں کی وجہ سے ایک افسانہ پیدا ہو گیا تھا۔ پادریوں کے خلاف سرگرمی طویل عرصہ سے مختلف سطحوں میں برپا رہی تھی اور اس نے نام نہاد ”آزاد خیال“ گروہوں کے متعدد شعبوں کے ذریعہ سے ہماری میسر کی کے شرانگیز سیاسی اثر کو دوبا لاکر کرنے میں مدد دی۔ یہ خیال کہ مذہب ”خاکھی معاملہ“ ہے غائب ہو گیا اور مذہب کو پبلک فعل کی کوئی شکل تسلیم نہیں کیا گیا۔

لیکن اگر پادریوں کی مخالف تحریک مصنوعی اور بھونڈی تھی۔ تو دوسری طرف گرجا نے جدید اطالیہ کو نہ سمجھ کر اپنے ناقابل مصالحت رویہ سے اپنے مخالفین کو اور مشتعل کر دیا گرجا کی مخالف طاقتیں اس حد تک آگے بڑھ گئیں کہ مدارس میں کیتھولک نشانی اور عیسائی اصول تک کو ممنوع قرار دیدیا گیا۔ یہ زمانہ آخر تک مینی ہیٹ دھرمی کا تھا۔ خیالات کو واضح کرنا ضروری تھا۔ ہم کو سچا پادریت کے اصولوں اور کیتھولک مذہب کے جوہر میں امتیاز اور ان کو علحدہ کرنا تھا۔ اطالیہ میں اس صورت حال سے خطرناک گریز پیدا ہوئی، یہاں تک کہ ۱۹۲۲ء تک اس نے پادریوں کی بالشیویم کی شکل اختیار کر لی جس کو میں نے طاقت سے ختم کر دیا۔ اس بدامنی کی فضا کو جو غلط فہمیوں اور دکھاوے سے پیدا ہوئی فسطائیت نے خوشگوار بنایا۔ میں نے اس صورت حال کی نزاکت کے بارے میں اپنے آپ کو کبھی دھوکہ میں مبتلا نہ دکھا جو ریاست اور گرجا میں ہمیشہ پیدا ہوتی رہتی ہے۔

۲۲۷

سرکاری آپ بیتی میں نے یوگوتنی سے یہ خیال نہیں کیا کہ میں ایک ایسی نزع کو ختم کر دوں گا جس میں بڑے مفادات اور اصولوں کی بازی لگی ہوئی ہے۔ لیکن میں نے ان طریقوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے جو اگر نرم کر دئے جائیں تو مذہب اور اس کے متعلقات کو سیاسی جھگڑوں کے لحاظ کے بغیر نشوونما دے سکتے ہیں۔ یہی حقیقت یہی وہ اہم عناصر ہیں ایک ایسے ملک کی اخلاقی اور شہری ترقی کے جو تعمیر جدید میں مصروف ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ انگین کے اعلیٰ حلقوں نے ہمیشہ (غالباً سیاسی وجوہ سے) میرا کام پسند نہیں کیا اور ان تدابیر میں میری مدد نہیں کی جو سب کو دانشمندانہ معلوم ہوئے۔ میری محنت آسان یا ہلکی نہیں تھی۔ ہماری مینبری نے مخالف مذہب سرگرمی کا ایک نہایت پیچیدہ جال بچھا دیا تھا، خیالات کی رو پر اس کا تسلط تھا، دارالاشاعت، تدریس، نظم و نسق عدل نیز مسلح افواج کے بعض اجزاء پر بھی اس کا اثر تھا۔ حالات کیا تھے، اس معنی خیز مثال اسے ظاہر ہوتے ہیں۔ جب فسطائی انقلاب کے بعد پارلیمنٹ میں نے ۱۶ نومبر ۱۹۲۲ء کو اپنی پہلی تقریر کی تو میں نے ختم پر اپنے دشوار کام میں خدا کی امداد طلب کی۔ میرا یہ جلد بے محل معلوم ہوا! اطالوی پارلیمنٹ میں جو اطالوی مینبری کا میدان عمل تھی، خدا کے نام کو طویل عرصہ سے ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ یا پور پارٹی — نام نہاد کھیتو لک پارٹی تاکہ خدا کا ذکر کرنے کا خیال نہ آیا تھا۔ اطالیہ میں سیاسی آدمی خدا سے لو نہیں لگاتا تھا۔ اور اگر وہ اس کا خیال کرتا تو بھی سیاسی زمانہ سازی اور نزدیکی نے خصوصاً مجلس قانون ساز میں اس کو روک دیا ہوتا۔ اس دیر انداز احتیاط کا سہرا میرے ہاتھ تھا! اور وہ بھی انقلاب کے نازک لمحہ میں۔ سچی بات کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ مذہب کا کھلے بندوں اظہار طاقت کی علامت ہے۔ میں نے مذہبی اسپرٹ کو بھر پور پھیلنے چھوڑنے دیکھا ہے۔ گرجاؤں میں لوگ پھر کثرت تعداد میں لگے ہیں۔ خدا کے نابوں کا اب پھر اترام کیا جانے لگا ہے۔ فسطائیت نے اپنا فرض ادا کیا اور اوگر رہی ہے۔ بعض پادریوں کے حلقوں نے جیسا کہ میں نے کہا ہے جدید اطالیہ کی سیاسی اور اخلاقی حیات نو کی پوری اہمیت کی قدر کرنے اور اس کو سمجھنے کی قابلیت ظاہر نہیں کی ہے۔ اس کی ایک علامت فسطائی حکومت کے آغاز تک

سولہویں کا آپ بیتی پہلے تو نام نہاد کیتھولک پارٹی نے حکومت میں بعض اراکین بھیج کر تعاون کرنا چاہا لیکن یہ تعاون غلط فہمیوں کا باعث ہونے لگا۔ اور چھ ماہ بعد میں اس پارٹی کے وزراء کو دروازہ تک پہنچانے کے لئے مجبور ہو گیا۔ میں نے پاپولر پارٹی کو میسرے کے ساتھ اتحاد کرتے دیکھا ہے۔ لیکن جب جماعتیں اطالیہ کے سیاسی میدان میں نہیں ٹکراتیں تو ریاست اور گرجا کی مخالفتیں اپنا عکس میں آتی ہیں۔ سیاسیات پر ڈالتی ہیں۔ رومن مسئلہ پھر ایک بار زیر بحث آیا۔ دونوں تاریخی طاقتوں نے اپنے اصولوں کو مستحکم کر لیا۔ صحافتی جھگڑوں اور داخلی مباحثوں نے ظاہر کر دیا کہ مسئلہ بخیرہ نہیں ہو ا اور ممکن ہے ناقابل حل ہو۔ شاید ۲ دہائیوں اور ۲ دہائیوں صدی بھر کی تاریخی اور غیر عملی مخالفت میں ایک دوسرے کا سامنا کر رہی ہیں۔ ایک کی جڑیں ”فادرون“ کے مذہب میں گہری ہوئی ہیں۔ دوسری بھائیوں کی مساوات کی عالمگیر نوعیت رکھتی ہے۔

آج انتہائی وفاداری کے ساتھ فسطائیت گرجا اور اس کی طاقت کو کبھی اور اس کی کھڑ کرتی ہے۔ ہر کیتھولک شہری کا فرض یہی ہے لیکن سیاسیات، قومی مفادات کی مدافعت، اپنے اور دوسروں کے لئے لڑائی۔ یہ عہد جدید کے فسطائی اطالویوں کا کام ہونا چاہیے جو بیسٹ پیٹر کے غیر فانی گرجا کا احترام ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں اور کسی ایسی سیاسی طاقت میں خود کو ضم کرنے کی خواہش نہیں رکھتے جس کا خاکہ وضع نہ ہو اور جس کی وطن پرستی مشتبہ ہو۔ اس کے نائنڈولہ کی غلطیاں چاہے کچھ ہوں، کوئی شخص گرجا سے اس کی عالمگیر نوعیت چھیننا نہیں چاہتا۔ لیکن ہر شخص بعض اطالوی کیتھولکوں کے بعض انکاروں کی شکایت کرنے میں حق پر ہے اور وسطی یورپ کی بعض لہروں کی سیاسی پسندیدگی پر اظہار نفرت کر سکتا ہے جن کو اطالیہ اب بھی نہیں مانتا۔ اطالیہ میں مذہب کو طاقتور بنایا گیا ہے۔ فسطائیت ملک کے مذہب کو قوت عطا کرتی ہے۔ لیکن وہ کبھی کسی سبب سے ریاست کے ملی حقوق اور فرائض سے دست بردار ہونے کے قابل نہیں ہوتا۔

گیارہواں باب

منزل کے استپر

ممکن ہے کہ بعض قارئین ”آپ بیتی“ کے صفحات کو میرے محل سوانح حیات خیال کریں۔ اگر وہ ایسا خیال کریں تو غلطی ہوگی کیونکہ یہ سمجھنا لغویت ہے کہ کوئی شخص ۲۵ سال کی عمر میں لڑائیوں کی زندگی ختم کر سکتا ہے مخلص اور شخصی نوعیت کے سوانح حیات کی تفصیلات بڑھاپے کی خصوصیات ہیں میرا خیال سوانح نگاری کا نہیں ہے۔ اسی شخصیت کے لئے جو کہ عملی طور پر زندگی میں بہت سرگرم ہو۔ خصوصیات کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ میں انقلاب کا قائد اور ۲۹ سال کی عمر میں حکومت کا سردار تھا۔ نہ صرف یہ کہ میں نے ابھی اپنا کام ختم نہیں کیا ہے بلکہ میں اکثر محسوس کرتا ہوں کہ میں نے ابھی اسے شروع ہی نہیں کیا۔

اچھے دن میری طرف آرہے ہیں اور میں بھی اس وقت ان ہی کی طرف جا رہا ہوں چہرے مجھے اس کا فخر حاصل ہے کہ میں نے فسطائیت کی عمارت کی بنیادیں محکم کر دیں۔ کئی لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مستقبل میں میری کیا پالیسی رہیگی اور میری آخری منزل کہاں ہے؟ میرے جوابات ہیں میں اپنے لئے کچھ نہیں چاہتا، نہ مادی بھلائیاں، نہ اعزازات، نہ صداقت نامے، نہ منظور کیا کی ایسی تجاویز جو تاریخ میں میرے لئے ایک مقدس جگہ حاصل کر سکیں۔ میرا مقصد سیدھا سادہ ہے میں چاہتا ہوں کہ اعلیٰ عظیم المرتبت، معزز، اور دوسروں کے لئے باعث خوف بن جاؤں۔

مسیحی کی آپ بیتی میں چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کے لئے اتنی غرت حاصل کروں جو اس کی قدیم روایتوں کے شایان شان ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ قومی اتحاد کی طرف اس کی ترقی کو تیز سے تیز کر دوں۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کی بہبودی کے امکانات ہمیشہ زیادہ رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ترجمانی اور ترقی کے تحفظ کے لئے ایک سببائی نظام قائم کروں۔ میں اپنی اس خواہش میں کبھی نہیں ٹھکوں گا کہ اطالویوں کو نیا اور نئے جنم حاصل ہو۔ پوری طاقت اور پوری صلاحیت کے ساتھ بغیر کسی وقفہ اور بغیر کسی مداخلت کے میرا چاہتا ہوں کہ انہیں سارے مواقع حاصل ہوں۔ میں دوسروں کے تجربوں کو نظر انداز نہیں کرتا لیکن میں اطالیہ کی تعمیر اطالویوں کی صلاحیت ان کے اپنے روایتوں اور ان کے اتحاد کے امکانات کے مطابق کروں گا۔ میں نے عوام کے رجحانات، خواہشات اور مفاد کا وسیع پیمانہ پر مطالعہ کیا ہے اور میں زندگی کی بہتر طاقتوں اور ترقی کی طرف بڑھ رہا ہوں۔ مجھے ان کی قیمت کا اندازہ ہے، میں انہیں مرتب کرتا ہوں اور ان کی رہنمائی کرتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ ہماری قوم فطرتی طاقت کے بل بوتہ پر کئی سال غالباً ایک سو سال کی تاریخ پر فتح حاصل کر لے۔ ہماری فوج ہماری پارٹی ہے جس نے بے پناہ طاقت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں نے نوجوانوں پر بھروسہ کیا۔ ان کی مادی اور روحانی زندگی تیز دماغوں اور بہادر دلوں کے زیر قیادت ہے۔ میں مشورہ کو کبھی نہیں ٹھکراتا خواہ وہ دشمنوں ہی کی طرف سے کیوں نہ ہو بشرطیکہ وہ ایماندارانہ ہو۔ بے ایمانوں، جھوٹے خالین، ملک کے ساتھ غداری کرنے والوں اور اسی قسم کے لوگوں کا میں مخالف ہوں جو احساس غرت و قومیت کو معمولی جھگڑوں پر پھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ شکست خوردہ جو ہوا کا رخ دیکھتے ہیں، ہمیشہ کے لئے دھائی ہوئی عمارت کے باقی ماندہ لوگ، اور ملک کو تباہی اور بے عزتی کے قعر میں ڈھکیلنے والے اشتخاص بعض دفعہ خاموش رہنے کی بھی غرت نہیں حاصل کرتے۔ میں اپنے وفادار ترین تابعین پر بھی سخت ہو اور اس وقت ہمیشہ فعل دیتا ہوں جبکہ زیادتی اور بے اعتدالی ظاہر ہو۔ میں عوام کے دلوں کے قریب ہوں اور ان کی حرکتوں کو سنتا ہوں۔ میں ان کے خواہشات اور مفاد کو

مسلموں کی آپ بیتی اور قوم کی بھلائی سے واقف ہوں۔ میں اس کی اہمیت اور استقامت کو ٹھنڈا ہوں جانتا ہوں اور مڑائیوں کے خلاف لڑوں گا اور ان کو ختم کر کے رہوں گا۔ نام نہاد آزادوار، جو حفاظت کی جھوٹی ظاہر داری کو مقصد بنا کر قائم ہوئے تھے۔ اب فسطائیت کی نئی طاقت اور اس کے صداقتوں پر قائم کئے ہوئے مفاد کے بل بوتہ پر تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ ہوا اور روشنی، طاقت اور قوت اب اطالیہ کے غیر محدود پر پھیل رہے ہیں اور جھلک جھلک کر رہے ہیں۔ ایک زبردست شہری اور قومی خیال ان لوگوں کو آج منزل کی طرف لے جا رہا ہے جس کا مقام بہار کی نئی فضا ہے۔ اس میں میری مدتوں کی ریاضت جاری و ساری ہے میں اب ۴۵ سال کا ہوں اور اپنے کام اور خیال کی قوت کو محسوس کرتا ہوں۔ میں نے اناہیت کو مٹا دیا اور مثل دوسرے شہری خدمت گزاروں کے اپنے آپ پر اور دل کی ہر دھڑکن پر اطالویوں کی خدمت کو قرض گردانتا ہوں۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ ان کا خادم ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ اطالوی مجھے جانتے ہیں اور مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں لوگ اس کو عزیز رکھتے ہیں جو بغیر کمزوری کے، بغیر انحراف کے اور بغیر خود غرضی کے پورے اعتماد کے ساتھ رہتا ہے۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ فسطائیت جو کہ اطالوی قوم ہی کی پیداوار ہے تاریخی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے اور کرگی اور یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کی تاریخ بد گہرا اثر ڈالے گی۔

تمت بالخیس

خاتمہ کتاب

مسلوینی کی آپ بیتی آپ نے پڑھ لی۔ آپ سوچتے ہوں گے کہ اس میں جنگ عظیم، اس کے اثرات اور فطائیت، اس کے عروج کی داستان کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ ایک بات آپ نے بھی محسوس کی ہوگی کہ مسلوینی نے گزشتہ واقعات کو بھی اسی نقطہ نظر سے لکھا ہے جو کہ اس نے آج اختیار کر رکھا ہے۔ پچھلی باتوں پر بھی جب وہ تبصرہ کرتا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کئی طرز کو نباہ رہا ہے۔ بہر حال یہ اور اس قسم کی باتیں آپ کو ساری کتاب میں نظر آئی ہوں گی لیکن ان سب کے باوجود بھی آپ نے بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا۔ کیوں؟

اس لئے کہ مسلوینی نے اپنا دل چیر کر آپ کے لگے رکھ دیا تھا۔ وہ مسلوینی جو ہٹلر اور اسٹالن کی طرح ایک تیسری ہستی ہے جو یورپ کے مردہ جنم پر گدھ کی طرح منڈلا رہی ہے، وہ مسلوینی جو جنگ عظیم میں اتحادیوں کے ساتھ جنگ جیت کر یہ سمجھ رہا ہے کہ اس نے ہی جنگ جیتی ہے، وہ فاتح ہے اور اسکو ہی جیتیت سے مراعات حاصل ہونی چاہئیں، وہ مسلوینی جو سمجھتا ہے کہ جیتی ہوئی جنگ کے اثرات پر ازروا طالیہ کی سلطنت کا سنگ بنیاد رکھنا چاہیے، وہ مسلوینی جو رومانی تاریخ کے پچھلے صفحات الٹ کر ہمدردین پر نظریں جمائے ہوئے ہے اور چاہتا ہے کہ پھر سے تاریخ دہرائی جائے اور سلطنت روم کے خواب کی تعبیر حاصل کی جائے، وہ مسلوینی جو فطائیوں کو اسپارٹن سمجھتا ہے اور ان ہی کے بل بوتہ پر اپنی آئندہ کامیابیوں کو منہصر خیال کرتا ہے یقیناً اسی مسلوینی کی آپ بیتی دلچسپ ہو سکتی ہے، واقعات کو ظاہر کر سکتی ہے، حقائق کو

بے نقاب کر سکتی ہے اور دوسروں کے لئے عبرت اور سبق کا باعث ہو سکتی ہے۔
 خورکھے تو مظلوم ہو گا کہ جنگ بار کر جو کام پھلنے شروع کیا وہی کام جنگ جیت کر مینو
 نے شروع کیا۔ کہنے کو تو اسباب جدا جدا تھے لیکن ماحول دونوں کا یکساں تھا جرمنی شکست
 کھا کر مضحل ہو گیا تھا اور اطالیہ فتح حاصل کر کے منتشر۔ ابری اور بد حالی دونوں جگہ یکساں تھی۔
 سیاسی انتشار، معاشی پریشانی اور کمزور نظام نے دونوں ملکوں کو کچھ اس طرح تباہ و برباد
 کر دیا تھا کہ اگر انھیں ابھرنا تھا تو از سر نو تنظیم کی ضرورت تھی اور یقیناً اسی ضرورت کو محسوس
 کر کے دونوں جگہ سے دو آمر اٹھے اور گو مختلف طریقوں سے لیکن ایک ہی مقصد کے لئے
 برسر عمل ہوئے۔ مسولینی نے فسطائیت کا جھنڈا بلند کیا اور ہٹلر نے نازیت کا پرچم لہرایا جرمنی
 نے قبضہ کو تہہ پر کر دیا لیکن مسولینی نے بادشاہت کو باقی رکھا گو برائے نام ہی تھی۔
 جنگ کے ختم ہونے کے کئی سال بعد تک اطالیہ کا نظام مستحکم نہ ہو سکا تھا اور نہیں ہو سکتا
 اگر مسولینی جیسا آہنی غم دارادہ کا آمر سلطنت کی غنائیں اپنے ہاتھ میں نہ لے لیتا۔ خلافت
 کر کے پانچ چھ سال میں کچھ رنگ جما اور اطالیہ نے اپنی حیثیت دوسری طاقتوں سے منوالی۔
 داخلی اور خارجی پالیسی کو بہتر بنا کر اور مالیات میں اصلاح کر کے مسولینی کا خیال اپنی کھوئی ہوئی
 عظمت کی طرف پلٹا لیکن یہاں اسے بڑی مشکل کا سامنا کرنا تھا۔ ایک طرف تو اتحادیوں سے
 تعلقات باقی رکھنا تھا اور دوسری طرف جرمنی کا ہم آہنگ ہونا تھا۔ فرانس سے اس کے کچھ
 مطالبات تھے جس کو وہ خاطر میں نہ لاتا تھا، برطانیہ سے تجارتی معاہدے تھے جن کو
 توڑا نہ جاسکتا تھا۔ بحیرہ روم میں شیرازہ بندی کرنی تھی اور نہز سوئٹزرلینڈ برطانیہ کے
 حلیف مصر سے معاملات کو بٹلنا تھا اسی سلسلہ میں ترکی بھی نظر اندازی کے قابل نہ تھا۔
 اس کے زیراثر نہ صرف مصر تھا بلکہ تقریباً ساری اسلامی ریاستیں اس کی قیادت کی نظر تھیں
 اس کے علاوہ ترکی نے یونان، بلغاریہ اور دوسری ہمسایہ ریاستوں پر درانیال، بحیرہ
 اسود اور اس سے ملے جلے بحیروں پر تسلط کے سلسلہ میں معاہدات کی پابندیاں عاید کر رکھی تھیں۔

روس سے بھی جو نہ صرف اطالیہ کا بلکہ جرمنی کا بھی مخالف سمجھا جاتا تھا ترکی نے دوسری گانٹھ رکھی تھی۔

۱۹۳۵ء میں مسکو نے اپنے نوآبادیاتی نظام کی طرف قدم بڑھایا اور سب سے پہلے افریقی سال پر حبشہ کو لقمہ ترکی طرح نگل جانے کا تہیہ کیا لیکن عجیب اتفاق کی بات ہے کہ بے چارہ غیر مجذب حبشہ جس کے پاس نہ جدید آلات حرب تھے اور نہ جو جدید طرز جنگ سے واقف تھا۔ لقمہ ترکی بجانے لقمہ گلوگیر ثابت ہوا۔ بہر حال جوں توں کر کے کثیر مالی اور جانی نقصان کے بعد نام نہاد حبشہ تو کیا گیا لیکن جس طرح جنگ عظیم کی جیت اس کے لئے ہنگامی ٹپری تھی اسی طرح حبشہ کی فتح بھی ضرورت سے زیادہ گراں بار ثابت ہوئی۔

ہسپانیہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی، نہیں، بلکہ کرائی گئی۔ نام خانہ جنگی کا تھا لیکن دنیا جانتی تھی کہ حریفوں میں ایک طرف فرانس اور برطانیہ تھے اور دوسری طرف جرمنی اور اطالیہ اور اسی لئے گہری نظر رکھنے والے مدبرین نے اس کو خانہ جنگی نہیں بلکہ عالمی جنگ کہا کئی سال کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ بالآخر یہاں بھی اتحادیوں کو شکست اور یورپ کے آمروں کو فتح ہوئی اور فرانکو کی حکومت کو دنیا نے تسلیم کر لیا۔

روما برلن کے محور پر تصفیہ ہو چکا تھا کہ معاہدہ ورسائی کے نیچے ہوا میں اڑا دیئے جاتا اور جنوبی اور مشرقی یورپ کو دو آمروں میں تقسیم کر لیا جائے گا۔ مسکو اپنی خویش لوائی لڑ رہا تھا، لیکن ہٹلر خون کا قطرہ بہائے بغیر پاؤں پھیلا رہا تھا۔ رہائے لینڈ میں فوجیں گھسائیں، آسٹریا پر قبضہ کر لیا لیکن فرانس اور برطانیہ منہ دیکھتے ہی رہ گئے ہٹلر نے ایک تیز قدم چکھو سلوواکیہ کی طرف بڑھایا تو نہ صرف یورپ میں بلکہ ساری دنیا میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ چیمبرلین اپنی رفیق تیز اصرار صلح جو چھتری کو بغل میں دبائے ہوئے میونخ میں چار دولی کانفرنس میں شریک ہوئے اور ساری دنیا کو یقین دلایا کہ انگلستان اور جرمنی برسرِ پیکار نہیں ہوں گے۔ لیکن بہت جلد دنیا نے دیکھ لیا کہ کپے ہوئے پھل کی طرح چکھو سلوواکیہ جرمنی کے منہ میں جا پڑا اور اس کا محافظ ونگران دیکھتا دیکھتا ہی رہ گیا۔

مسولینی نے بھی حالات کو موافق جانا اور البانیہ میں فوجیں گھسا دیں۔ یہ چھوٹی سی ریاست ایک عرصہ دراز سے خود مختار تھی اور اس کے محافظ کئی کئی کرگ باراں دیدہ تھے لیکن آٹا فانا رسولینی نے قبضہ کر ہی لیا اور ہیلہ سلاونی کی طرح شاہ البانیہ ’زوغو‘ وطن چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

فرانس اور برطانیہ کی رائے عامہ اب آمریتوں کی دست درازیوں سے تنگ آ چکی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ چھتری کو اسٹانڈ پر رکھ دیا جائے اور تلوار کو نیام سے نکالا جائے ورنہ چھوٹی ریاستوں کے بعد خود ان کا وجود خطرے میں ٹیڑھا جائے گا۔ یہی وجہ ہوئی کہ جب ہٹلر پولینڈ کی طرف پڑھا تو برطانیہ اور فرانس نے اعلان جنگ کر دیا اور دنیا کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ رسولینی کی بجائے اس دفعہ اسٹالن ہٹلر کی مدد پر آئیے گا۔ مغربی محاذ پر برطانیہ اور فرانس جرمنی سے لڑتے ہی رہے اور پولینڈ جرمنی اور روس کے درمیان امنیان کے ساتھ تقسیم ہو گیا۔

اس اثنا میں رسولینی نے ایک نیا بہرہ روپ بدلا اور بیچ بچاؤ کے لئے پانچ دولی کا تفرس کا سوال اٹھایا۔ کہا جاتا ہے کہ فرانس اس کا رضی بھی ہو گیا تھا لیکن برطانیہ پولینڈ کی قبر پر کتبہ لگانے کی خواہش پر اڑا رہا۔ چیمبرلین اور چرچل کی تقریروں سے پتہ چلتا ہے کہ پولینڈ اگر مر چکا تو وہ نازیست کو بھی مار کر ہی دم لیتا جاہتے ہیں لیکن لائڈ جارج کی تقریر میں صلیح جو یا تہ اشارے ملتے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ اگر صلح کا ڈراما پیش کیا گیا تو اس میں رسولینی ہیر و کا پارٹ کریں گے مگر نئی بحال رسولینی بیچ بچاؤ کرنے سے انکار ہی کر رہے ہیں۔

بہر حال ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ادارۂ اشاعتِ اُردو حیدرآباد

مطبوعہ

اعظم ایڈیٹر پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل برنرڈز

